بسم اللہ الرحمن الرحیم

وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا
جزء ۱۹ رکوع ۴

اور رکھدیا اس میں (ولایت کا) آفتاب اور (نبوت کا) روشن چاند

الحمد للہ والمنۃ

سراج الابصار

مؤلفہ

حضرت بندگی عبدالملک سجاوندی عالم باللہ خلیفہ حضرت بندگی میاں شاہ دلاور رض

مترجم

باھتمام

دارالاشاعت کتب سلف الصالحین

المعروف بہ جمعیۃ مہدویہ۔ دائرہ زمستانپور مشیرآباد۔ حیدرآباد دکن

۱۳۷۳ ہجری

مطبوعہ

صحیفہ مشین پریس چادرگھاٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس

مصدقان حضرت سید محمد جونپوری امام مہدی موعود آخر الزماں خلیفۃ الرحمان خاتم ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس ہے کہ

حضرت بندگمیاں سید قاسم مجتہد گروہ مہدویہؒ نے لکھا ہے کہ

" میاں عبد الملک سجاوندیؒ علم مجازی و حقیقی کے عالم تھے شیخ علی متقی کے سوالات کا جواب باصواب دیا ہے اور شیخ مبارک[۱] رح کے تمام شبہات حل کئے ہیں علاوہ ازیں بہت سے ایسے رسالے لکھے ہیں جو ہر شخص پر حضرت مہدیؑ کی تصدیق کو واجب کرنیوالے ہیں۔"

(ملاحظہ ہو اسامی مصدقین مولفہ حضرت مجتہد گروہ مہدویہؒ)

صاحب تاریخ سلیمانی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ

" حضرت بندگی عبد الملک سجاوندی عالم باللہؒ اور آپکے اجداد کرام سجاوند میں رہتے تھے عرصۂ دراز کے بعد ہندوستان آئے اس وقت ملک گجرات حسن و لطافت اور شائستگی میں تمام ممالک ہندوستان بلکہ سارے جہاں میں ممتاز تھا آپکے خاندان میں علم کسبی بدرجۂ اتم پشتوں سے آیا ہے۔ بادشاہ[۲] گجرات کو آپکی قابلیت پسند آئی جاگیر اور منصب پائے۔ آپ کا شجرۂ قدسیہ حضرت

---

[۱] ابو الفضل اور فیضی کے والد بزرگوار میاں شیخ مبارک کے متعلق صاحب تاریخ سلیمانیؒ نے لکھا ہے کہ قدوۃ العلما و عامل زبدۃ الفضلاء کامل مشہور عرصۂ وانشوری میاں شیخ میاں مبارک ناگوری قدس اللہ سرہ بڑے بزرگ اور علماء کبار سے تھے حضرت مہدیؑ کے حضور میں شرف تصدیق سے مشرف ہوئے (ملاحظہ ہو تاریخ سلیمانی گلشن ہشتم چمن چہارم) [۲] سلطان محمود بیگڑہ بادشاہ گجرات

علیؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار شاہ عبدالمجید سجاوندیؒ کو دو فرزند ہوئے۔ پہلے فرزند آپ ہیں اور دوسرے میاں عبدالغفور سجاوندیؒ ہیں۔ میاں عالم باللہؒ کو چودہ علوم میں کامل تحصیل تھی آپ کے فضل و کمال کی شہرت امراء و سلطان سے گذر کر دور دور تک پھیل گئی تھی۔ اس زمانے میں آپ کے تبحر علمی کی نظیر نہ تھی۔ آپ تمام علماء و امراء و سلطان کے مقبول اور منظور نظر تھے موضع بڑھاسن جو قصبۂ کری کی سمت مشرق میں دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے بادشاہ کی پیشگاہ سے آپ کو بطور معاش عنایت ہوا۔ آپ مع اپنے برادر و اہل و عیال اسی قصبہ میں رہتے تھے کہ شہر گجرات حضرت سید محمد جونپوری امام مہدی موعود آخر الزماں خلیفۃ الرحمان خاتم ولایت محمدی صلعم کے قدوم فیض لزوم سے رشک فردوس بنا اور اس شہر کے تمام ارباب اولوا الالباب امامؑ کی تصدیق سے بہرہ مند اور مستفید ہوئے مگر عالم باللہؒ کا امامؑ کی تصدیق کرنا وقت پر موقوف تھا چنانچہ امامؑ نے اپنے صحابی کرام حضرت بندگیمیاں شاہ دلاورؓ[۱] کو بشارت دی کہ میاں دلاور تمہارے پاس علماء ظاہری و باطنی آئیں گے اور دوسری روایت یہ ہے کہ امامؑ نے فرمایا میاں دلاور علما باللہ تمہاری شاگردی اختیار کرینگے

(ملاحظہ ہو تاریخ سلیمانی گلشن نہم چمن سوم)

نیز لکھا ہے کہ

شیخ علی متقی[۲] کی حقیقت اور اس گروہ مہدویہ سے اس کی عداوت اور دشمنی کی کیفیت شروع سے آخر تک لکھی جائے تو اختصار کی بجائے طوالت کی نوبت پہنچتی ہے الغرض شیخ مذکور گجرات سے بیت اللہ گیا کیونکہ گجرات میں اس کی فکر کارگر نہ ہوئی مکہ معظمہ میں اہل مکہ سے اپنے منشا کے موافق مصدقان حضرت مہدیؑ کے قتل کا فتویٰ حاصل کر کے گجرات کے حاکموں اور عالموں کے پاس بھیجا اور فتوی کے ساتھ ایک رسالہ مصدقوں کے رد میں تصنیف کر کے روانہ کیا۔ گجرات کے عالم عامل فاضل کامل صاحب ظاہر و باطن مہدی میاں عبدالملک سجاوندیؒ نے جو تابعین کے طبقہ سے ہیں شیخ مذکور کے رسالہ کا جواب شروع سے آخر تک بروجہ اختصار نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ سنت و جماعت کے کتب سے ادا فرما کر اس کا نام سراج الابصار رکھا ہے اکثر و اغلب فاضلان منتدین نے فقط اس رسالہ کے مطالعہ سے حضرت مہدیؑ کی تصدیق فرمائی منجملہ ان کے ایک

۱؎ حضرت شاہ دلاورؓ حضرت مہدیؑ کے خلیفہ پنجم ہیں۔ ۲؎ شیخ علی متقی نے (جو پہلے مہدوی تھا تائب فقیری نہ لاکر مذہب چھوڑ کر مکہ کو بھاگ گیا) ایک رسالہ تردید مہدیت کا لکھکر روانہ کیا (ملاحظہ ہو اسامی مصدقین مطبوعہ صفحہ ۲ حاشیہ)

حافظ ابوالقاسم بھی ہیں جو ملاجیون[۱] کے ہم درس تھے آپ نے رسالۂ مذکور کے مطالعہ کے بعد حضرت مہدیؑ کی تصدیق کی اور سراج الابصار کی شرح مطول بہت سے دلائل جلائل سے مدلل تصنیف کر کے اس شرح کا نام ضیاء القلوب رکھا ہے (ملاحظہ ہو منتخب مولفہ حضرت میاں سید شہاب الدین شہید عالمؒ)

حضرت میاں سید حسین عالمؒ نبیرہ حضرت بندگیمیاں سید علی ستون دینؒ نے لکھا ہے کہ

چونکہ خدائے تعالیٰ نے میاں عالم باللہؒ کو حضرت مہدیؑ کی تصدیق کی راہ دکھائی لہذا آپ نے حضرت شاہ دلاورؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمکو تلقین کیجئے اور اپنے خادموں میں شمار فرمائیے۔ شاہ دلاورؓ نے فرمایا تم طالب علم ہو اور بندہ امی ہے قل کو کل کہتا ہے۔ میاں عالم باللہؒ نے عرض کیا کہ بندہ اپنے علم کو چھوڑ کر اور اپنی دانش کو ایک طرف رکھکر حاضر ہوا ہے جو کچھ آپ سے سنے گا اُس پر مستقیم رہے گا اور اپنے دل کی تختی کو (ماسوی اللہ سے) صاف کر کے حاضر ہوا ہے اس کے بعد شاہ دلاورؓ نے آپ کو تلقین فرمائی اور فرمایا کہ حضرت مہدیؑ نے اس بندہ کے حق میں یہ بشارت دی تھی کہ " بھائی دلاور کے روبرو علماء ظاہری و باطنی شاگردی اختیار کریں گے "

وہ بشارت میاں عبدالملکؒ کے حق میں صادق آئی میاں عبدالملکؒ نے علم ظاہری و باطنی قوت سی حضرت مہدیؑ کی مہدیت کے باب میں عربی قاعدہ واسالیب پر چند رسالے مثلاً سراج الابصار اور سراج الملت وغیرہ بے نظیر لکھے ہیں جن کے پڑھنے سے ثبوت مہدیؑ کی کامل حجت حاصل ہوتی ہے اور اعتقاد بھی درست ہوتا ہے (ملاحظہ ہو تذکرۃ الصالحین مولفہ حضرت میاں سید حسین عالمؒ)

صاحب تاریخ سلیمانی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ

حضرت بندگیمیاں شاہ دلاورؓ کے دائرۂ معلیٰ میں چودہ سو طالبان خدا تھے حضرتؓ کے وصال مبارک کے بعد سات سو طالبان خدا حضرت شاہ عبدالکریم نوریؒ کے ہمراہ اور سات سو حضرت میاں عالم باللہؒ کے ہمراہ ہوگئے (ملاحظہ ہو تاریخ سلیمانی گلشن ہشتم چمن اول)

چونکہ سراج الابصار میں باطن محمدؐ یعنے آفتاب ولایت حضرت مہدی موعود خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہدیت کا بہترین ثبوت ہے لہذا ہر مہدوی کا فرض ہے کہ آفتاب ولایت کی روشنی سے مستفید ہو فقط المرقوم ۲۸ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ

از

احقر دلاور

---

[۱] ملاجیون نورالانوار کے مصنف ہیں جو اصول فقہ کی مشہور و معروف درسی کتاب ہے۔

سراج الابصار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل من صلاح
ھذہ الامۃ نصب الامام العادل
واعلی ذکر من اختارہ لولایتھا
فھو علیٌّ فی العاجل والاٰجل احمدہ
فی البکر والاٰصال واصلی علیٰ
نبیہ محمد سید الاواخر والاوائل
المختار من صفوۃ الاطائب والحال
من صمیم العرب فی اعلی الذوائب
من شجرۃ مرۃ بن کعب بن لوی
بن غالب وعلیٰ اٰلہ وازواجہ
اھل الشرف والمراتب المسطر ذکرھم
فی الکتاب تسطیرا المنزل فیھم
انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس
اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (جزء ۲۲ رکوع ۱) ۔ و
علیٰ اصحابہ المتحلین باخلاقہ
السنیۃ المتزینین بخلالہ المرضیۃ
خصوصًا علی الامام الکامل المکمل الذی

تمام تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے امام عادل کے
تقرر کو اس امت کی صلاح قرار دیا اور اس کے ذکر کو
بلند کیا جسکو اس امت کی حکومت کیلئے اختیار کیا
پس وہ دنیا اور آخرت میں بلند ہے میں صبح و شام
اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے نبی محمد پر درود بھیجتا ہوں
جو اولین و آخرین کے سردار اور منتخب شدہ لوگوں
میں منتخب اور مرہ بن کعب بن لوی بن غالب
کے اعلیٰ ترین نسل میں خالص عرب سے ہیں
اور آپ کی آل اور آپ کے ازواج پر جو شرف
اور مرتبہ والے ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ کی کتاب
میں لکھا ہوا ہے جنکی شان میں یہ آیت نازل ہوئی
ہے ۔ انما یرید اللہ الخ (اللہ تو یہی چاہتا ہے
کہ تم سے دور کرے گندگی کو (دنیا کی) اے اہل
بیت اور تمکو خوب پاک صاف بنائے) اور آپکے
اصحاب پر جو آپکے اخلاق بلند کے زیور سے آراستہ
ہیں اور آپ کے خصائل پسندیدہ سے زینت یافتہ
ہیں خصوصًا اس امام کامل مکمل پر جسکی فضیلت

قد ضرب على المجرة قباب فضله
ومدّ على نجوم السماء اطناب عدله
فما تعد منقبة الّا واليه تحليها
ولا يذكر كريمة الّا وله فضيلتها
ولا يورد محمدة الا وله تفصيلها
وجملتها ولا تستعظم حالة سنية
الا ويظهر عليه ادلتها وهو المهدى
الموعود فى آخر الزمان وانضر ام
الأوان اما بعد فانى لما رأيت
رسالة جاءت من مكة المشرفة
منسوبة الى الشيخ المشتهر بعلى
المتقى سميت بالرد جعلها الله
كاسمها مردودة حاولت ان اكتب
الرد على الرد لانى رأيت فى كثير
من مواضعها انحرافا عن الحق
واعتسافا عن الصدق وتعصبا
من غير اتقان وتكلما من غير
ايمان وسميته بسراج الابصار
لرفع الظلم عن اهل الانكار فاولها

کے قبّے کہکشاں پر لگائے گئے ہیں اور جس کے
انصاف کے ڈورے آسمان کے تاروں پر کھینچے گئے
ہیں کوئی منقبت نہیں شمار کی جاتی مگر اس کی زینت
کا مرجع آپ ہی کی ذات مبارک ہے اور کوئی بزرگی ذکر
نہیں کی جاتی مگر اس کی فضیلت کا ماویٰ آپ ہی کی
ذات مقدس ہے اور کوئی نیک خصلت بیان نہیں کی
جاتی مگر اس کی تفصیل و اجمال کا مرجع آپ ہی کی محمود ذات
ہے اور کوئی نورانی حالت بزرگی کے قابل نہیں سمجھی جاتی مگر
اس کی دلیلوں کا مظہر آپ ہی کی ذات بہیّہ ہے اور یہی
وہ مہدی ہیں جن کا آخری زمانہ میں بھیجے جانے کا وعدہ
کیا گیا ہے۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ میں نے جب وہ رسالہ
دیکھا جو مکہ معظمہ سے آیا ہے اس شیخ کی طرف منسوب ہے
جو علی متقی کے نام سے مشہور ہے اس رسالہ کا نام الرد رکھا
گیا ہے اللہ تعالیٰ اسکے نام کی طرح اس رسالہ کو مردود کرے پس
میں نے ارادہ کیا کہ اس رد کا رد لکھوں کیونکہ میں نے اسکے بہت سے
مقامات میں حق سے انحراف اور سچائی سے اعتساف اور بغیر کسی
یقین کے تعصب اور بغیر ایمان کے تکلم دیکھا اور میں نے اپنے
اس رد کا نام سراج الابصار لرفع الظلم عن اہل الانکار
رکھا پس اسکی (شیخ کے رسالہ الرد کی) ابتدائی عبارت یہ ہے کہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قوله الحمد لله رب العالمين و (1)
الصلوٰة والسلام على سيدنا محمد
واٰله واصحابه اجمعين وبعد
فهذه رسالة سميتها بالرد على من
حكم وقضى بان المهدى الموعود
قد جاء ومضى اعلم رحمك الله
لا شك ان وجود المهدى الموعود
ثبت بالاحاديث والآثار نحو من
ثلثمائة فصاعدا ثم طائفة فى
بلاد الهند يعتقدون فى شخص
مات وله نحو خمسين سنة انه
هو المهدى الموعود قلت لا حاجة
بفى بل ينبغى ان يقول يعتقدون
شخصا مات قوله والاحاديث (2)
الصرائح تخالفه قلت انما قال
ذلك لقصور النظر فى احوال الاحاديث
ومراتبها ومعانيها من الصحيح
والسقيم والقوى والضعيف و
الحقيقة والمجاز وغير ذلك ولعدم
التامل فيما ذهب اليه المتقدمون
فى التمسك بالاحاديث من عدم
تجويزهم التمسك بها لغير المجتهد

قولہ تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو عالمین کا رب ہے
اور درود وسلام ہمارے سردار محمد پر اور آپکی تمام آل
اور آپکے تمام اصحاب پر اور حمد و نعت کے بعد پس
یہ رسالہ ہے میں نے اس کا نام الرد رکھا ہے اور یہ رد اُن
لوگوں کا ہے جن کا یہ حکم ہے اور جن کا یہ فیصلہ ہے کہ مہدی موعود
آئے اور گئے۔ جان خدا تجھپر رحم کرے اس بات
میں شک نہیں کہ مہدی موعود کا وجود حدیثوں اور
آثار سے ثابت ہو چکا ہے جو تین سو سے زیادہ ہیں
پھر ایک جماعت ہندوستان کے شہروں میں اعتقاد
رکھتی ہے ایک شخص کے متعلق جس کو گذرے تقریباً
پچاس برس ہوئے کہ وہی مہدی موعود ہے قلت
معترض نے عربی عبارت لکھنے میں یہاں بے ضرورت
کام کیا ہے یعنے اسنے جو یہ لکھا ہے کہ یعتقدون فی
شخص مات۔ اس عبارت میں حرف فی کی ضرورت
نہیں تھی بلکہ یوں لکھنا چاہیئے تھا یعتقدون شخصا
مات۔ قولہ اور صریح حدیثیں اس کی مخالفت کرتی
ہیں قلت معترض کا یہ کہنا احادیث کے احوال اور اس
کے مراتب و معانی یعنے صحیح و سقیم قوی و ضعیف
حقیقت و مجاز وغیرہ میں قصور نظر کی وجہہ سے ہے
اور متقدمین کے مذہب میں غور نہ کرنے کی وجہہ
سے ہے کہ انھوں نے تمسک بالاحادیث کے
متعلق یہ رائے دی ہے کہ غیر مجتہد کو احادیث

كما ذكر في كتب الاصول ولا يجوز
للعامي ان يتمسك بالاحاديث و
المستدل الذي لم يبلغ درجة
الاجتهاد فهو بمنزلة العامي ذكر
في حاشية الحسامي في بحث الاجماع
ومن ليس من اهل الراي و
الاجتهاد من العلماء فله حكم العوام
فعلم ان المتمسك الذي لم يبلغ
درجة الاجتهاد غافل عن مذهبهم
كالشيخ ولقد رايت احد عشر
حديثا في اجتماع المهدي مع عيسى
عليهما السلام ذكر في بعضه امامة
عيسىؑ وفي بعضه امامة المهديؑ
ومع ذلك صرح التفتازاني في شرح
المقاصد بعدم الاجتماع والاقتداء
من احد الطرفين حيث قال فما
يقال ان عيسىؑ يقتدي بالمهديؑ
او بالعكس شيء لا مستند له فلا
ينبغي ان يعول عليه فاعلم
ايها المنصف ان جهابذة الاحاديث
حيارى في تشخيص المهديؑ على
شيء معين مقطوع بحيث لا يمكن
خلافه بعد ان يكون من ولد
فاطمةؓ مبعوثا لنصرة الدين كما ذكر
الامام البيهقي في شعب الايمان

سے تمسک کرے ناجائز نہیں چنانچہ کتب اصول میں مذکور ہے
کہ عامی کو جائز نہیں کہ تمسک بالاحادیث کرے اور جو
دلیل لانیوالا اجتہاد کے درجہ کو نہ پہنچا ہو تو اس کا درجہ عامی
کا ہے حسامی کے حاشیہ میں اجماع کی بحث میں مذکور ہے کہ
عالموں سے جو شخص صاحب رائے اور صاحب اجتہاد
نہ ہو اس کا حکم عوام کا ہے پس یہ بات معلوم ہوئی کہ
احادیث سے تمسک کرنیوالا جو اجتہاد کے درجہ کو
نہیں پہنچتا ہے وہ اس شیخ کی طرح انکے (سلف صالحین
کے) مذہب سے غافل ہوتا ہے میں نے خود گیارہ
حدیثیں ایسی دیکھی ہیں جنمیں مہدیؑ اور عیسیٰؑ کا جمع ہونا معلوم
ہوتا ہے جنمیں سے بعض حدیثوں میں عیسیٰؑ کی امامت
اور بعض میں مہدیؑ کی امامت کا ذکر ہے ان حدیثوں
کے ہوتے ہوئے علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں
مہدیؑ اور عیسیٰؑ کے جمع ہونے اور ان میں سے ایک دوسرے
کی اقتدا نہ کرنے کی صراحت کر دی ہے چنانچہ کہا ہے
فما یقال ان عیسیٰؑ یقتدی بالمہدی او
بالعکس الخ (یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰؑ مہدیؑ کی
اقتدا کرینگے یا مہدیؑ عیسیٰؑ کی اقتدا کریں گے یہ ایک
ایسی بات ہے کہ جس کی کوئی سند نہیں پس اس بات پر
بھروسہ نہیں کرنا چاہیے پس اے منصف جان کہ
علم حدیث کے ماہرین کسی شئی معین و یقینی پر مہدیؑ
کی تشخیص کرنے میں حیران ہیں اس طرح کہ اس کا
خلاف ممکن نہ ہو بعد اس کے (بعد اس اتفاق کے) کہ وہ
اولاد فاطمہؓ سے ہوگا نصرت دین کے لئے مبعوث
ہوگا۔ چنانچہ امام بیہقی نے شعب الایمان میں ذکر کیا

اختلف الناس فی امر المهدیؑ
فتوقف جماعة واحالوا العلم الی
عالمه واعتقدوا انه واحد
من اولاد فاطمة بنت رسول
الله صلعم یخلقه الله متی شاء
ویبعثه نصرة لدینه فانظر ایها
المنصف الی قول البیهقی فتوقف
جماعة والتوقف انما یکون عند
تعارض الادلة وعدم ترجیح بعضها
علی بعض وایضا قال علی ن الشیخ
مصنف هذه الرسالة فی الرسالة
الطویلة المتقدمة علی هذه
الرسالة ناقلا عن ائمة الحدیث
وما اورد القرطبی فی التذکرة من
ان المهدیؑ یخرج من المسجد
الاقصیٰ فی قصة طویلة لا اصل
لذلک فانظر ایها المنصف ان
الامام القرطبی مع غایت علمه
بالاحادیث اورد اشیاء فی صفة
المهدیؑ وخروجه ولا اصل لذلک
تعلم ان الناقدین متحیرون
فی تشخیص المهدیؑ وعن ابن
المنادی انه قال قال کعب یکون
اثنا عشر مهدیا ثم ینزل روح
الله عیسیٰؑ فیقتل الدجال منقول

ہے کہ لوگوں نے مہدیؑ کے امر میں اختلاف کیا ہے پس
ایک جماعت نے توقف کیا ہے اور اُس کے علم کو
اس کے عالم کے حوالہ کیا ہے اور اسبات کا اعتقاد رکھتی
ہے کہ وہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کی اولاد میں سے ایک
ہے خدا تعالیٰ اس کو جس وقت چاہیگا پیدا کریگا اور
اس کو اپنے دین کی نصرت کیلئے مبعوث کرے گا
پس اے منصف بیہقی کے قول پس ایک جماعت
نے توقف کیا ہے" کو دیکھ اور توقف دلیلوں کے
تعارض کے وقت اور ایک کو دوسری پر ترجیح نہونے
کے وقت ہوتا ہے اور خود شیخ علی متقی نے جو اس
رسالہ کا مصنف ہے اپنے ایک طویل رسالہ میں جسکو
اس رسالہ سے پہلے تصنیف کیا ہے ائمہ حدیث سے
نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "قرطبی نے اپنے
تذکرہ میں ایک قصۂ طویلہ کے ضمن میں جو بیان کیا
ہے کہ مہدیؑ مسجد اقصیٰ سے نکلیگا اس کی کوئی اصل
نہیں پس اے منصف دیکھ کہ امام قرطبی نے
احادیث کے علم میں منتہی ہونیکے باوجود مہدیؑ کی
صفت اور آپ کے خروج میں ایک ایسی چیز لکھی کہ
اس کی کوئی اصل نہیں تو معلوم ہوا کہ علم حدیث کے
ناقدین مہدیؑ کی تشخیص میں متحیر ہیں اور ابن منادی
سے مروی ہے کہا اس نے کہ کعب احبار نے کہا کہ
بارہ مہدی ہونگے پھر اس کے بعد روح اللہ عیسیٰؑ
اتر آئیں گے اور دجال کو قتل کریں گے یہ بات
شرح نہایت الاحکام سے منقول ہے اور شیخ نجیب
الدین ابو محمد واعظ دہلوی نے اپنی کتاب

من شرح غاية الاحكام وقال الشيخ المجيب الدين ابو محمد بن الواعظ الدهلوى فى كتابه الموسوم بمدار الفضلاء ان اجتماع المهدیؑ مع عیسیٰؑ من مذهب الشيعة فمن شك فعليه ان ينظر فيه وايضاً قال الشيخ المذكور فى كتابه المسطور رجع التفتازانى عما قال فى شرح العقائد وهو قوله ثم الاصح انه يصلى بالناس ويؤمهم ويقتدى به المهدیؑ الى ما قال فى شرح المقاصد وهو قوله فما يقال ان عیسیٰؑ يقتدى بالمهدیؑ او بالعكس شیٔ لا مستند له فلا ينبغى ان يعول عليه فالمقصود من ايراد الاختلافات ان يعلم المنصف ان تشخيص المهدی على شیٔ غير ممكن لعدم ما يحصل به القطع فى هذا الباب فكيف يقال والاحاديث الصرايح تخالفه ثم اعلم يا اخى لو صرح المجتهدون فى باب المهدیؑ على شیٔ معين لا يكون ذلك التصريح الا ظنيا فان ظهر فى المهدیؑ ما صرحوا تبين

مدار الفضلاء میں لکھا ہے کہ عیسیٰؑ کے ساتھ مہدیؑ کے جمع ہونے کا مسئلہ شیعہ کا مذہب ہے اگر کسی کو ہماری بات میں شک ہو تو وہ کتاب دیکھ لے اور نیز شیخ مجیب الدین نے اپنی اُسی کتاب میں لکھا ہے کہ تفتازانی نے شرح عقاید میں جو لکھا تھا کہ عیسیٰؑ لوگوں کو نماز پڑھائینگے اور اُن کی امامت کرینگے اور مہدیؑ عیسیٰؑ کی اقتدا کریں گے، اِس قول سے رجوع کرکے شرح مقاصد میں یہ لکھدیا ہے کہ "یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰؑ مہدیؑ کی اقتدا کریں گے یا مہدیؑ عیسیٰؑ کی اقتدا کریں گے ایک ایسی بات ہے جس کی کوئی سند نہیں پس اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے" پس ان اختلافات کو بیان کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ مرد منصف معلوم کرلے کہ مہدیؑ کی تشخیص کسی شئی پر ممکن نہیں کیونکہ اس باب میں کوئی بات ایسی نہیں ملتی جس سے قطعیت حاصل ہو پھر یہ کس طرح کہا جاتا ہے کہ صریح حدیثیں ہمارے امام حضرت سید محمد جونپوریؑ کی مخالفت کرتی ہیں۔ اے برادر جان اگر مجتہدین امت مہدیؑ کے باب میں کسی شئی معین کی تصریح بھی کردیتے تو وہ تصریح صرف ظنی ہوتی اگر ان کی صراحت کے موافق مہدیؑ ظاہر ہوجاتے تو ان کا اجتہاد صواب سمجھا جاتا ورنہ ان کی خطا ظاہر ہوتی جب کہ اُنھوں نے کوئی تصریح ہی نہیں کی تو مہدیؑ کے باب میں پھر کس طرح

صوابهم والا فهم خطأهم فكيف
ولا تصريح عنهم في بابه فما للمقلد
والتمسك بالاحاديث فان قيل
ما نفعل في هذا الزمان الذي
ليس فيه احد من المجتهدين
يقال ناخذ براى افضل اهل زماننا
كما قيل اذا وقعت الحادثة واحتيج
الى كشفها ولم يوجد التصريح من
المجتهدين فيها ناخذ براى افضل
اهل الزمان ولا شك ان افضل
اهل الزمان في زمان المهدي ع
واصحابه هو واصحابه لا غيرهم
اما الحجج المثبتة للمهدية الموجودة
فنحن نصدقه فسنذكرها ان شاء
(۳) الله تعالى قوله واكثر الاحاديث
وجلها يأولون على رائهم كما
يأولون القرآن لاثبات مدعاهم
قلت لا نأول الاحاديث والآيات
على رائنا بل لما ينزلون انفسهم
منازل المجتهدين فيحتجون معنا
بالاحاديث ننزل انفسنا ايضا
منازلهم فنجيبهم بالمنقول والمعقول
ونأول بما يدفع المحظور مما يلزموننا
(۴) به كما يأتي انفا ان شاء الله تعالى قوله
ومعلوم عند العلماء ان التاويل

تشخیص کسی چیز پر کی جاسکتی ہے پس نتیجہ یہ نکلا کہ مقلد کے شایان شان نہیں کہ تمسک بالاحادیث کرے اگر یہ کہا جائے کہ اس زمانے میں جب کوئی مجتہد ہی نہیں تو ہم کیا کریں۔ اس کا جواب یہ دیا جائیگا کہ ہم اپنے اہل زمانہ میں جو ہستی افضل ہوگی اس کی رائے کے موافق کام کرینگے چنانچہ کہا گیا ہے کہ جب کوئی نئی بات پیدا ہوجائے اور اس کو حل کرنیکی ضرورت واقع ہو اور مجتہدین امت کا کوئی قول نہ ملے تو ہم افضل زمانہ کی رائے لینگے اور اس بات میں شک نہیں کہ مہدیؑ اور اصحاب مہدیؑ کے زمانہ میں افضل اہل زمانہ مہدیؑ اور اصحاب مہدیؑ ہیں انکے سوائے کوئی اور نہیں۔ رہے وہ دلائل جو مہدیت موجودہ کو ثابت کرنیوالی ہیں اس ذات کی شان میں جسکی ہم تصدیق کرتے ہیں ان کا ذکر ہم عنقریب کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ قولہ۔ اکثر و بیشتر حدیثوں کی یہ لوگ (مہدوی) اپنی رائے کے موافق تاویل کرتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے مدعا کو ثابت کرنے کیلئے قرآن میں بھی تاویل کرتے ہیں۔ قلت۔ ہم لوگ ہماری رائے کے موافق احادیث و آیات کی تاویل نہیں کرتے بلکہ جب ہمارے مخالف اپنے آپ کو مجتہد سمجھکر ہمارے مقابلہ میں حدیثوں سے حجت پیش کرتے ہیں تو ہم بھی اپنے آپ کو ان کے (مجتہدین کے) درجہ میں اتار کر ان کا معقول اور منقول جواب دیتے ہیں اور جس امر ممنوع کا الزام وہ لگاتے ہیں اسکو دفع کرنے کیلئے ہم بھی تاویل کرتے ہیں انشاء اللہ اس کا ذکر عنقریب کیا جائیگا۔ قولہ۔ علماء کو یہ بات معلوم ہے کہ تاویل قابل پذیرائی نہیں ہوتی مگر اس وقت جبکہ معصوم کلام کو ظاہر پر حمل کرنا ممکن نہو کیونکہ اس سے

لا يسوغ الا اذا كان الكلام المعصوم
لم يمكن حمل العبارة على ظاهرها
للزوم المحال منه قلت العبارة
الصحيحة المستغنية عن التقدير
والتاويل ان يقال فيها الا اذا كان
الكلام المعصوم لم يمكن حمل عبارته
على ظاهرها وتقييد الكلام بالعصمة
ليس بسديد بل ينبغي له ان
يقول الا اذا كان الكلام المقتضي
للتوجيه لم يمكن حمل عبارته
ليدخل فيه كلام الاولياء ايضا
كما يفهم ذلك من كلام الشيخ في آخر
الرسالة وهو قوله فان كان
الشخص متورعا متشرعا وكلامه
قابل للتاويل والتوفيق بالشرع
فياول وايضا قوله لم يمكن ليس
بصحيح لان العلماء جوزوا التاويل
في بعض المواضع رعاية لما ذهب
اليه المتقدمون من غير حاجة
لهم اليه ولولا ذهابهم لما
اولوا مثاله قوله عليه السلام
الخلافة من بعدي ثلثون
سنة ۔ اولوا بان الخلافة الكاملة
التي لا يشوبها شيء من المخالفة
وميل عن المتابعة تكون ثلثين

محال لازم آتا ہے۔ قلت۔ معترض نے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ
ان التاویل لایسوغ الا اذا کان الکلام المعصوم
لم یمکن حمل العبارۃ علی ظاہرہا للزوم المحال
منہ حالانکہ صحیح عبارت جو تقدیر و تاویل سے مستغنی ہے یہ
ہے الا اذا کان الکلام المعصوم لم یمکن حمل عبارتہ
علی ظاہرہا یعنے معصوم کلام اس طرح واقع ہو کہ
اسکی عبارت ظاہر پر محمول ہو سکے۔ اس کے علاوہ اسنے
کلام کے ساتھ عصمت کی قید جو لگائی ہے وہ بھی
درست نہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے تھا کہ الا اذا کان
الکلام المقتضی للتوجیہ لم یمکن حمل عبارتہ
تاکہ اسمیں اولیاء کا کلام بھی داخل ہو جائے چنانچہ اس
رسالہ کے آخر میں خود شیخ کے کلام سے یہی بات مفہوم ہوتی
ہے کہ اگر آدمی پرہیزگار پابند شریعت ہو اور اس کا کلام
تاویل اور توفیق بالشرع کے قابل ہو تو اس میں بھی
تاویل کی جائیگی نیز اُس کا قول لم یمکن بھی صحیح نہیں
کیونکہ علماء نے بعض مقامات میں متقدمین کے مذہب
کی رعایت کرتے ہوئے بغیر کسی حاجت کے
تاویل کو جائز رکھا ہے اگر اون کا یہ مذہب
نہوتا تو حدیث۔ الخلافۃ من بعدی
ثلثون سنۃ۔ میں تاویل نہ کرتے۔ انھوں نے
اس حدیث میں خلافت کی تاویل اُس کامل خلافت
سے کی ہے جسمیں کسی مخالفت کی آمیزش اور
متابعت رسول ﷺ سے روگردانی نہ ہو ایسی خلافت
تیس سال رہیگی اور اس کے بعد کبھی ہو گی اور کبھی
نہ ہوگی۔ اور اُن کو یہ تاویل کرنے کی ضرورت

سنة وبعد ذلك قد تكون وقد لاتكون وانما اوّلوا رعاية لما ذهب اليه المتقدمون من اطلاق لفظ الخلفاء على الائمة العباسية وبعض المروانية كعمر بن عبد العزيز من غير حاجة لهم فى العدول عن مقتضى الحديث فينبغى لهم على مقتضى قول الشيخ ان يطلقوا عليهم اسم الامراء والملوك وقوله ع لعمار بن ياسر ستقتلك الفئة الباغية اوّل بعض العلماء هذا الحديث بتاويل بعيد جدا كما ذكر فى شرح التجريد وهو قوله يحتمل ان يكون المراد بالباغية الطالبة لدم عثمانؓ مع ان عليا كرم الله وجهه حكم على معاوية ومن تبعه بالبغى حيث قال اخواننا بغوا علينا واجرى عليهم احكام البغاة لان البغاة قوم خرجوا عن اطاعة الامام الحق فاى حاجة كانت لهم حتى اولوا من غير ضرورة تاويلا باردا وما اولوا الا تحاميا عن اطلاق اسم البغى المسقط للعدالة على الصحابةؓ وبعضهم قالوا ليس هذا امرا

محض اس لئے ہوئی کہ متقدمین نے ائمہ عباسیہ اور بعض مروانیوں کو بھی خلفاء کا اطلاق کیا ہے جیسے حضرت عمر بن عبد العزیز رح حالانکہ اونکو مقتضای حدیث سے عدول کرنیکی حاجت نہ تھی بلکہ شیخ کے قول کے موافق اُن کو چاہئے تھا کہ اُن لوگوں کو امرا اور ملوک کہتے۔ اور رسول اللہ ؐ نے جو عمار بن یاسر رضؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ عنقریب تجھکو ایک باغی گروہ قتل کریگا اس حدیث کی تاویل بعض علماء نے ایک بہت ہی بعید تاویل کی ہے چنانچہ اس کا ذکر شرح تجرید میں آیا ہے وہ یہ کہ احتمال اسبات کا ہے کہ گروہ باغیہ سے مراد وہ لوگ ہوں جو خون عثمان رضؓ کے طالب ہوئے حالانکہ علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت معاویہ رضؓ اور آپکے متبعین پر بغاوت کا حکم لگایا ہے چنانچہ فرمایا "ہمارے بھائیوں نے ہمسے بغاوت کی" اور انپر باغیوں کے احکام جاری کئے کیونکہ باغی اُن لوگونکو کہتے ہیں جو امام برحق کی اطاعت سے نکل جاتے ہیں پس ان کو بغیر کسی ضرورت کے ایسی تاویل بارد کی کیا ضرورت تھی۔ اور انھوں نے یہ تاویل صحابہ رضؓ پر بغاوت کا لفظ اطلاق کرنیسے خلاصی پانے کیلئے کی بغاوت کا لفظ ایسا ہے اگر صحابہ رضؓ پر اطلاق کیا جائے تو یہ لفظ صحابہ رضؓ کی صفت عدالت کو ساقط کرنیوالا ہے۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ باغی اُس شخص کو نہیں کہینگے جسنے اپنے اجتہاد میں خطا کی ہو باوجود اس کے کہ نبی ؐ نے بغاوت کی تصریح فرمادی (عمار بن یاسر رضؓ سے فرمایا کہ عنقریب تجھکو ایک باغی گروہ قتل کریگا)

اسماء من اخطأ في اجتهاده مع
ان النبي صلعم صرح بالبغي فنحن
ايضاً ناول ما يوردون علينا
بتاويل حسن مرضي عند من
انصف تحاميا عن اطلاق لفظ الغلط
والخطاء على من يصلح للمهدية
بالحجج التي سنذكرها انشاء الله تع
وما ذلك ببعيد عن النقل والعقل
ذكر في مسند احمد ابن حنبل
عن عبد الله بن الحارث قال
اني لاسير مع معاوية في منصرفه
من صفين بينه وبين عمرو بن
العاص قال فقال عبد الله بن
عمرو يا ابت ما سمعت رسول الله
صلعم يقول لعمار ويحك يا ابن
سمية تقتلك الفئة الباغية
قال فقال عمرو لمعاوية الا تسمع
ما يقول هذا فقال معاوية لا تزال
نحن تاتينا بهنة قتلناه انما
قتله الذين جاؤا به انتهى
فانظر ايها المنصف الى تاويل
الصحابة فنحن لا ناول مثل هذا
التاويل فقوله وتاويلهم مثلا (۵)
ما ورد ان المهدي يملأ الارض
شرقا وغربا بانه اذا اطاعه

پس جب ہمارے مخالف ہمارے خلاف یہ احادیث
پیش کرتے ہیں تو ہم بھی اونکی تاویل بطریق حسن کرتے
ہیں جو منصف کے پاس پسندیدہ ہو تاکہ وہ ذات
جو مہدیت کی صلاحیت رکھتی ہے اون دلیلوں
کے ساتھ جن کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ ہم عنقریب
کریں گے غلطی اور خطا کے اطلاق سے محفوظ رہے
اور یہ بات نقل اور عقل سے بعید نہیں۔ احمد ابن حنبل کی
مسند میں عبد اللہ ابن حارث کی روایت سے
ذکر کیا گیا ہے کہ کہا عبد اللہ ابن حارث نے کہ میں معاویہ کے
ساتھ صفین کے ایک موڑ میں معاویہ اور عمرو بن
عاص کے درمیان چل رہا تھا عبد اللہ ابن حارث
نے کہا کہ کہا عبد اللہ ابن عمر نے اپنے باپ
سے اے میرے عزیز باپ کیا آپ نے رسول اللہ
صلعم کو عمار سے کہتے ہوئے نہیں سنا کہ افسوس
ہے اے ابن سمیہ تجھکو ایک باغی گروہ قتل کریگا
کہا ابن حارث نے پس عبد اللہ کے باپ عمرو نے
معاویہ سے کہا کیا تم نہیں سن رہے ہو جو یہ شخص کہہ
رہا ہے تو معاویہ نے کہا ہم لوگ ہمیشہ ایک دوسرے
پر بہتان لیتے رہتے ہیں اور تم لوگ کہتے ہو کہ ہم
نے اوسکو قتل کیا اوسکو تو اون لوگوں نے قتل کیا
جنھوں نے اُس کو اپنے ساتھ لایا تھا انتہی پس اے
منصف صحابہؓ کی تاویل کو دیکھ ہم ایسی تاویل تو نہیں
کر رہے ہیں۔ قولہ۔ ان لوگوں کی (مہدویوں کی)
تاویل مثلاً اس حدیث میں جو آیا ہے کہ مہدی شرقاً
وغرباً زمین کو عدل سے بھر دیگا یہ ہے کہ اگر ایک

الانسان يحصل المقصود لان الانسان
عالم كبير فانظروا الى انكارهم
الحسي اي محظورٍ اقتضت العبارة
حتى احتاجوا الى هذا التاويل
قلت لم اسمع هذا التاويل ممن
عاصرتهم وما وصل الينا ممن لم
نعاصرهم بنقل مشهور فلا ادري
من اين تحقق للشيخ هذا التاويل
واي حاجة لنا الى هذا التاويل
لان المباحث المدافعة لالزام
الخصم ايانا في هذا الحديث
اكثر من ان تدخل تحت الضبط
والحفظ فلعله وصل الى الشيخ
ممن لم يقتد بهم ولم يعتد بهم
فليس من الانصاف ان يلزم قوم
بما صدر من شخص غير مشهور
بالعدالة والتقوى ثم اعلم
ان مقصود الشيخ من ايراد الحديث
ان المهدي ع يملاء الارض كلها
قسطا وعدلا كما ملئت جورا و
ظلما يعني لا يوجد الجور والظلم
في الارض اصلا وهذا المعنى
لم يوجد في زمان من ادعى انه
المهدي فلا يكون مهديا قلت
على هذا المعنى للحديث معارضات

آدمی بھی مہدیؑ کی اطاعت قبول کرے تو مقصود
حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ انسان عالم کبیر ہے پس انکے
انکار حسی کو دیکھو کہ کون سے امر ممنوع کا عبارت
نے اقتضا کیا تھا جو ان کو اس تاویل کی ضرورت
ہوئی۔ قلت: میں نے تو یہ تاویل اپنے معاصرین سے
نہیں سنی اور نہ ہمارے غیر معاصرین سے کوئی ایسی
نقل مشہور ہم تک پہنچی پس میں نہیں جانتا کہ ہماری
اس تاویل کی تحقیق شیخ کو کہاں سے ہوگئی اور ہمکو
اس تاویل کی حاجت بھی کیا ہے کیونکہ مخالف
کے الزام کو دفع کرنیکے مباحث جو اس حدیث میں
ہیں زیادہ ہیں اس سے جو ضبط و حفظ کے تحت داخل
ہوں (ہمارے پاس دلائل بہت ہیں ہمکو اس تاویل کی
کیا ضرورت) شاید شیخ کے پاس اُن لوگوں کی طرف
سے پہنچی ہوگی جو نہ مہدویوں کے پیرو ہونگے اور نہ معتبر
ہونگے پس ایک ایسے شخص کی بات پر کہ جس کی نہ عدالت
مشہور ہو اور نہ پرہیزگاری قوم پر الزام لگانا انصاف
کی بات نہیں۔ واضح ہو کہ شیخ کا مقصود حدیث ان
المہدی یملاء الارض کلہا قسطا وعدلا کما
ملئت جورا وظلما کے لانے سے یہ ہے کہ
زمین پر جور و ظلم بالکل باقی نہ رہیگا اور یہ بات اُس
شخص کے زمانہ میں نہیں پائی گئی جسنے دعوی کیا کہ
وہ مہدیؑ ہے پس اس لیئے وہ مہدیؑ نہیں
ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن شریف اور
حدیث صحیح سے بہت سے معارضات اس حدیث
پر پیش ہوتے ہیں منجملہ اُنکے قول رسول اللہ ﷺ کا

من الكتاب والسنة الصحيحة منها
قوله ع عن ثوبان رض انه قال
قال رسول الله صلعم اذا وضع
السيف فی امتی لم يرفع عنها
الی يوم القيمة فای زمان يخلص
لاملاء القسط والعدل فی كل الارض
لان السيف لا يكون الا بين اهل
العدل واهل الظلم والجور ولا
تزال المقاتلة بين اهل الحق
وغيره فتبين ان الظلم والجور لا
ينتفيان ابدا عن كل الارض و
منها قوله ع لا تزال طائفة من
امتی يقاتلون علی الحق ظاهرين
الی يوم القيمة هذا الحديث مذكور
فی المسلم عن جابر بن عبد الله
فاعلموا ان مقاتلة الطائفة
علی الحق دليل علی ان الطائفة
الاخری علی الباطل والظلم و
الجور فای ظلم وجور اعظم من
المقاتلة مع اهل الحق وهو ثابت
الی يوم القيمة بلفظ الحديث
فتبين ان ملاء القسط والعدل
فی الارض كلها بنفی الجور والظلم
غير ممكن فمن حمل الحديث علی
هذا المعنی فقد جهل ومنها ما

ہے جو ثوبان رض سے مروی ہے رسول اللہ ؐ نے فرمایا جب
میری امت میں تلوار رکھی جائیگی تو قیامت کے دن تک
اُن سے نہیں اٹھائی جائیگی پس کونسا زمانہ آئیگا جو
خالص عدل سے بھر دینے اور ساری زمین میں عدل
کر دینے کیلئے ہوگا کیونکہ سیف اہل عدل اور
اہل ظلم وجور کے درمیان ہوگی اور اہل حق اور
غیر حق کے درمیان مقاتلہ ہمیشہ رہے گا۔ پس معلوم
ہوا کہ ظلم وجور تمام روی زمین سے ہمیشہ کے
لئے دور نہیں ہونگے اور منجملہ ان کے قول ؑ
کا ہے کہ میری امت سے ایک جماعت
حق پر قتال کرنے والی غالب رہے گی قیامت
کے دن تک۔ یہ حدیث جابر ابن عبد اللہ رض
کی روایت سے مسلم میں مذکور ہے۔ پس
جان کہ گروہ بر حق کا مقاتلہ اس بات
پر دلیل ہے کہ دوسرا گروہ باطل
اور ظلم وجور پر ہے پس کونسا ظلم وجور
اہل حق کے ساتھ مقاتلہ کرنے سے
بڑا ہے اور وہ حدیث کے الفاظ سے
قیامت کے دن تک ثابت ہے۔ پس
ظاہر ہوگیا کہ قسط وعدل کا ساری زمین
میں بھر جانا جور وظلم کی نفی کے ساتھ
غیر ممکن ہے جو شخص اس حدیث کو اسی معنی
پر (شیخ کے سمجھے ہوئے معنی پر) حمل کرتا ہے
پس تحقیق کہ وہ جاہل ہے اُن معارضات سے
جو کتاب اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں اور

قال الامام الزاهد تحت قوله تعالیٰ یا
عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ
الآیۃ قد اخبر النبی صلعم
انہ (عیسیٰ ع) ینزل من السماء
حین یخرج الدجال اللعین و
یدور فی العالم و وقع القحط و
اشتد الامر و اجتمع المومنون
بمکۃ والمدینۃ و بلغ اللعین
افق الارض غیر مکۃ والمدینۃ
فاذا قصد مکۃ نزل عیسیٰ ع من
السماء بمکۃ و صلے صلوٰۃ الصبح
بالجماعۃ مع قلیل من المومنین
ثم یخرج الی قتال الدجال مع
من معہ من المومنین الیٰ ھنا
کلامہ فانظر ایھا المنصف لو
کان المھدیؑ ملکا حین خروج
الدجال لما یملک الدجال افق
الارض وان ملک وافسد فی
جمیع الارض فی حیٰوۃ المھدیؑ
فاین ملاء القسط والعدل فی
الارض کلھا بنفی الجور والظلم
وای ظلم اعظم من ظلم الدجال
بقولہ ع فی حقہ فعاث یمینا و
عاث شمالا یا عباد اللہ فاثبتوا
النصف رحمک اللہ کیف یستقیم

منجملہ اُن معارضات کے فرمانِ خدا یا عیسیٰ انی
متوفیک ورافعک الیّ کے تحت امام زاہد کا
قول ہے کہ نبیؐ نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ ع آسمان سے
اتر آئینگے جبکہ دجال لعین نکلیگا اور تمام دنیا
میں گھوم جائیگا اور قحط پڑے گا اور کام سخت
ہو جائے گا (حالت بہت تباہ ہوجائے گی) اور
مومنین مکہ اور مدینہ میں جمع ہوجائینگے اور
دجال لعین مکہ اور مدینہ کے سوائے ساری دنیا
میں پہنچ جائیگا اور جب مکہ کا ارادہ کرے گا
تو عیسیٰ ع آسمان سے مکہ میں اتر آئینگے
اور چند مومنین کے ساتھ نماز صبح باجماعت
ادا کریں گے اور پھر دجال سے قتال کرنے کیلئے
ان چند مومنوں کے ساتھ جو وہاں رہینگے نکلیں
گے یہانتک ہی کلام امام زاہد کا۔ اے منصف
دیکھہ اگر دجال کے نکلنے کے وقت مہدیؑ
بادشاہ ہوں تو دجال افق زمین کا مالک نہ ہوگا
اگر تمہاری رائے کے مطابق مہدیؑ کی زندگی میں
دجال روی زمین کا مالک ہوجاے اور ساری
زمین میں فساد برپا کرے تو ساری زمین نفی جور
وظلم کے ساتھ عدل و انصاف سے کہاں بھر گئی
اور کونسا ظلم دجال کے ظلم سے بڑا ہے کیونکہ دجال
کے بارے میں رسول اللہ ع نے فرمایا ہے کہ فساد
کریگا سیدھے جانب اور فساد کریگا بائیں جانب
(روی زمین میں) اے خدا کے بندو تم ثابت قدم
رہو دین خدا پر۔ بس انصاف کر خدا تجھپر رحم کرے

معنی الحدیث علیٰ ما فهمت و
منها قوله تعالیٰ و القینا بینهم العداوة
والبغضاء الیٰ یوم القیمة اعلم ان
وجود العداوة بینهم یدل علیٰ
وجودهم الیٰ یوم القیمة ظالمین
جابرین ثم اعلم ان الظلم
باعتبار مدلوله وهو وضع الشئ
فی غیر موضعه یشتمل الظلم علیٰ
الغیر کالقتل والغصب بغیر الحق
والضرب والشتم والایذاء کذلک
والظلم علیٰ نفسه وهو الکفر والعصیان
بجمیع انواعه فکیف یمکن رفع مادة
الظلم عن اهل الارض جمیعا ولا
دلیل فی الحدیث علیٰ تخصیص الظلم
بنوع من انواعه ذکر فی المدارک
تحت هذه الایة فکلهم ابدا
مختلفون و قلوبهم شتیٰ لا یقع
بینهم توافق ولا تعاضد ومنها
قوله تعالیٰ ولو شاء ربک لجعل الناس
امة واحدة ولا یزالون مختلفین
الا من رحم ربک ولذلک
(جزو ۱۲ رکوع ۱۰)
خلقهم. فهذه الایة تدل علیٰ
ان الله لم یشاء جعل الناس ملة
واحدة فلم یجعلهم امة واحدة
و قوله تعالیٰ ولا یزالون مختلفین

باوجود بہت سے معارضات کے اب حدیث مذکور
کے معنی کیسے بن سکینگے جیسا کہ تو نے سمجھا ہے۔ اور منجملہ اون
معارضات کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے والقینا بینهم العداوة
(اور ہم نے ڈالدیا ہے اونکے درمیان بغض اور عداوت
کو قیامت کے دن تک) جان کہ عداوت کا وجود اونکے
درمیان قیامت کے دن تک اون کے وجود پر دلالت
کرتا ہے اس حال میں کہ وہ ظالم اور جابر ہیں۔ پھر جان
کہ ظلم اپنے مدلول کے اعتبار سے وہ وضع الشئ فی
غیر موضعہ کا نام ہے ظلم علی الغیر پر شامل ہوتا ہے مانند
قتل اور غصب غیر حق اور ضرب و شتم اور ایذا رسانی
کے اور شامل ہوتا ہے ظلم علی النفس پر بھی اور
وہ کفر و عصیان ہے اُس کے تمام اقسام
کے ساتھ پس تمام روی زمین سے ظلم کے
مادہ کا اٹھ جانا کس طرح ممکن ہے اور حدیث سے
اقسام ظلم میں سے کسی ایک ظلم کو خاص کرنے
پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اسی آیت کے تحت
مدارک میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ سب کے سب
مختلف رہینگے ہمیشہ اور اُن کے دل پراگندہ رہینگے
اور اُنکے درمیان باہمی موافقت اور باہمی مدد نہوگی
اور منجملہ ان کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ولو شاء ربک
لجعل الناس امة الخ (اور اگر تیرا رب چاہتا تو کر دیتا تمام
لوگوں کو ایک ہی امت اور ہمیشہ اختلاف میں رہینگے مگر
جس پر رحم فرمایا تیرے پروردگار نے اور اسی لئے تو پیدا کیا
ہے ان کو) پس یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے انسانوں کو ایک امت بنانا

تصريح في عدم خلو زمان من الاختلاف بين اهل الحق والظلم والباطل فكيف يتصور ارتفاع الظلم بجميع انواعه عن جميع اهل الارض فمن خصص الظلم بنوع من انواعه من غير مخصص فمن عند نفسه ثم اعلموا ايها المنصف ان ملاء القسط والعدل مذكور في الحديث على وجه التشبيه بالجور والظلم فلا يخلو اما ان يكون التشبيه في الكيفية او الكمية اما الاول فنسلم اي كيف ما تمكن الجور والظلم في اهل الارض يمكن المهدي العدل والقسط في البعض ولا دلالة في الحديث على الجميع او الاكثر اما الثاني اي التشبيه في الكمية اي كمية الافراد المملوئين بهم الجور والظلم فغير مسلم لما ذكرت من المعارضات والحديث حسان لا يحكم بصحته الا بعد وجد انه فيمن ورد في حقه ولا يفسر معناه بما يعارض الكتاب والصحاح والتاويل الصحيح ان يقال يملأ الارض قسطا وعدلا اي يملاء القسط والعدل في بعض

نہ چاہا اس لئے اُن کو ایک امت نہیں بنایا اور اللہ تعالیٰ کا قول کہ وہ ہمیشہ مختلف رہینگے، اسبات کی صراحت ہے کہ اہل حق اور اہل ظلم و باطل میں اختلاف سے کوئی زمانہ خالی نہ رہیگا پس کسطرح ظلم کا اپنے تمام اقسام کیساتھ اہل زمین سے اٹھ جانا متصور ہوسکتا ہے پس جسنے کسی ایک خاص قسم کے ظلم کی تخصیص کی بغیر مخصص کے تو سمجھنا چاہیے کہ یہ اُسکی من گھڑت ہے۔ پھر جان اے منصف کہ زمین کا عدل و انصاف سے بھر جانا حدیث سے بطور تشبیہ کے مذکور ہے جو جور و ظلم کیساتھ دیگئی (تشبیہ دیگئی) اب یہ تشبیہ دو حال سے خالی نہیں یا تشبیہ فی الکیفیت ہوگی یا تشبیہ فی الکمیت اگر تشبیہ فی الکیفیت ہے تو مسلم ہے یعنی جس طرح کہ جور و ظلم اہل ارض میں ہوگا تو مہدی بعض حصۂ زمین میں عدل و انصاف کرنے پر قادر ہوگا اور حدیث میں تمام روی زمین یا اکثر روی زمین پر قادر ہونیکی کوئی دلالت نہیں ہے اور اگر تشبیہ فی الکمیت ہے اور اس سے مراد وہ افراد ہیں جنمیں جور و ظلم بھر اگیا ہے تو یہ غیر مسلم ہے بہ سبب ان معارضات کے جن کا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔ اور یہ حدیث حسان ہے اسکی صحت پر حکم اُسی وقت کیا جا سکتا ہے جبکہ اُس ذات میں پائی جاے جسکے حقمیں یہ وارد ہوئی ہے اور اس حدیث کے معنی کی تفسیر ایسی نہیں کی جائیگی کہ اُن کا معارضہ کتاب اور احادیث صحاح سے ہو اور صحیح تاویل تو یہ ہوسکتی ہے یوں کہا جائے کہ مہدی زمین کو عدل و انصاف

اهل الارض والبعض مطلق فی
القلة والکثرة فلو ملأ جزء من
اجزاء الارض لصح ان یقال ملأ
الارض بالقسط والعدل لان بین
اجزائها ملابسة من حیث
انها قطع متجاورات مدحورات
وتؤید هذا التاویل ما ذکر فی
المدارک تحت قوله تعالیٰ
وجعل القمر فیهن نورا ای فی
السموات وهو فی سماء الدنیا
لان بین السموات ملابسة من
حیث انها طباق فجاز ان یقال
فیهن کذا وان لم یکن فی
جمیعهن کما یقال فی المدینة
کذا وهو فی بعض نواحیها
الی هنا کلامه ویؤیده ایضا
ما ذکر فی شرح العقائد فی وصف
النبی ص واکمل کثیرا من الناس
فی الفضائل العلمیة والعملیة و
نور العالم بالایمان والعمل
الصالح فانظر ایها المنصف الی
قوله نور العالم فهذا القول

سے بھریگا یعنے بعض اہل زمین میں بھرے گا اور بعض
کثرت وقلت کے اعتبار سے مطلق ہے اگر اجزاء
ارض میں سے کسی ایک جزء کو بھی بھر دے تو یہ کہنا صحیح
ہوجائیگا کہ زمین عدل وانصاف سے بھر دیگئی کیونکہ
زمین کے اجزاء میں ملابست ہے اس حیثیت
سے کہ وہ ایک دوسرے کے قریب ٹکڑے ہیں اور
اس تاویل کی تائید اُس عبارت سے ہوتی ہے جس
کا ذکر مدارک میں کیا گیا ہے چنانچہ فرمان خدا وجعل
القمر فیهن نورا ۱ کے تحت صاحب مدارک
جزء ۲۹ رکوع ۹
نے لکھا ہے کہ ای فی السموت وھو فی سماء
الدنیا یعنے چاند کو آسمانوں میں نور بنایا حالانکہ وہ
دنیا کے آسمان میں ہے کیونکہ آسمانوں کے
درمیان ملابست ہے اس حیثیت سے کہ وہ طبقے
طبقے ہیں پس جائز ہے کہ انہیں اس طرح کہا جائے
اگرچیکہ وہ تمام آسمانوں میں نور نہو چنانچہ کہا جاتا ہے
کہ فلاں شہر میں ایسا ہوا حالانکہ اس شہر کے کسی ایک
گوشہ میں ہوتا ہے یہاں تک ہے کلام صاحب مدارک کا
اور تائید دیتا ہے اس کلام کو جو وصف نبی میں شرح
عقائد میں ذکر کیا گیا ہے کہ (نبیؐ نے) فضائل علمیہ و
عملیہ میں بہت سے لوگوں کو کامل کر دیا اور ایمان
وعمل صالح سے عالم کو منور کر دیا۔ پس دیکھ اے
منصف شرح عقائد کے (مؤلف کے) قول نور العالم

۱؎ ملابست۔ آپسمیں مشابہت رکھنا کسی چیز کی شبیہ ہونا

مثل قولہٗ یملأ الارض لیس المراد بتنویر العالم کلہ او اکثرہ بل البعض المطلق ولو عدّ وا ما بلغوا معشار الف الف من فی الارض لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مات وترک مائۃ الف واربعۃ وعشرین الفا فی روایۃ فما اقلھم بمقابلۃ من فی العالم من الناس فمثل ھذا الکلام لایراد بہ حقیقتہٗ بل المراد المجاز المتعارف وھو فی ھذا المقام ظھور مالم یظھر و وجود مالم یوجد ویؤیدہ ما ذکر الکرمانی تحت قولہ یمحو اللہ بی الکفر ای من بلاد العرب او بمعنی الغلبۃ بالحجۃ وظھور الدین مثالہ مایقال ملأ السوق برا ای البر فی السوق موجود و ظاھر غیر مختف ولیس المراد منہ ان البر مملوء فی السوق بحیث لایوجد موضع منہ الا والبر فیہ مملو وکذلک لایفھم منہ ان البر اکثر الاطعمۃ التی فی السوق فکذا ھھنا لان الحقیقۃ متعذرۃ بما ذکرنا من المعارضات المتقدمۃ والمجاز مستعمل متعارف

گویہ قول مثل قول یملاء الارض کے ہو اُس سے مراد پورے یا اکثر عالم کا منور کرنا نہیں ہے بلکہ بعض مطلق کا منور کرنا ہے۔ آنحضرتؐ کے زمانہ کی مسلمانوں کی گنتی کی جائے تو روی زمین کے انسانوں کے دس لاکھ کا دسواں حصہ بھی نہونگے کیونکہ نبیؐ کی وفات ہوئی اس حالمیں کہ ایک روایت میں ہے کہ آپنے ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمانوں کو چھوڑا اب دنیا کے انسانوں کے مقابلہ میں اُنکی کیا ہی قلیل تعداد تھی اس قسم کے کلام کو حقایق[1] پر محمول نہیں کیا جاتا بلکہ اس سے مراد مجاز متعارف ہوتا ہے

اور وہ مجاز متعارف یہاں یہ ہے کہ جو چیز ظاہر نہیں تھی سو وہ ظاہر ہو جاے اور نہیں پائی جاتی تھی سو پائی جاے (تو کہتے ہیں بازار اس چیز سے بھرا ہوا ہے) اور تائید دیتی ہے اس تاویل کی وہ بات جس کا ذکر کرمانی نے رسول اللہؐ کے قول یمحو اللہ بی الکفر (مٹائیگا اللہ کفر کو میرے سبب سے) کے تحت کیا ہے یعنے بلاد عرب سے یا معنی غلبہ کے ہیں ساتھ حجت کے اور ساتھ ظہور دین کے۔ مثال اس کی یہ ہے کہا جاتا ہے کہ بازار گیہوں سے بھر گیا ہے یعنے بازار میں گیہوں موجود ہیں ظاہر ہیں پوشیدہ نہیں ہیں اور اس سے یہ مراد نہیں کہ بازار میں گیہوں اسطرح ہیں کہ ہر موضع اور ہر جیہہ گیہوں سے بھرا ہوا ہے اور اسیطرح اس سے یہ بات بھی نہیں سمجھی جائے گی کہ بازار میں گیہوں دوسرے غلوں کی بہ نسبت زیادہ ہیں پس اسی طرح یہاں (یملاء الارض) میں ابھی ہے کیونکہ

[1] یعنے اس قسم کے کلام کے حقیقی اور اصلی معنی مراد نہیں ہوتے بلکہ مجازی مشہور معنی مراد ہوتے ہیں۔

فلابد من المصير اليه و هو
وجود القسط والعدل وظهوره
في بعض اهل الارض وما ذكرت
معشار ما عندي من المباحث
في هذا الحديث فانظر الى غفلة
الشيخ الموذي لاولياء الله المبارز
لحرب الله كيف غفل عن هذه المعاني
المذكورة واقدم بجهله من
اللعن والطعن على قوم هم
على اقدام الصحابة في احياء
الدين كفانا فيه - ذرني و
المكذبين قوله وقد ورد في
الحديث ما يرد تاويلهم ملوك
الارض اربعة مومنان وكافران
فالمومنان ذو القرنين وسليمان
وكافران نمرود وبخت نصر و
سيملكها خامس من اهل بيتي
قلت العجب من الشيخ العاري
من فنون العلوم كيف اورد الالزام
علينا بهذا الحديث وهو لا يصلح
للاحتجاج به اذ لم يصحح احد
من ايمة الحديث على تصحيحه
ولو صرحوا عليه فلا يفيد الا ظنا
لان هذه المسئلة ليست مسئلة
عملية فيكتفي فيها بالظن الذي

حقیقی معنی لینا دشوار ہے بسبب اُن معارضات کے
جن کا ذکر پہلے ہو چکا اور مجاز مستعمل اور متعارف ہے پس
مجازی کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے اور وہ عدل و
انصاف کا پایا جانا اور اس کا ظاہر ہونا بعض اہل زمین
میں ہے میں نے جو کچھ مباحث اس حدیث کے
بارے میں ذکر کئے ہیں میرے نزدیک اور جو مباحث
ہیں یہ اس کا دسواں حصہ ہے پس اس شیخ کی غفلت
کو دیکھ جو اللہ کے اولیاء کو ستانے والا ہے اور اللہ
سے جنگ کرنے کیلئے میدان میں نکل آنیوالا ہے ان
معانی مذکورہ سے وہ کس طرح غافل ہے اور اپنے
جہل کی وجہ سے ایسی قوم پر لعن طعن کیا ہے جو دین کے
زندہ کرنے میں صحابہ رسول ؐ کی پیروی پر ہے ہمکو شیخ
کے حق میں یہ فرمان الٰہی ذرنی و المکذبین (چھوڑ دے
مجھکو اور جھٹلانیوالوں کو) کافی ہے - قولہ حدیث میں
ایک بات ایسی آئی ہے جو مہدویوں کی تاویل کو رد
کر دیتی ہے وہ یہ ہے کہ زمین کے بادشاہ چار ہیں دو
مومن ذوالقرنین اور سلیمان ہیں اور دو کافر نمرود
اور بخت نصر ہیں اور عنقریب مالک ہوگا زمین کا
پانچواں میری اہل بیت سے - قلت تعجب ہے
اس شیخ پر جو علم کے فنون سے عاری ہے اس حدیث
سے ہم پر کس طرح الزام وارد کر سکتا ہے اور یہ حدیث
حجت کی صلاحیت بھی نہیں رکھتی کیونکہ ائمہ حدیث
سے کسی ایک نے بھی اس حدیث کے صحیح ہونے کی
تصریح نہیں کی - اگر وہ تصریح کر بھی دیتے تو یہ حدیث
مفید اعتقاد نہوتی کیونکہ یہ مسئلہ مہدی کوئی عملی مسئلہ

هو كاف في العمليات بل هي مسئلة
اعتقادية يطلب فيها الجزم واليقين
فكيف قال الشيخ وقد ورد في الحديث
ما يرد تاويلهم ان سلمنا على التاويل
على زعم الشيخ اما ترى ان الحديثين
وردا في عدد الانبياء في حديث
مائتا الف وعشرون الفا وفي
حديث مائة الف وعشرون الفا
فلما لم يفد جزما ويقينا توقف
العلماء في تعيين العدد وقالوا
لا نقتصر على عدد ثم اعلم ان
الخبر اما ان يجب تصديقه وهو
ما نصت الائمة على تصحيحه واما
ان يجب تكذيبه وهو ما نصوا
على تكذيبه ووضعه واما ان
يتوقف فيه وهو ما سكتوا عنه
فالحديث الذي يجب تصديقه لا
يكون حجة في الاعتقاديات الجازمة
بل يفيد غالب الظن اما المتوقف
فيه فلا يفيد الصحة في نفسه فكيف
يفيد الاعتقاد لغيره ثم اعلم ان
الحديث متنه لا يدخل تحت
الاعتبار الا نادرا بل يكتب فيه
صفة من القوة والضعف ويبين
بحسب اوصاف الرواة من العدالة

نہیں کہ جس میں ظن پر اکتفا کیا جاتا کیونکہ ظن عملیات
میں کافی ہوتا ہے بلکہ یہ مسئلہ تو اعتقادی ہے اسمیں جزم
ویقین طلب کیا جاتا ہے پھر شیخ نے کس طرح کہا کہ
حدیث میں ایک بات ایسی آئی ہے جو مہدویوں کی
تاویل کو رد کر دیتی ہے۔ اگر ہم شیخ کے زعم کے موافق
اسی تاویل کو تسلیم کرلیں تو ہم کہتے ہیں کہ کیا تم نہیں دیکھتے
کہ دو حدیثیں انبیاء کے عدد میں وارد ہوئی ہیں ایک
حدیث میں دو لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بتائے گئے ہیں
اور دوسری میں ایک لاکھ بیس ہزار چونکہ اس سے
جزم ویقین کا فائدہ نہیں ہوتا اس لئے علماء نے
انبیاء کی گنتی کے تعین میں توقف کیا ہے اور کہا
ہے کہ ہم گنتی پر اکتفا نہیں کرتے۔ پھر جان کہ خبر تین حال
سے خالی نہیں یا تو وہ خبر ہوگی جس کی تصدیق واجب
ہے اور یہ وہ خبر ہوتی ہے کہ ائمہ جس کی تصحیح پر نص
لائے ہیں یا وہ حدیث ہے جسکی تکذیب واجب ہے
یہ وہ حدیث ہے جس کی تکذیب اور موضوع ہونے
پر نص لائے ہیں یا وہ حدیث ہوتی ہے جس میں توقف
کرتے ہیں یہ وہ حدیث ہے جس سے ساکت رہے
پس وہ حدیث جس کو صحیح جاننا واجب ہے وہ اعتقادیات
جازمہ میں حجت نہیں ہوتی بلکہ وہ غالب ظن کا فائدہ
دیتی ہے رہی وہ حدیث جسمیں توقف کیا جاتا ہے
وہ فی نفسہ صحیح ہونے کا فائدہ نہیں دیتی تو پھر وہ
اپنے غیر کیلئے کسطرح مفید اعتقاد ہوگی پھر جان
کہ حدیث کا متن اعتبار کے تحت داخل نہیں ہوتا
مگر نادر طور پر بلکہ اسمیں قوت وضعف اور

والضبط والحفظ وخلاف ذٰلک او بحسب الاسناد من الاتصال و الانقطاع والارسال والاضطراب والصحیح من الحدیث ما اتصل سنده بنقل العدل الضابط عن مثله و سلم عن شذوذ وعلة واقسامه سبعة واعلاہ ما اتفق علیه البخاری والمسلم ثم ما انفرد به البخاری ثم ما انفرد به المسلم ثم ما کان علی شرطهما وان لم یخرجاہ ثم ما کان علی شرط البخاری ثم ما کان علی شرط المسلم ثم ما صححه غیرهما من الائمة فما کان بصیغة الجزم نحو قال فلان وفعل وامر وروی وذکر معروفا فهو حکم بصحته وما روی من ذٰلک مجهولا فلیس حکما بصحته ذکر فی الحسامی وغیرہ من کتب الاصول ان کان الراوی معروفا بالفقه والتقدم فی الاجتهاد کالخلفاء الراشدین و العبادلة الثلثة وزید بن ثابت ومعاذ بن جبل وابی موسی الاشعری وعایشة رضی الله عنهم وغیرهم

میں میں کی صفت لکھی جاتی ہے باعتبار اوصاف رواۃ کے یعنی عدالت ضبط اور حفظ وغیرہ یا باعتبار اسناد کے یعنی اتصال انقطاع ارسال اور اضطراب اور صحیح حدیث وہ ہے جسکی سند متصل ہوئی ہو نقل کرنے سے ایک عادل ضابط کے اپنے جیسے سے اور وہ سلامت رہی ہو شذوذ و علت سے اور اس کے اقسام سات ہیں سب سے اعلیٰ قسم وہ ہے جس پر بخاری اور مسلم کو اتفاق ہو پھر وہ حدیث ہے جسکو بخاری نے تنہا بیان کیا ہو پھر وہ حدیث ہے جسکو مسلم نے تنہا بیان کیا ہو۔ پھر وہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم دونوں کی شرط پر پوری اترتی ہو اگرچہ ان دونوں نے سند سے نہ بیان کیا ہو پھر وہ حدیث ہے جو بخاری کی شرط پر ہو پھر وہ حدیث ہے جو مسلم کی شرط پر ہو پھر وہ حدیث ہے جس کو ان دونو کے سوا دوسرے ائمہ نے صحیح ٹھیرایا ہو پس جو حدیث صیغہ جزم کے ساتھ ہوگی مثلاً قال فلان وفعل وامر وروی بصیغۂ معروف ذکر کیگئی ہے تو وہ صحت کا حکم رکھتی ہے اور جو بصیغۂ مجہول ذکر کیگئی ہے تو وہ صحت کا حکم نہیں رکھتی (جیساکہ) حسامی وغیرہ کتب اصول میں ذکر کیا گیا ہے اگر راوی معروف ہو فقہ میں اور پیش پیش ہو اجتہاد میں مانند خلفاء راشدین اور عبادلہ[1] ثلثہ کے اور زید ابن ثابت کے اور معاذ ابن جبل کے اور ابوموسیٰ اشعری کے اور عایشہ رضی اللہ عنہم وغیرہم کے جو مشہور رہیں

[1] عبادلۂ ثلثہ یعنی عبداللہ ابن مسعود، عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم ۱۲

ممن اشتهر بالفقه والنظر كان
حديثه حجة يترك به القياس
فينبغي للشيخ المعرض عن الانصاف
والمقبل الى الاعتساف ان يصحح الحديث
اولا ثم يلزمنا به ثانيا وليس هذا
الحديث من صحاح الاحاديث و
مثل هذا الحديث ما روى الكلبي
لو يملك الارض كلها الا ثلثة
ابرار سليمان وذو القرنين و
ابوكرب وثلثة كفار وهو النمرود
وبخت نصر والضحاك منقول من
شرح الشفاء فهذا يقتضي ان
يكون ملوك الارض كلها ستة
غير المهدي فلا يحتج بمثل هذه
الاحاديث والاقوال الا مثل هذا
الشيخ العاري قوله ويقاس على
هذا باقي التاويلات قلت
تاب الله عليك ايها الشيخ المفتري
افتريت علينا باقي التاويلات كما
افتريت اولا قوله فبهذا الاعتقاد
صاروا مبتدعين ضالين لانهم
اعتقدوا ما يخالف ظواهر الاحاديث
قلت لا نسلم انا اعتقدنا خلاف
ظواهر الاحاديث بل نعتقد معنى
الاحاديث على مراتبها ولا نتمسك

فقہ اور نظر میں تو انکی حدیث حجت ہوتی ہے اُن کی
حدیث کے مقابلہ میں قیاس ترک کر دیا جاتا ہے
پس کجی کی طرف متوجہ ہونیوالے انصاف سے رو
گردانی کرنیوالے شیخ کو چاہیے کہ پہلے حدیث کی
تصحیح کرے اور پھر ہمپر الزام لگائے حالانکہ یہ حدیث
تو صحاح کی نہیں ہے اسی حدیث کے مانند
ایک حدیث ہے جس کی روایت کلبی نے کی
ہے وہ یہ کہ کل روی زمین کے مالک نہیں ہوے
مگر تین ابرار سلیمان ذوالقرنین اور ابوکرب
اور تین کفار نمرود بخت نصر اور ضحاک یہ حدیث
شرح شفا سے منقول ہے پس یہ حدیث
چاہتی ہے کہ کل روی زمین کے بادشاہ چھ ہوں
مہدی کے سواے ۔ ایسی حدیثوں اور ایسے
اقوال سے وہی لوگ دلیل لاتے ہیں جو شیخ کی طرح
علم وفن سے عاری ہوتے ہیں ۔ قولہ ۔ اور باقی تاویلات
کا قیاس اسی پر کیا جائیگا قلت ای مفتری شیخ
خدا تیری توبہ قبول کرے تو نے ہم پر باقی تاویلات
کے بارے میں بھی ویسا ہی افترا کیا جیسا کہ تو نے
پہلے افترا کیا ۔ قولہ اس اعتقاد سے یہ لوگ بدعتی
اور گمراہ ہو گئے ۔ کیونکہ انھوں نے ظاہر احادیث
کے خلاف اعتقاد قایم کیا ہے قلت ہم اس بات
کو تسلیم نہیں کرتے کہ ہم نے ظاہر احادیث کیخلاف
اعتقاد قایم کیا ہے بلکہ حدیثوں پر ہمارا اعتقاد اُن
کے مراتب کے موافق ہے اور ہم احادیث سے
تمسک نہیں کرتے کیونکہ سلف نے عامی کے لیے

بها لان السلف لم يجوزوا التمسك
بها للعامی بل الشيخ المتعصب صار
مبتدعا ضالا بالتمسك بالاحاديث
علیٰ خلاف عقيدة السلف لانه
جعل كل حديث ورد فی هذا الباب
كالمتواتر فی افادة الجزم واليقين و
ما ميز فی مراتب الاحاديث
والرواة حيث قال فی اٰخر
الرسالة بهذه العبارة فالحاصل
ان المهدیؑ لا يتحقق الا وان
يوجد فيه جميع ما ورد فی شانه
من الاحاديث اذ لو تحقق ببعض
منها لم تكن لذكر الباقی فائدة
الیٰ هنا كلامه فانظر ايها المنصف
الیٰ جهالة الشيخ وحماقته كيف
جعل الاحاديث الصحيحة و
الحسنة والضعيفة المتعارضة
بعضها ببعض بمنزلة المتواتر فی
افادة الجزم واليقين وهذا هو
عين البدعة والضلال فقد
الزم ما الزم ووقع ما فر قوله
فلما الٰ الامر الیٰ ذكر بدعتهم
رايت ان اسرد الكلام فی معنی
البدعة واقسامها حتی يعرف
ان بدعتهم من ای قسم هی

تمسک بالاحادیث کو جائز نہیں رکھا ہے بلکہ یہ
متعصب شیخ احادیث سے تمسک کر کے سلف کے
عقیدہ کے خلاف بدعتی اور گمراہ ہوگیا ہے۔ کیونکہ
اُس نے ہر ایک حدیث کو جو مہدیؑ کی شان میں وارد
ہوئی ہے جزم ویقین کا فائدہ دینے میں حدیث
متواتر کے مانند قرار دیا ہے اور حدیثوں اور
راویوں کے مراتب میں بھی تمیز نہیں کی چنانچہ (خود
شیخ نے اپنے) رسالہ کے آخری حصہ میں یہ عبارت
لکھی ہے کہ "پس حاصل یہ کہ مہدیؑ متحقق نہوگا مگر یہ
کہ اُس میں وہ تمام حدیثیں پائی جائیں جو اُسکی شان
میں وارد ہوئی ہیں کیونکہ اگر بعض حدیثیں متحقق ہوں
تو باقی کے ذکر کے لئے کوئی فائدہ نہوگا" یہانتک
ہے اُس کا کلام اے منصف شیخ کی جہالت اور
حماقت کو دیکھ کہ کس طرح اس نے صحیح حسن اور
ضعیف حدیثوں کو جن میں ایک حدیث
دوسری کی متعارض ہے جزم ویقین کا فائدہ
دینے میں متواتر کے موافق قرار دیا ہے یہی عین
بدعت اور گمراہی ہے ہم پر جو الزام لگاتا
ہے وہی الزام اُس پر آتا ہے اور جس چیز سے
بھاگتا تھا اُوسی میں جاگرا ہے۔ قولہ اور جب امر
ان لوگوں کی بدعت کے ذکر کی طرف پہنچ چکا ہے
تو میں نے مناسب سمجھا کہ بدعت کے معنی اور
اقسام بیان کروں تاکہ معلوم کرلیا جائے کہ ان (مہدویہ)
کی بدعت کس قسم کی ہے یہ بدعت فی الشرع
ہے یعنی ایسی باتوں کی ایجاد ہے جو رسول اللہ ﷺ کے

البدعة فی الشرع هی احداث
ما لم یکن فی عهد رسول الله
صلعم وهی منقسمة الی حسنة
وقبیحة قال الشیخ الامام المجمع علیٰ
امامته الملقب بسلطان العلماء
ابو محمد عبد العزیز بن عبد السلام
رحمه الله فی آخر کتابه قواعد
العقائد البدعة منقسمة الیٰ
واجبة ومحرمة ومندوبة ومکروهة
ومباحة قال والطریق فی ذلک
ان تعرض البدعة علیٰ قواعد
الشرع فان دخلت فی قواعد
الوجوب فهی واجبة او فی قواعد
التحریم فمحرمة او فی المندوب
فمندوبة او المکروه فمکروهة
او المباح فمباحة وللبدعة الواجبة
امثلة منها الاشتغال بعلم النحو
الذی یفهم به کلام الله وکلام
رسوله وذلک واجب لان حفظ
الشریعة واجب ولا یتاتی
حفظها الا بذلک وما لا یتم الواجب
الا به فواجب ومنها غرائب
الکتاب والسنة ومنها تدوین
اصول الفقه ومنها الکلام فی الجرح
والتعدیل وتمییز الصحیح من

زمانہ میں نہ تھی۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔
حسنہ اور قبیحہ چنانچہ شیخ امام جس کی
امامت پر سب کا اتفاق ہے اور جس کا
لقب سلطان العلماء ہے یعنے ابو محمد عبد
العزیز بن عبد السلام رح نے اپنی
کتاب قواعد عقائد کے آخر میں کہا ہے
کہ بدعت کے اقسام یہ ہیں واجبات
محرمات مندوبات مکروہات اور
مباحات اور کہا ہے طریقہ اس کا یہ ہے
کہ بدعت کو قواعد شرع پر پیش کیا جائے
اگر قواعد وجوب میں داخل ہے تو وہ
واجبہ ہے اگر قواعد تحریم میں داخل ہے
تو وہ محرمہ ہے اگر قواعد مندوب میں داخل ہے
تو مندوبہ ہے اگر قواعد مکروہہ میں داخل ہے تو مکروہہ ہے
اگر قواعد مباح میں داخل ہے تو مباح ہے بدعت
واجبہ کی کئی مثالیں ہیں ان میں سے ایک علم نحو کا حاصل
کرنا ہے جس سے اللہ اور اس کے رسول کا کلام سمجھ میں آئے
علم نحو کا حاصل کرنا اس لئے واجب ہے کہ شریعت کی
حفاظت واجب ہے اور شریعت کی حفاظت اسی سے
ہوتی ہے اور جس چیز سے واجب کی تکمیل ہوتی ہے وہ بھی
واجب ہوتی ہے اور اون میں سے کتاب وسنت
کے غرائب ہیں اور انہیں سے اصول فقہ کی تدوین ہے
اور انہیں سے جرح و تعدیل کی بحث اور صحیح وسقیم کی
تمیز ہے اور شریعت کے قواعد اس بات پر دلالت
کرتے ہیں کہ زائد از متعین چیز ونمیں شریعت کی

السقیم وقد دلت قواعد الشریعة
علی ان حفظ الشریعة فرض کفایة
فیما زاد علی المتعین وللبدع المحرمة
امثلة منها مذاهب القدریة و
الجبریة والمرجیة والمجسمة والرد
علی ھؤلاء من البدع الواجبة
وللبدع المندوبة امثلة مثل احداث
الربط والمدارس وکان احد انها
لم یعهد فی العصر الاول ومنها
التراویح والکلام فی دقایق التصوف
وفی الجدل ومنها جمع المحافل
للاستدلال فی المسائل ان قصد
بذلک وجه اللہ وللبدع المکروهة
امثلة کزخرفة المساجد وتزویق
المصاحف وللبدع المباحة امثلة
منها المصافحة عقیب الصبح والعصر
ومنها التوسع فی اللذاید من
الماکل والمشارب والملابس و
المساکن ولبس الطیالسة وتوسیع
الاکمام وقد یختلف فی ذلک بعض
العلماء انها من البدع المکروهة
ویجعله آخرون من السنن المفعولة
فی عهد رسول اللہ صلعم فابعده
انتهی کلام الشیخ المذکور قلت
لایخفی ان البدعة امر غامض

حفاظت فرض کفایہ ہے اور بدعت محرمہ کی بھی کئی
مثالیں ہیں اونمیں سے ایک قدریہ جبریہ مرجیہ مجسمہ کے
مذاہب ہیں ان لوگوں کے مذاہب کی تردید
کرنا بدعت واجبہ ہے اور بدعت مندوبہ کی
بھی کئی مثالیں ہیں مثلاً سرائے اور مدرسوں کا
بنانا ہے عصر اول میں یہ چیزیں دیکھی نہیں گئیں اور
منجملہ بدعت مندوبہ کے تراویح پڑھنا اور
تصوف کی باریک باتوں میں بحث کرنا اور
جدل میں کلام کرنا ہے اور منجملہ بدعت مندوبہ
کے مسائل میں استدلال کے لیے مجالس مجادلہ
کا منعقد کرنا ہے بشرطیکہ ان مجلسوں کے انعقاد
سے خدا کی خوشنودی منظور ہو اور بدعت مکروہہ
کی بھی چند مثالیں ہیں مثلاً مسجدونکی زیب و
زینت اور مصحفونکی تزئین اور بدعت مباحہ کی
بھی چند مثالیں ہیں اس کے منجملہ صبح اور عصر کی
نماز کے بعد نمازی آپسمیں مصافحہ کرنا اور منجملہ اسکے
مزیدار کھانے شربتیں لباس اچھے اچھے
مکانات چادر اوڑھنا مثلاً (شال وغیرہ) اور
ڈھیلے ڈھیلے آستینیں رکھنا ان چیزوں میں بعض
علماء نے اختلاف بھی کیا ہے کہ یہ سب
چیزیں بدعت مکروہہ ہیں اور دوسرے اس کو
ایسی سنتیں کہتے ہیں جن پر رسول اللہؐ کے زمانہ
میں اور مابعد میں عمل ہوا ہے شیخ مذکور کا کلام
ختم ہوگیا قلت مخفی نہ رہے کہ بدعت ایک
امر غامض ہے تمام بدعتیں علماء کے پاس متحقق

لم يتحقق كلها للعلماء فاختلفوا في
انها من السنن او البدع قوله و
قال الشافعي رحمه الله المحدثات بين
الامور ضربان احدهما ما احدث
مما يخالف كتابا او سنة او اثرا او
اجماعا فهذه البدعة الضلالة
والثاني ما احدث من الخير لا
خلاف فيه لواحد من هذا فهذا
محدث غير مذموم وقال في
النهاية ما ورد كل محدث بدعة
انما يريد ما خالف اصول الشريعة
ولم يوافق السنة واكثر ما يستعمل
البدعة في الذم فاعلموا اسعدكم
الله ان بدعة هؤلاء لا شك
انها من السيئة المحرمة اشد
المحرمة قلت رحمه الله من انصف
وتامل فيما قال الشيخ بالتعصب
والعناد كيف حكم علينا بالبدعة
المحرمة اشد المحرمة وهي لا تثبت
الا على من ترك سنة صحيحة لا
تحتمل التاويل والمجاز ولا يعارضها
سنة اخرى والاحاديث الواردة
في هذا الباب احاد لا تفيد القطع
واليقين مع ان بعضها يعارض
بعضا ويحتمل التاويل والمجاز اذا

نہیں ہوئیں انھوں نے اختلاف کیا ہے اس بات
میں کہ وہ سنتیں ہیں یا بدعتیں قولہ امام شافعیؒ نے
فرمایا کہ محدثات بین الامور (بدعت) کی دو قسمیں ہیں
ایک وہ جو کتاب اللہ کے مخالف ہو یا سنت کے
مخالف ہو یا اثر (قول و فعل صحابی) یا اجماع کے
مخالف ہو پس یہ بدعت بدعت ضلالت ہے
دوسری بدعت بدعت خیر ہے کہ اسمیں ان چاروں
(کتاب اللہ سنت اثر اور اجماع) سے مخالفت
نہیں ہے۔ پس یہ نو پیدا چیز غیر مذموم ہے اور
نہایہ میں کہا ہے کہ جو کوئی نئی بات ہو وہ بدعت
ہے اور اس سے مراد وہ بدعت ہے جو اصول
شرع کے مخالف ہو اور سنت کے موافق نہو اور
بدعت کا لفظ زیادہ تر مذمت کے موقع میں مستعمل
ہوتا ہے۔ پس جان خدا تجھے نیک بخت کرے
کہ ان مہدویوں کی بدعت یقیناً سخت محرمہ بدعت
سیئہ ہے۔ قلت شیخ نے اپنے تعصب اور
عناد سے جو کچھ کہا ہے اس میں جو شخص انصاف
اور غور سے کام لیگا اور غور و خوض کریگا خدا اس پر
رحم کریگا دیکھو کہ اس نے ہم پر سخت بدعت محرمہ کا حکم
کس طرح لگایا ہے اور یہ حکم انھیں لوگوں پر ثابت ہو سکتا
ہے جو ایسی سنت صحیحہ کو چھوڑ دیتے ہیں جسمیں تاویل
اور مجاز کا احتمال نہیں ہوتا اور کوئی دوسری سنت اسکے
معارض نہیں ہوتی اس باب میں جو احادیث وارد
ہوئی ہیں وہ احاد ہیں قطع و یقین کا فائدہ نہیں دیتیں
باوجود اس کے بعض حدیثیں بعض کی معارض ہیں اور

المتواتر فی ھذا الباب ھو القدر
المشترک الحاصل من الاحادیث
وھو وجود المھدی ع فقط ولذلک
قال البیھقی اختلف الناس فی امر
المھدی ع فتوقف جماعة واحالوا
العلم الی عالمه واعتقدوا انه
واحد من اولاد فاطمة بنت رسول
الله صلعم ولم یقدر احد علی
تشخیص المھدی ع قطعا ویقینا لعدم
ما یحصل به القطع فی ھذا الباب
الا ھذا الشیخ البلید حیث قال
ولا یثبت المھدی ع الا ان یوجد
فیه جمیع ما ورد فی شانه قوله
لان احکام الشرع نوعان اصولی
ای المعتقدات وفروع ای المعاملات
الظاھرة والبدعة فی الاصول اشد
من البدعة فی الفروع والبدعة
فی الاصول لا یعرفھا الا من احاط
بالاحادیث النبویة خصوصا
الاحادیث النبویة التی وردت
فی خروج المھدی ع قلت العجب
من الشیخ المعتوه تارة یتکلم بکلام
العقلاء وھو قوله والبدعة
فی الاصول لا یعرفھا الا من احاط
بالاحادیث النبویة وتارة یتکلم

تاویل و مجاز کا احتمال رکھتی ہیں کیونکہ اسباب میں متواتر
صرف قدر مشترک ہے جو احادیث سے حاصل ہوتا
ہے اور وہ فقط مہدی ع کا وجود ہے اسی لیے بیہقی
نے کہا کہ مہدی ع کے امر میں لوگوں نے اختلاف
کیا ہے ایک جماعت نے توقف کیا ہے اور
اس کے علم کو اس کے عالم کے حوالہ کیا ہے
اور اس بات کا اعتقاد رکھتی ہے کہ وہ اولاد فاطمہ
بنت رسول اللہ ص میں سے ایک ہے ۔ اور کسی
شخص نے قطعاً و یقیناً مہدی ع کی تشخیص نہیں کی کیونکہ
اسباب میں کوئی شئی ایسی نہیں ہے جس سے یقین
حاصل ہو سوائے اس شیخ بلید کے کہ اس نے
کہا کہ نہیں ثابت ہوتا ہے مہدی ع مگر اس حال میں
کہ اوسمیں وہ تمام حدیثیں پائی جائیں جو اس کی
شان میں وارد ہوئی ہیں ۔ تو ق کیونکہ احکام شرع
کے دو قسم ہیں ایک اصول یعنے اعتقادیات
اور دوسرے فروع یعنے اعمال ظاہرہ عقاید کی
بدعت اعمال کی بدعت سے زیادہ سخت ہوتی ہے
اور عقاید کی بدعت کو وہی شخص پہچانتا ہے جو احادیث
نبویہ کا ماہر ہو خصوصاً ان احادیث نبویہ کو جو مہدی ع
کی شان میں وارد ہوئی ہیں بخوبی جانتا ہو قلت
مجھے اس پریشان خیال شیخ کی باتوں پر تعجب
ہوتا ہے کیونکہ وہ کبھی تو عقلمندوں کی جیسی باتیں کرتا
ہے اور کہتا ہے کہ بدعت فی الاعتقادیات کو وہی
شخص جانتا ہے جو احادیث نبویہ کا ماہر ہو اور کبھی
دیوانوں کی جیسی باتیں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خصوصاً

بکلام المجانین وهو قوله خصوصا
الاحادیث التی وردت فی خروج
المهدیؑ لان المراد بقوله والبدعة
فی الاصول الاعتقادیات فای
الاعتقادات الفاسدة یعلم من
الاحادیث الواردة فی المهدیؑ
والفرق الاسلامیة کل واحد منهم
ینسب بعضهم بعضا الی البدعة
والضلالة متمسکین بالکتاب
والسنة فای بدعة فیهم حکم
بها بالاحادیث الواردة فی المهدیؑ
فانظر فی العبارة السابقة تبین
بلادة الشیخ قوله ولهذا اقیل
الجهاد مع المبتدعة افضل من
الجهاد مع الکفار لان الکفار یعرفه
کل واحد بهیئته وزیه انه کافر
فلا یقربه ولا یقبل کلامه واما
المبتدع فهو فی زی الاسلام والصلاح
لا یعرفه الا من ملأ علما بالکتاب
والسنة قلت قوله ولهذا علة
لقوله والبدعة فی الاصول اشد
من البدعة فی الفروع وغرضه
ان بدعة هؤلاء بدعة فی الاصول
والجهاد معهم افضل من الجهاد مع
الکفار لانهم یعتقدون غیر المهدیؑ

اُن احادیث کو جو مہدیؑ کی شان میں وارد ہوئی ہیں مخفی
جانتا ہو کیونکہ اس کے قول بدعت فی الاصول
سے مراد اعتقادیات ہیں تو وہ کونسے فاسد عقائد
ہیں جو خروج مہدیؑ کے باب میں وارد ہوئی ہیں سو
حدیثوں سے جانے گئے۔ تمام اسلامی فرقے ہر
ایک دوسرے کو کتاب وسنت سے دلیل لاتے
ہوئے بدعتی اور گمراہ کہتے ہیں اب ان فرقوں میں
کونسی بدعت ہے کہ مہدیؑ کی شان میں آئی
ہیں سو حدیثوں سے اسپر بدعت کا حکم کیا جاے
عبارت سابقہ کو تم غور سے دیکھو گے تو شیخ کی
بلادت ظاہر ہو جائے گی۔ قولہ اسی وجہ سے
کہا گیا ہے کہ بدعتی کے ساتھ جہاد کرنا کافروں کیساتھ
جہاد کرنے سے افضل ہے۔ کیونکہ کافر اپنی
ہیئت اور لباس سے پہچانا جاتا ہے کہ وہ کافر ہے
اس لیئے مسلمان نہ اس کے نزدیک جاتا ہے اور
نہ اس کی بات قبول کرتا ہے رہا بدعتی وہ مسلمانوں
اور صلاح کے لباس میں رہتا ہے اس لئے اسکو
وہی شخص پہچان سکتا ہے جو کتاب وسنت کے
علم سے پُر ہو قلت معترض کا قول لہذا اس کے
قول والبدعة فی الاصول اشد من
البدعة فی الفروع کی علت ہے اور اُس کی غرض
یہ ہے کہ ان مہدویوں کی بدعت بدعت فی
الاعتقادیات ہے اور ان مہدویوں سے جہاد کرنا
کافروں کے ساتھ جہاد کرنے سے افضل ہے کیونکہ
یہ لوگ غیر مہدی کے مہدی ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں

مهدياً والعجب من الشيخ اباح قتلنا بلا موجب بمجرد هذا الاعتقاد بالعناد وعدم الانصاف لانه ان سلم الخطاء في هذا الاعتقاد بسبب كثرة الاختلاف من السلف والخلف واحتمال الاحاديث للتاويل والمجاز وعدم المجتهد المرجوع اليه في المعضلات لا نسلم اباحة قتل المسلم المخطي في الاجتهاد في الامور المشتبهة لان هذا الخطاء المفروض شبيه بخطاء من اخطأ القبلة في يوم ذي غيم وصلى الى جهة بشهادة قلبه فان قيل كيف يكون هذا الخطاء المفروض شبيها بخطاء من اخطأ القبلة لان تحريه انما كان لعدم وجدانه من يسأله عنها فيحصل العلم بخبره وفيما نحن فيه احاديث ناطقة باوصاف المهدي ؑ فمن اين يشبه هذا بذلك قلت ذكر مرارا ان الاحاديث بعضها ضعاف بغاية الضعف وبعضها متعارضة ببعض لاستوائهما قوة وضعفا وبعضها توجد فيمن نص فيه وليس في هذا الباب حديث يفيد القطع

شیخ پر تعجب ہے کہ بغیر کسی سبب کے اپنے عناد اور ناانصافی کی وجہ سے محض اس اعتقاد کی وجہ سے ہمارے قتل کو مباح رکھا ہے کیونکہ اگر ہمارے اعتقاد میں خطا بھی تسلیم کرلی جائے بسبب سلف اور خلف کے کثرت اختلاف کے اور بسبب احتمال رکھنے احادیث کے تاویل ومجاز کا اور بہ سبب نہ پائے جانے کسی ایسے مجتہد کے کہ مشکلات کے وقت اس کی طرف رجوع کیا جائے تب بھی امور مشتبہ میں ہم اُس مسلمان کے قتل کو مباح تسلیم نہیں کرتے جو اپنے اجتہاد میں خاطی ہو کیونکہ یہ خطاء مفروضہ اس شخص کی خطا کے مشابہ ہے جو مطلع ابر آلود ہونے کے دنوں قبلہ کی غلطی کرتا ہو اور اپنے دل کی شہادت سے کسی ایک جہت کو قبلہ سمجھکر نماز پڑھ لیتا ہو اگر یہ کہا جائے کہ یہ خطاء مفروضہ اُس شخص کی خطا کے مشابہ کس طرح ہوگی جو قبلہ کی جہت میں خطا کی ہو کیونکہ اس کی تحری (غور) اس شخص کے نہ پائے جانے کی وجہ سے ہے جس سے قبلہ کی سمت دریافت کرے اور اس کے دریافت کرنے سے قبلہ معلوم ہو جائے اب ہم جس بحث میں ہیں اُس بحث میں حدیثیں صاف مہدی ؑ کے اوصاف کو بیان کررہی ہیں تو پھر یہ خطا قبلہ کی جہت میں خطا کرنیوالے کی مشابہ کس طرح ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ کئی دفعہ ذکر کیا گیا ہے کہ بعض حدیثیں نہایت ضعیف ہیں اور بعض بعض کی متعارض ہیں کیونکہ وہ قوت وضعف میں برابر ہیں اور بعض حدیثیں اس ذات

والیقین لان خبر الاحاد وان
کان صحیحا لا یزید الا الظن
والشك کما ذکر فی کتب الاصول
فاشتبه لعدم حصول العلم بالاحاد
فصار هذا اشبیها بذلك نعم
یقتضی قول الشیخ اباحة بل
افضلیة قتل من انکر المهدی
المحقق فی الواقع لانه نسبه و
قومه الی الضلال والاضلال او
اباح قتلهم اقرأ کتابك کفی بنفسك
الیوم علیك حسیبا قوله ولهذا
تری الجهال والعوام یعتقدون
لهذه الطائفة المبتدعة لانهم
یرون اعمالهم الظاهرة من
الصلوة والصوم والانزواء من
الخلق قلت ولله در من
قال ان الکذوب قد یصدق
صدق الشیخ فی وصف اصحابنا
بالاخلاق الحمیدة والاوصاف
الجمیلة الثمرة من بذر التصدیق
وهذا انه والعلة فی تصدیق
الانبیاء ع کما ذکر فی شرح العقائد

یں پائی جاتی ہیں جس کی ہم تصدیق کر رہے ہیں اور
اسباب میں کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جو قطع و
یقین کا فائدہ دے کیونکہ حدیث احاد اگرچہ کہ صحیح
ہو زیادہ سے زیادہ ظن او شک کا فائدہ دیتی ہے جیسا کہ
کتب اصول میں بیان کیا گیا ہے پس یہ[1] مشتبہ ہے
احادیث سے علم حاصل نہونے کی وجہ سے اسلئے[2]
یہ اس کے مشابہ ہے ہاں شیخ کا قول مہدی
محقق فی الواقع کے منکر کے قتل کی اباحت
بلکہ افضلیت کو چاہتا ہے کیونکہ اس نے اس کو
اس کی قوم کو گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے کیطرف
منسوب کیا ہے یا ان کے قتل کو مباح رکھا ہے
پڑھ لے اپنے اعمال نامہ کو تیرا نفس خود تیرے
خلاف میں حساب پیش کرنے کیلئے کافی ہے
قولہ اور اسی لئے تم جاہلوں اور عوام الناس کو دیکھتے
ہو کہ اس بدعتی جماعت کے معتقد ہیں کیونکہ وہ ان
کے اعمال ظاہری نماز روزہ اور مخلوق سے گوشہ نشینی
پر نظر ڈالتے ہیں۔ قلت اللہ کے لئے نیکی ہے
اس کی جس نے کہا کہ جھوٹا کبھی سچ بھی بولتا ہے
شیخ نے ہمارے اصحاب کی تعریف میں سچ کہا کہ وہ
اخلاق حمیدہ اور اوصاف جمیلہ سے متصف ہیں۔
جو مہدی ع کی تصدیق کے تخم کا پھل ہے اور
تصدیق انبیاء کی علت بھی یہی ہے چنانچہ شرح

---

[1] یہ (مہدی کی تعیین و تشخیص) [2] اس لئے یہ (خطاء مفروضہ شناخت مہدی ع کے باب میں) اس کے
(شناخت) قبلہ میں خطا کے (مشابہ ہے۔

واتمم مکارم الاخلاق و
اکمل کثیرا من الناس فی الفضائل
العلمیۃ والعملیۃ ونور العالم
بالایمان والعمل الصالح وکما قال
الراغب لکل نبی اٰیتان عقلیۃ
یعرفھا البصراء کالانوار الرائقۃ
علیھم والاخلاق الکریمۃ لھم
والعلوم الظاھرۃ بان یکون
کلامھم ذاحجۃ وبیان یشفی
السامعین وھذہ الاحوال
لا یطلب معھا البصیر معجزۃ
الاھادا اذا الامراض الروحانیۃ
غالبۃ علی الاکثر فاذا راینا من
یعالجھا ویکمل النفوس علمنا انہ
طبیب حاذق ونبی صادق و
الثانیۃ المعجزۃ لابد للقاصر عن
ادراک الفرق بین کلام اللہ
وکلام البشر عن طلبھا۔ وانت
خبیر بان ھذہ الاوصاف
انما حصلت لاصحابنا بعد التصدیق
وای مرض اعظم من محبۃ الدنیا
واھلھا وای کریمۃ اشرف من
ترکھا مع اھلھا و ھذہ الخصلۃ
الواحدۃ توازی جمیع الاخلاق
وقد حصلت لھم بالتصدیق

عقاید میں مذکور ہے کہ آنحضرتؐ نے مکارم اخلاق کو
درجۂ کمال کو پہنچادیا اور علمی وعملی فضایل میں بہت
سے لوگوں کو کامل بنادیا ایمان وعمل صالح سے
عالم کو منور کردیا اور چنانچہ راغب نے کہا کہ ہر نبی کے
لئے دو نشانیاں ہیں جنمیں سے ایک عقلی ہے جسکو
صاحب بصیرت لوگ پہچانتے ہیں مثلاً اُن پر
انوار رائقہ کا ہونا اور اُن میں اخلاق کریمہ کا پایا
جانا اور اُن میں علوم ظاہرہ کا ہونا اس طرح کہ اُن
کا کلام صاحب حجت ہو اور اُن کا بیان سامعین
کو تشفی دے یہ احوال ایسے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے
کوئی صاحب بصیرت معجزہ کا طالب نہیں ہوتا ہاں
جسمیں عناد ہے وہی طالب ہوتا ہے کیونکہ اکثر
لوگو نپر روحانی امراض غالب ہوتے ہیں جب ہم
کسی آدمی کو دیکھتے ہیں کہ وہ امراض روحانی کا علاج
کرتا ہے اور نفوس کو کامل بناتا ہے تو ہم جان
لیتے ہیں کہ وہ طبیب حاذق اور نبی صادق ہے
اور دوسری علامت معجزہ ہے جس کا طلب کرنا ضروری
ہے اس کے لئے جو اللہ اور بشر کے کلام میں فرق کا
ادراک نہ کرسکے۔ اور تو اس بات سے واقف ہے کہ
ہمارے اصحاب کو یہ اوصاف تصدیق مہدیؑ کے
بعد ہی حاصل ہوئے ہیں اور کونسا مرض بڑا ہے دنیا اور
اہل دنیا کی محبت سے اور کونسی صفت کریمہ بزرگ
ہے دنیا اور اہل دنیا کو چھوڑنے سے صرف یہی (دنیا
اور دنیا کو چھوڑنیکی) ایک خصلت تمام اخلاق
(اخلاق حسنہ) کے برابر ہے اور ہمارے اصحاب کو

كما شهد عليه الشيخ لكن الاعمى لا يبصر ونسبة الشيخ للمصدقين الى الجهل كنسبة المخالفين لاصحاب النبيؐ الى السفه حيث قالوا انؤمن كما أمن السفهاء۔ ولله در القائل

ادى الاحسان فى الحر جميلا
وفى اهل الرذالة كان ذنبا
ومن يك ذا فم مر مريض
يجد مرا به الماء الزلالا
كماء المزن فى الاصداف درا
وفى فم الافاعى صار سما

قوله ولا يعرفون ان هذه الاعمال الظاهرة تعلقها بالاعمال الباطنة التى هى المعتقدات والاصول فاذا صحت المعتقدات صحت هذه الاعمال الظاهرة واذا قرنت المعتقدات ببدعة بطلت هذه الاعمال الظاهرة كما ورد فى السنن لا يقبل الله لصاحب بدعة صلوة ولا صوما ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ولا صرفا ولا عدلا يخرج من الاسلام كما يخرج الشعرة من العجين اخرجه ابن ماجة

مہدیؑ کی تصدیق کی برکت سے ترک دنیا اور ترک اہل دنیا کی صفت کریمہ حاصل ہو چکی ہے چنانچہ شیخ نے خود اس کی شہادت دی ہے لیکن اندھا دیکھتا نہیں شیخ نے مہدیؑ کے مصدقین کی نسبت جہل کی طرف جو کی ہے وہ اُس نسبت کے مانند ہے جو منافقین اسلام نے اصحاب نبیؐ کو نادانی کی طرف منسوب کیا ہے چنانچہ اونھوں نے کہا تھا کہ کیا ہم بھی ایمان لائیں جس طرح کہ بیوقوف ایمان لائے اور اللہ کیلئے نیکی ہے ان اشعار کے کہنے والے کی۔

میں شریف آدمی میں نیکی کو محمود پاتا ہوں۔
اور وہی نیکی رذیلوں میں گناہ بنجاتی ہے
جس آدمی کا منہ کڑوا ہو وہ مریض ہوتا ہے
جسکی وجہ سے شیریں پانی کو بھی کڑوا پاتا ہے
جیساکہ بارش کا پانی سیپو ںمیں موتی ہے
اور سانپوں کے منہ میں زہر ہوجاتا ہے۔

قولہ جاہلوں اور عامیوں کو یہ معرفت نہیں کہ ان (مہدویوں کے) اعمالِ ظاہرہ کا تعلق اعمالِ باطنی سے ہے جو وہی معتقدات اور اصول ہوتے ہیں جب عقائد صحیح ہونگے تو یہ اعمال ظاہرہ بھی صحیح ہونگے اور جب عقائد بدعت سے مل جائینگے تو یہ اعمالِ ظاہرہ بھی باطل ہوجائینگے چنانچہ حدیثوں میں آیا ہے کہ نہیں قبول کرتا ہے اللہ کسی بدعتی کے لئے نماز کو نہ روزہ کو نہ صدقہ کو نہ حج کو نہ عمرہ کو نہ جہاد کو اور نہ صرف کو نہ عدل کو (نہ توبہ کو نہ فدیہ کو) اور نکلجاتا ہے وہ اسلام سے جیساکہ نکلجاتا ہے بال گوندھے ہوئے آٹے سے۔ سند سے بیان کیا ہے اس کو ابن ماجہ

عن حذيفة وورد ايضا ابى الله
ان يقبل عمل صاحب بدعة
حتى يدع بدعته اخرجه ابن
ماجة وابن ابى عاصم فى سنته
عن ابن عباس ايضا ان الله
احتجر التوبة على صاحب كل
بدعة اخرجه ابن فيل والطبرانى
فى الاوسط والبيهقى وايضا
عن انس ابن مالك وغير
ذلك من الاحاديث التى
وردت فيها قلت ان مراد
الشيخ من ايراد الاحاديث
ان اعمال هذه الطائفة محبطة
ببدعة هى تصديقهم غير
المهدىؑ مهديا وقد سلف
ان اثبات البدعة علينا فى
امر مختلف فيه محال كيف و
المهدىؑ هو الحاكم والفارق
بين البدعة والسنة المختلف
فيهما لانه من خصائصه لما
نذكر عليه من الدلائل فى
اثبات المهدىؑ بالجح عند تمثيل
الشيخ ببقة ثم اعلموا ان الاحاديث
الواردة فى تغليط اهل البدعة
وتشديدهم تنعى على اعمال

نے روایت سے حذیفہ کی نیز آیا ہے کہ انکار کیا اللہ
نے اس بات سے کہ قبول کرے عمل کو صاحب بدعت
کے حتیٰ کہ وہ چھوڑ دے اپنی بدعت کو سند سے بیان
کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور ابن ابی عاصم نے اپنی
سنن میں روایت سے ابن عباس کی نیز اللہ تعالیٰ
نے روک لیا ہو توبہ کو ہر صاحب بدعت پر سند
سے بیان کیا ہے اس کو ابن فیل نے اور طبرانی نے
اوسط میں اور بیہقی نے۔ اور نیز روایت سے انس ابن
مالک وغیرہ کی وہ احادیث ہیں جو اس بارہ میں وارد
ہوئی ہیں۔ قلت شیخ کی مراد ان حدیثوں کے
لانے سے یہ ہے کہ اس جماعت مہدویہ کے اعمال
بدعت ہیں گھرے ہوئے ہیں اور وہ بدعت ان
کا مہدی کے غیر کو مہدی بولکر تصدیق کرنا ہے اور
پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ہمپر بدعت کو ثابت
کرنا ایک ایسے امر میں جو مختلف فیہ ہے
محال ہے تو پھر ہم پر بدعت کس طرح ثابت
ہوگی حالانکہ مہدیؑ ہی حاکم ہے اور بدعت و سنت
میں فرق کرنیوالا ہے ایسی بدعت و سنت جنمیں اختلاف
کیا گیا ہے کیونکہ یہ بات مہدیؑ کے خصایص میں
سے ہے جس کا ذکر ہم اثبات مہدیؑ کے بیان میں
شیخ کی تمثیل بقہ کے موقع پر کریں گے۔ پھر
واضح ہو کہ جو حدیثیں اہل بدعت کی تغلیط و
تہدید (دھمکی) کے بارے میں وارد ہوئی ہیں
وہ منکرین کے اعمال کو موت کی خبر سنا رہی ہیں۔
کیونکہ جب مہدیؑ ثابت اور متحقق ہوگیا تو مہدی

المنکرین لانه اذا ثبت وتحقق
المهدیؑ فکیف لایبطل اعمال منکریه
ویحبط افعالهم لانهم ارفع درجة
فی ضلالة حیث نسبوا المهدیؑ
وقومه الی الضلال والاضلال تاب الله
علی بعض اخواننا المتوقفین فی تکفیرهم قوله
فقولنا الاعمال الظاهرة هی الفروع
لها تعلق بالاعمال الباطنة التی هی
الاصول والمعتقدات لایعرفه
العامی والجاهل ولکن اذا مثل
له هذا المعنی بمثال محسوس
لاشک انه یفهم ویقبل وهو
ان علم البناء والعمارة مثلا علی
نوعین اصول وفروع الاصول
مایعرفه المهندسون من
استقامة البناء واعوجاجها وبعض
دقائقها التی هی معروفة عند المهندسین
والفروع مایعرفه البناء من
وضع الحجر علی الحجر واجرة هذا
البناء معلوم کل یوم دراهم
معدودة واجرة المهندسین
لقوة علمهم فی قواعد البناء لهم
وظائف من الملوک والامراء
وسبب هذا ان البناء له عمل
ظاهر ولهذا العمل تعلق بعلم

کے منکروں کے اعمال کسطرح باطل نہونگے اور اُن
کے افعال کیوں رائگاں نہونگے کیونکہ مہدیؑ کے منکر
گمراہی میں بہت بلند درجہ رکھتے ہیں اسی لئے
انہوں نے مہدیؑ کو اور اسکی قوم کو گمراہ ہونے اور
گمراہ کرنے کی طرف منسوب کیا ہے۔ اللہ ہمارے
بعض بھائیوں کو توبہ روزی کرے جو منکرانِ مہدیؑ
کی تکفیر میں توقف کرنیوالے ہیں قولہٗ ہم نے
اعمال ظاہرہ جو کہا وہ فروع ہیں ان کا تعلق اعمالِ
باطنہ سے ہے جو اصول و معتقدات ہیں ان کو عامی
اور جاہل نہیں پہچانتا۔ لیکن جب اس معنی کی
مثال ایک محسوس شی سے دی جائیگی تو یقیناً
اس کی سمجھ میں آجائیگا اور قبول کریگا وہ یہ ہے کہ
بنیاد اور عمارت کا علم مثلاً دو قسموں پر ہے ایک
اصول کا علم ہے اور دوسرا فروع کا علم اصول وہ
ہے جسکی معرفت علماء ہندسہ کو ہوتی ہے یعنے بنیاد
کا سیدھا ہونا اور اس کا ٹیڑھا ہونا اور بعض باریکیاں
ہیں جو علماء ہندسہ کے پاس مشہور ہیں اور علمِ
فروع وہ ہے جس کو اوڑ جانتے ہیں یعنے پتھر پہ
پتھر کا رکھنا اور اس بنیاد کی روزانہ مزدوری
معلوم ہے کہ چند مقررہ درہم ہیں اور علماء ہندسہ
کی اجرت اُن کے قواعد تعمیر میں ان کی قوت
علم کے موافق ہے بادشاہوں اور امیروں کی
طرف سے ان کیلئے وظیفے ہیں اس کا سبب یہ
ہے کہ علم تعمیر عمل ظاہر ہے اور اس عمل کا تعلق علم
باطن سے ہے جو ہندسوں کو حاصل ہے یعنے صراح وفسا

الباطن الذی للمهدویین من حیث الصلاح والفساد فالجاهل والعامی لایعرف هذه المسئلة ویغتر بظاهر عملهم فیقع فی شبکتهم قلت العجب من تلبیس الشیخ اوهم کل من لا یعلم احوال هذه الطائفة ان کلهم عامیون غیر عالمین و لیس الامر کما قال بل فیهم علماء کانبیاء بنی اسرائیل تارکین للدنیا داعین للخلق الی ترکها متوکلین علی الله فی جمیع الاحوال مفوضین امورهم الیه فی کل الاحوال مملوؤن بالعلوم الظاهرة ثم کاشفون بالعلوم الباطنة اما الاکثرون منهم فهم امیون عامیون کما کان اصحاب الانبیاء علیهم السلام فی کل زمان کما فی نص التنزیل هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم۔ ومانریٰک اتبعک الا الذین هم اراذلنا بادی الرای قالوا انؤمن لک واتبعک الارذلون۔ وکما دل علیه قول هرقل عند جوابه لابی سفیان وسألتک اشراف الناس اتبعوه

جزء ۲۸ رکوع ۱۱

اور جاہل و عامی لوگ اس مسئلہ سے واقف نہیں ہوتے اور اُن کے (مہدویوں کے) ظاہر عمل پر دھوکہ کھا کر اُن کے پھندے میں آجاتے ہیں۔ قلت شیخ کی تلبیس (مکر) پر مجھے تعجب ہوتا ہے کہ اس نے اس جماعت کے احوال کے متعلق ناواقفوں کو وہم میں ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ سارے کے سارے مہدوی عامی اور جاہل ہیں حالانکہ واقعہ ایسا نہیں ہے بلکہ مہدویوں میں ایسے ایسے علماء ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل کے مانند ہیں دنیا کے تارک اور مخلوق خدا کو ترک دنیا کی دعوت دینے والے اور تمام احوال میں اللہ پر توکل کرنیوالے اور تمام دشتوں میں اپنے کام کو اللہ کے حوالے کرنیوالے علوم ظاہرہ سے پُر اور علوم باطنی کیساتھ صاحب کشف و مکاشفہ ہیں لیکن انمیں سے اکثر ایسے بھی ہیں جو امی اور عامی ہیں جیسا کہ ہر زمانہ میں انبیاء کے اصحاب تھے چنانچہ نص قرآنی میں ہے ھوالذی بعث فی الامیین الخ (وہی ہے جسنے بھیجا ان پڑھ لوگوں میں ایک پیغمبر ان ہی میں سے) ومانریٰک اتبعک الخ (اور ہم نہیں دیکھتے کہ کوئی تیرا تابع ہوا ہو سوائے اُن کے جو ہم میں رذیل ہیں (اور وہ ایمان لائے بھی تو) سرسری نظر سے۔ قالوا انؤمن الخ (وہ بولے کہ کیا ہم تجھپر ایمان لائیں حالانکہ تیری پیروی کی ہے رذیلوں نے) اور چنانچہ اس پر ہرقل کا قول دلالت کرتا ہے جبکہ وہ ابو سفیان کو جواب دیرہا تھا کہ اور میں نے تجھسے پوچھا کہ بزرگترین لوگوں نے محمدؐ کی پیروی کی ہے یا انمیں کے

ام ضعفائهم فذكرت بل ضعفائهم اتبعوه وهم اتباع الرسل ويدل عليه ماقال ابن مسعود رض في زماننا قليل قرّاءه كثير فقهاءه يحفظ فيه حدود القرآن ويضيع حروفه وقليل من يسأل وكثير من يعطي يطيلون فيه الصلوٰة ويقصرون فيه الخطبة يبدؤن فيه باعمالهم قبل اهوائهم وسيأتي على الناس زمان كثير قرّاءه وقليل فقهاءه يحفظ فيه حروف القرآن ويضيع حدوده كثير من يسأل قليل من يعطي يطيلون فيه الخطبة ويقصرون الصلوٰة يبدؤن باهوائهم قبل اعمالهم كذا في شرح السنة في باب تغير الناس وذهاب الصالحين وايضا قال علي كرم الله وجهه لحذيفة او ابن مسعود حين افتى باجتهاده بعد تامله بشهرين ويشهد على ذلك اعرابي قائلاً سمعت النبي هكذا افسر حذيفة او ابن مسعود فقال علي ما تصنع بقول رجل بوال على عقبيه منقول من التحقيق شرح الحسامي فعلم ان اتباع

ضعیفوں نے تو تو نے بیان کیا کہ بلکہ ان کے ضعیفوں نے اس کی پیروی کی اور ایسے ہی لوگ پیغمبروں کے پیرو ہوا کرتے ہیں۔ اور اس پر دلالت کرتا ہے ابن مسعود رض کا قول جو فرمایا کہ ہمارے زمانہ میں قرآن کے پڑھنے والے تھوڑے ہیں اور قرآن کے سمجھنے والے (قرآن پر عمل کرنیوالے) بہت ہیں اس زمانہ میں قرآن کے حدود کی حفاظت کرتے ہیں اور قرآن کے حروف کو ضائع کر دیتے ہیں (قرآن کے حروف کے مخارج کی ادائی میں مصروف نہیں ہوتے) مانگنے والے تھوڑے ہیں دینے والے بہت ہیں نماز لمبی پڑھتے ہیں اور خطبے میں اختصار کرتے ہیں اس زمانہ میں اپنی خواہشات سے پہلے اعمال کو شروع کر دیتے ہیں اور عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا جسمیں قرآن کے پڑھنے والے بہت ہونگے اور اسکے سمجھنے والے (قرآن پر عمل کرنیوالے) تھوڑے ہونگے اس زمانہ میں قرآن کے حروف حفظ کئے جائینگے اور اس کے حدود ضائع کر دیئے جائینگے مانگنے والے بہت ہوں گے دینے والے تھوڑے ہونگے اسمیں خطبے طویل پڑھینگے اور نماز جلدی جلدی ختم کرینگے اپنے اعمال سے پہلے اپنی خواہشات نفسانی کو شروع کرینگے اسی طرح شرح سنت میں باب تغیر الناس و ذہاب الصالحین (لوگوں کے بدلجانے اور صالحین کے چلے جانے) کے باب میں ہے۔ اور نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حذیفہ یا ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے فرمایا جبکہ انہوں نے دو مہینے غور کرنیکے بعد اپنے اجتہاد سے فتویٰ دیا اور ایک اعرابی نے اسپر شہادت دی یہ کہتا ہوا کہ میں نے نبی سے ایسا ہی سنا

الرسل کانوا امیین عامیین ولذا عاب المخالفون کالشیخ فالمهدی ؑ وقومہ اتباع للانبیاء فلا نکترث بمقالۃ المنکرین ثم اعلم ان مقصود الشیخ تحذیر الخلق عن المخالطۃ بہذا القوم واعراضہم عنہم وھکذا ینبغی لہ ان یفعل قال اللہ تعالیٰ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون. (جزء ۲۸ رکوع ۹) ذکر فی الفتوحات المکیۃ فی حق المهدی ؑ اذا خرج ھذا الامام المهدی ؑ فلیس لہ عدو مبین الا الفقہاء خاصۃ لانہ لا یبقیٰ

تو اعرابی کی شہادت سنکر حذیفہ رضؓ یا ابن مسعود رضؓ خوش ہوئے پس علی رضؓ نے فرمایا تم کیا خوش ہو رہے ہو ایسے آدمی کی بات پر جو اپنی دو ایڑھیوں پر پیشاب کرنیوالا ہے یہ منقول ہے تحقیق شرح حسامی سے۔ پس معلوم ہوا کہ پیغمبروں کے پیروا می ۵ اور عامی تھے اسیوجہ سے شیخ کے جیسے مخالفوں نے عیب لگایا پس مہدی ؑ اور آپ کی قوم انبیاء کے اتباع ہیں (جس طرح انبیاء اور اصحاب انبیاء پر عیب لگایا گیا اسی طرح ان پر بھی عیب لگایا گیا) پس اسلیئے ہم مہدی ؑ اور قوم مہدی ؑ پر عیب لگائے جائیں منکروں کے قول کی پروا نہیں کرتے پھر جان کہ شیخ کا مقصود مخلوق کو قوم مہدی ؑ کی موافقت سے ڈرانا اور اُن کو ان لوگوں سے روگردانی کراتا ہے اور شیخ کو ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا موافق قول اللہ تعالےٰ کے۔ یہ (کفار) چاہتے ہیں کہ بجھادیں اللہ کے نور کو اپنے منہ سے اور اللہ کو تو اپنے

---

۵ پس معلوم ہوا کہ پیغمبروں کے پیروامی اور عامی تھے پڑھے لکھے نہ تھے چنانچہ حذیفہ رضؓ یا ابن مسعود رضؓ کے جیسے صحابہ ایک اَن پڑھ اعرابی کی روایت پر خوش ہوگئے۔ عرب میں مثل مشہور ہے کہ جس کو پڑھنا لکھنا نہ آتا اس کے حق میں حضرت علی رضؓ کا قول کہدیتے اس قول کے کہنے کا مقصد اہانت نہیں ہے بلکہ مزاح ہے اور جو مزاح واقعہ کے مطابق ہو جائز ہے چنانچہ بستان الفقہ میں لایا ہے کہ ایک روز رسول ؐ بی بی عائشہ رضؓ کے حجرہ میں تشریف لائے بی بی رضؓ کے روبرو ایک بوڑھی بیٹھی ہوئی تھی نبی ؐ نے فرمایا یا عایشۃ لا تدخل الجنۃ عجوزۃ (اے عایشہ رضؓ جنت میں بوڑھی عورت داخل نہ ہوگی) اس حدیث کو سن کر وہ بوڑھی زاری کرنے لگی تو قال ؐ اھل الجنۃ جرد مرد لا عجوزۃ فیھا (جنت والے اجرد (نوجوان) امرد (بے ریشے) ہونگے اس میں بڑھیا نہ ہوگی) پس وہ بوڑھی خوش ہوگئی اور پیغمبر ؐ اور بی بی عایشہ رضؓ دونوں نے تبسم فرمایا اس قسم کا مزاح مباح ہے۔

(از شرح سراج الابصار مولفہ محمد قاسم)

ریاستهم واذا حکم بغیر مذهبهم
یعتقدون انه علی ضلالة فی
ذلک الحکم لانهم یعتقدون ان
زمان الاجتهاد قد انقطع وان
لا یوجد بعد ائمتهم احد له درجة
الاجتهاد (واما من یدعی بتعریف
الٰهی والهام ربانی فهو عندهم
مجنون فاسد الخیال لا یلتفتون
الیه) ولولا ان السیف بیده
لافتی الفقهاء بقتله وان کان
ذا مال وسلطان لانقاد الفقهاء
الیه طمعا فی ماله وخوفا من
سلطانه وایضا قال الشیخ عز الدین
عبد الرزاق الکاشانی فی تفسیره
المسمی بالتاویلات فی بیان
قوله تعالی لم یکن الذین کفروا
ای حجبوا اما عن الدین وطریق
الوصول الی الحق کاهل الکتٰب
واما عن الحق ایضا کالمشرکین
والمشرکین منفکین عما هم فیه
من الضلالة حتی تاتیهم البینة
ای الحجة الواضحة الموصلة الی
المطلوب وذلک ان الفرق المختلفة
المحتجبة باهوائهم وضلالاتهم
من الیهود والنصاری والمشرکین

نور کا پورا کرنا ہے اگرچہ برا لگے کافروں کو۔ مہدی کے
حق میں فتوحات مکیہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب امام
مہدی علیہ السلام نکلیگا تو نہیں ہونگے مہدی کے کھلے دشمن
مگر خصوصاً فقہاء کیونکہ ان کی بزرگی باقی نہیں رہیگی اور
جب مہدی اُن کے عمل کے خلاف حکم کریگا تو وہ اس کو
گمراہ سمجھینگے کیونکہ ان کا اعتقاد یہ ہوگا کہ اجتہاد کا زمانہ
ختم ہوگیا ہے اور نیز اُن کا اعتقاد ہے کہ اُن کے ائمہ کے
بعد اب کسیکو درجہ اجتہاد نصیب نہیں ہو سکتا (اور
جو شخص معرفت الٰہی اور الہام ربانی کے ساتھ دعوی کریگا
تو ان کے نزدیک مجنون اور فاسد الخیال ٹھیریگا اسکی
طرف کوئی توجہ نہیں کریں گے) اور اگر اس کے ہاتھ
میں تلوار (معجزہ کی) نہوتی تو فقہاء اس کے قتل کا فتویٰ
دیدیتے اور اگر وہ صاحب مال و سلطنت ہوتا تو
اس کے مال کی لالچ اور اسکی سلطنت کے خوف سے
فقہاء اس کے فرمانبردار ہوجاتے اور نیز شیخ عز الدین
عبد الرزاق کاشانی نے اپنی تفسیر تاویلات میں اللہ
تعالیٰ کے قول کے تحت کہا ہے کہ نہیں تھے وہ لوگ
جو کافر ہوئے یعنے روگردانی کئے یا دین اور حق کی
طرف پہنچنے کے راستہ سے مانند اہل کتاب کے اور
یا روگردانی کئے حق سے بھی مانند مشرکین کے۔ اور
مشرکین نہیں تھے علیحدہ ہونیوالے۔ اس ضلالت
سے جسمیں وہ مبتلا تھے یہانتک کہ آیا ان کے پاس
بینہ۔ یعنے حجت واضحہ جو مطلوب کی طرف پہنچانیوالی
ہو اور یہ اس وجہہ سے کہ مختلف فرقے یہود و نصاریٰ
و مشرکین کے جو اپنی نفسانی خواہشوں اور گمراہیوں میں

كانوا يتخاصمون ويتعاندون و
يدعى كل حزب حقية ما عليه
ويدعو صاحبه اليه وينسب
دينه الى الباطل ثم يتفقون
على ان لا ننفك عما نحن فيه
حتى يخرج النبي الموعود في
الكتابين المامور باتباعه فيهما
فنتبعه ونتفق على الحق على كلمة
واحدة كما عليه الآن بعينه
حال هؤلاء المتعصبين من اهل
المذاهب المتفرقة وانتظارهم
خروج المهدى فى آخر الزمان
ووعدهم على اتباعه متفقين
على كلمة واحدة ولا احسب
حالهم الا حال اولئك واذا
خرج اعاذنا الله من ذلك فحكى
الله قولهم وبين انهم ما تفرقوا
تفرقا قويا وما اشتد اختلافهم
وتعاندهم الا من بعد ما جاءتهم
البينة بخروجه لان كل فرقة
بل كل شخص توهم انه يوافق
هواه ويصوب رايه لاحتجابه
بدينه فلما ظهر خلاف ذلك
ازداد كفره وعناده واشتدت
شكيمته وضغينته انتهى و

پڑے ہوئے تھے آپسمیں ایکدوسرے سی خصومت اور
عناد رکھتے تھے اور ہر گروہ جس روش پر وہ ہوتا تھا اس
کے حق ہونے کا دعوی کرتا تھا اور اپنے رفیق کو اپنے
دین کی طرف بلاتا تھا اور اپنے رفیق کے دین کو باطل
کی طرف منسوب کرتا تھا پھر وہ لوگ آپسمیں متفق رہتے
تھے کہ ہم جس دین میں ہیں اس سے علحدہ نہیں ہونگے یہانتک
کہ وہ نبی ظہور کرے جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور جس
کی اتباع پر توریت اور انجیل میں حکم کیا گیا ہی پس ہم
پیغمبر موعود کی اتباع کریں گے اور ایک کلمہ پر ہوکر طریق
حق پر اتفاق کریں گے اب بعینہ (ان بہتّر فرقے والے)
متفرق اہل مذاہب متعصبوں کا وہی حال ہے اور اُن
کا انتظار آخری زمانہ میں مہدیؑ کے نکلنے کے متعلق
اور اُن کا وعدہ کرنا مہدیؑ کی اتباع پر اس حال میں کہ
وہ ایک کلمہ پر متفق ہیں اور نہیں سمجھتا ہوں میں (ان
بہتّر فرقوں) کے حال کو مگر حال ان ہی فرقوں کا جو
یہود و نصاری و مشرکین سے مذکور ہوے اور جبکہ مہدی
ظاہر ہو جائیگا تو اللہ ہم کو مخالفت کے شر سے بچائے
پس حکایت کیا اللہ نے ان کے قول کی اور بیان کیا
کہ وہ لوگ نہیں متفرق ہوئے قوی طور پر متفرق ہونا اور
نہیں سخت ہوا ان کا اختلاف اور اُنکی آپس کی دشمنی
مگر بعد اس کے کہ آگیا ان کے پاس بینہ (حجت واضحہ یعنی
ولایت) مہدیؑ کے خروج کے سبب سے کیونکہ ہر
فرقہ بلکہ ہر شخص وہم کیا ہوا ہے کہ مہدیؑ اُس کی خواہش کے
موافق ہوگا اور اُس کی رائے کو درست ٹھیرائے گا
یہ اُس کا وہم کرنا اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے دین باطل

روی عن ابی عبد الله الحسین
بن علی رضہ انه قال لو قام المهدیؑ
لانکرہ الناس لانه یرجع الیهم
شابا وهم یحسبونه شیخا کبیرا
کذا فی عقد الدرر و فی
المظهر شرح المصابیح المهدیؑ
رجل عزیز لا یعرفه الا العارفون
فالمقصود من ایراد هٰذہ الاقوال
ان مخالفة الناس حجة لنا فی
التصدیق ویؤیدہ ایضا ما ذکر
فی البخاری من قول ورقة ابن
نوفل للنبیؐ حین قال النبی
علیه السلام او مخرجی هم قال
نعم ما جاء رجل بمثل ما جئت
به الا عودی فعلم من هذا النقل
ان عداوة الخلق مع الانبیاء
سنة جاریة فالمهدیؑ تابع
النبیؐ فی اقامة الدین کما قال
به النبیؐ یقوم بالدین فی آخر
الزمان کما قمت به فی اول
الزمان فالمهدیؑ جاء بمثل ما جاء
به الانبیاء من الدین والدعوة
الی کونه مهدیا من عند الله
کالانبیاء دعوا الخلق الی الدین
والی کونهم انبیاء من عند الله

کی وجہ دینِ حق سے پردہ میں ہیں پس جب مہدیؑ اس
کے خلاف میں ظاہر ہوگا تو اس کا کفر اور اُس کا عناد
بڑھ جائیگا اس کا کینہ اور حسد سخت ہو جائیگا انتہیٰ اور
ابوعبداللہ حسین ابن علی رضہ سے مروی ہے آپ نے
فرمایا کہ اگر مہدی قایم ہوگا تو لوگ اس کا ضرور انکار کرینگے
کیونکہ مہدی رجوع کریگا ان کی طرف اس حال میں کہ
وہ جوان ہی اور وہ لوگ اپنے خیال میں مہدی کو بوڑھا
سمجھتے ہوں گے اسیطرح عقد الدرر میں ہے اور مظہر
شرح مصابیح میں ہے کہ مہدی مرد عزیز ہے اسکو
صرف عارفین پہچانیں گے۔ ان اقوال کو لانے سے
مقصود یہ ہے کہ لوگوں کی مخالفت ہمارے لیے
مہدیؑ کی تصدیق کی حجت ہی۔ اور نیز ورقہ ابن نوفل کا
قول جو بخاری میں ذکر کیا گیا ہے وہ بھی ہماری تائید
کرتا ہے جبکہ کہا نبی علیہ السلام نے کیا وہ لوگ مجھے
نکالدیں گے تو ورقہ نے کہا ہاں جب کبھی کسی نے
تمہارے جیسا دعویٰ کیا ہے تو اُس سے دشمنی کیگئی
پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ انبیاءعم کے ساتھ مخلوق
کی عداوت سنت جاریہ ہی پس مہدیؑ دین کے قائم
کرنے میں نبیؐ کی پیروی کرنے والا ہی جیسا کہ مہدیؑ کے
حق میں نبیؐ نے فرمایا ہی کہ قایم کریگا دین کو آخری زمانہ
میں جیسا کہ میں نے قایم کیا ہے پہلے زمانہ میں پس
مہدیؑ نے اُسی دین و دعوت کے مثل کو لایا جس کو
تمام انبیاءعم نے لایا یہانتک کہ اللہ کے پاس
سے مہدی ہو کر آنے کی دعوت کیا مانند انبیاء کے
کہ انھوں نے دین کی طرف مخلوق کو بلایا اور اسبات

فان قیل ماجاء المهدی ع بالدین
من عند الله بل دعی الی دین
النبی ص قلت اکثر الانبیاء کانوا کذلک
لم یاتوا بدین جدید بل دعوا
الی اقامة الدین القدیم کانبیاء
بنی اسرائیل دعوا الی التوریة
والعمل بمافیها فالعداوة من
ثمرة اقامة الدین والدعوة
الیه کما قال الله تعالی افکلما جاءکم
رسول بما لا تهوی انفسکم استکبرتم
ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون قوله
جزو ا رکوع ۱۱
بل هم یمنعون اصحابهم ان
یتعلموا العلم ویرون هذا الجهل
فضیلة ویستدلون من حماقتهم
بان النبی ص کان امیا فانظر الی
سفاهتهم یقابلون الجهل بالمعجزة
التی هی العلم اللدنی من الله
سبحانه وتعالی قبحهم الله وقطع
اثارهم قلت فانظر ایها المنصف
الی عداوة الشیخ وعناده کیف
موه کلامه بکتمان احوال اخواننا
الذین هم علی اقدام اصحاب
الصفة قال الله تعالی الا لعنة الله
علی الظالمین الذین یصدون
عن سبیل الله ویبغونها عوجا

کی طرف کہ وہ اللہ کے پاس سے نبی ہو کر آئے پس اگر کہا جائے
کہ مہدی ع تو اللہ کے پاس سے دین نہیں لایا بلکہ دین نبی ع
کی طرف بلایا تو اس کے جواب میں کہوں گا کہ اکثر انبیا ایسے
ہی تھے انھوں نے بھی کوئی نیا دین نہیں لایا بلکہ دین قدیم
کو قایم کرنے کی دعوت دی جیسا کہ انبیا بنی اسرائیل نے
توریت پر عمل کرنے کی دعوت دی پس مخلوق کا عداوت
کرنا دین کو قایم کرنے اور دین کی طرف بلانے کا نتیجہ ہے
جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا پس کیا جب کبھی لائے
تمہارے پاس کوئی رسول وہ حکم کہ نہ پسند کرتے تھے تمہارے نفس
تو تم تکبر کرنے لگے پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور
ایک جماعت کو قتل کر ڈالتے تھے ۔ قولہ یہ لوگ (مہدوی)
اپنے اصحاب کو علم سیکھنے سے منع کرتے ہیں اور اس جہل
کو فضیلت سمجھتے ہیں اور اپنی حماقت سے دلیل لاتے
ہیں کہ نبی ع امی تھے ان کی نادانی کو دیکھو کہ جہل کا مقابلہ
اس علم سے کرتے ہیں جو اللہ کی طرف سے علم لدنی تھا
اللہ اُن کا برا کرے اور ان کے آثار کو منقطع کر دے
قلت اے منصف شیخ کی عداوت اور اس کے
عناد کو دیکھو کہ کس طرح اپنے کلام کو ہمارے برادروں
کے احوال کو چھپا کر جو توکل اور خلق سے بے نیاز رہتے
ہیں) اصحاب صفہ کے قدم بر قدم تھے ملمع بنایا ہے
اللہ تعالے نے (شیخ کے جیسے لوگوں کے حق میں) فرمایا
ہے کہ آگاہ ہو جاؤ اللہ کی لعنت ہو اُن ظالموں پر جو
روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے ہیں اس میں
کجی ۔ اور نیز اللہ تعالی فرماتا ہے کہ بیشک جو لوگ
خلاف کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کا وہی سب سے

وقال الله تعالى ان الذين
يحادّون الله ورسوله اولئك
في الاذلين. ثم اعلم ان
اصحابنا لا يمنعون احدا من التعلم
بل فيهم علماء مشهورون بالعلوم
الظاهرة المكتسبة بالتعلم عن
الاساتذة والعلوم الباطنة
الحاصلة من الرياضات و
الاشتغال بالذكر والانزواء عن
الخلق وصحبة المرشدين على
مقتضى قول النبي ع من اخلص
لله اربعين صباحا جرت له
ينابيع الحكمة من قلبه على لسانه
ولكنهم يرشدون الناس الى
طلب الله وترك طلب غيره
ويامرونهم باخلاص السر عن
تعلق الكونين فمن اراد الله في
حقه خيرا يترك الدنيا ثم
يصحبهم مشتغلا بما ذكر فيحصل له
في ايام قلائل ما لا يحصل لغيرهم
في سنين وذلك نتيجة التصديق
والاخلاص فلا حاجة لهم الى
تحصيل العلوم المكتسبة بالسبق
والدرس لان فيهم من يقوم بذلك
فان وقع لهم حاجة الى المسائل

زیادہ ذلیل لوگوں میں ہیں۔ پھر جان کہ ہمارے اصحاب
کسی کو علم سیکھنے سے منع نہیں کرتے بلکہ اونمیں
علماء ہیں کہ علوم ظاہرہ سے پڑہیں جو اساتذہ سے
تعلیم پاکر حاصل کئے ہیں اور ایسے علوم باطنہ سے
پڑہیں جو ریاضتوں اور ذکر خدا کے شغل اور مخلوق
سے گوشہ نشینی اور مرشدین صادقین کی صحبت سے
حاصل ہوئے ہیں فرمان نبی ع کے اقتضا کے موافق
کہ جس نے چالیس دن خدا کی خالص عبادت کی
تو اس کی زبان پر اس کے دل سے حکمت کے
چشمے جاری ہو جائینگے ولیکن یہ حضرات علماء
لوگوں کو اللہ کی طلب رکھنے اور غیر اللہ کی
طلب کو ترک کرنے کی ہدایت کرتے ہیں اور
باطن کو دونوں جہان سے بے تعلق کرنیکا حکم کرتے
ہیں خدا جسکے حق میں خیر کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ترک
دنیا کرتا ہے پھر انکی (مرشدین صادقین کی) صحبت
میں رہتا ہے اور اس کا شغل وہی ہوتا ہے جو مذکور
ہوا پھر چند روز میں اس کو وہ باتیں حاصل ہوجاتی ہیں
جو دوسروں کو برسوں میں حاصل نہیں ہوتیں یہ
تصدیق ہدی اور اخلاص باطن کا نتیجہ ہے
پس ان کو ان علوم کے حاصل کرنیکی حاجت نہیں رہتی
جو سبق اور درس سے حاصل کئے جاتے ہیں کیونکہ ان میں
(شاغلین ذکر میں) ایسے بھی لوگ ہیں جو علوم کسبی
ظاہری پر بھی قایم ہیں اگر ان کو مسائل فقہیہ وغیرہ کی
حاجت ہو تو اپنے ان برادران سے پوچھ لیتے
ہیں جو علوم ظاہرہ سے پڑھتے ہیں اور یہی طریقہ

الفقهية وغيرها يسألون اخوانهم
الذين هم مملوؤون بالعلوم وهكذا
كان داب المشتغلين باعمال
القلوب من الذكر والفكر و
المراقبة والتوجه اجتهدوا كل
الاجتهاد فى الامور الباطنة و
تساهلوا فى الامور الظاهرة بعد
الاخذ عما لابد لهم منه فى اصل
الدين واساسه من الشرع و
يدل عليه ما قال شيخ الشيوخ
شهاب الدين فى العوارف و
قد ورد فى الخبر فضل العالم
على العابد كفضلى على امتى و
الاشارة فى هذا العلم ليس
الى علم البيع والشرى والنكاح
والطلاق والعتاق وانما الاشارة
الى العلم بالله تعر وقوة اليقين
وقد يكون العبد عالما بالله ذا
يقين كامل وليس عنده علم
من فروض الكفايات وقد كان
اصحاب رسول الله صلعم اعلم
من علماء التابعين بحقايق
الدين ودقايق المعرفة وقد
كان علماء التابعين
فيهم من هو اقوم بعلم

اُن لوگوں کا رہا ہے جو اعمال قلبی یعنے ذکر فکر مراقبہ
اور توجہ الی اللہ میں مشغول رہے انہوں نے امور
باطنی میں پوری کوشش کی اور امور ظاہری میں
سہل انگاری کی دین کے اصولی باتوں اور شرع کی
اساس (تحقیق احکام عقاید و احکام نماز و روزہ و
حلال و حرام) حاصل کرنیکے بعد کہ جسکے بغیر گزر نہیں
اور شیخ الشیوخ شہاب الدین رح کا قول
جو عوارف میں آیا ہے اس پر (اخذ علم لابد پر)
دلالت کرتا ہے (وہ یہ کہ) اور حدیث میں
آیا ہے کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے
جیسی کہ میری فضیلت میری امت پر ہے
اشارہ اس علم میں علم بیع و شریٰ و نکاح و
طلاق و عتاق کی طرف نہیں ہے اس علم کا
اشارہ علم باللہ اور یقین کو اقوی کرنے کی طرف
ہے کبھی بندہ عالم باللہ صاحب یقین کامل ہوتا
ہے اور اسکو فرض کفایہ کا علم نہیں
ہوتا رسول اللہ کے اصحاب دین کے
حقایق اور معرفت کے دقایق میں علماء
تابعین سے زیادہ عالم تھے اور علماء تابعین
میں ایسے لوگ تھے جو علم تقویٰ و فتویٰ
اور احکام میں (علم ظاہر میں) بعض بعض سے
زیادہ قوی تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین اور
نیز عوارف میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ان علماء
ظاہری کے نفوس تر ہوگئے تھے علم جزئی سے
اور اسمیں مشغول ہوگئے تھے اور علم کلی سے

التقوى والفتوى والاحكام من
بعضهم رضوان الله عليهم اجمعين
وفيه ايضا فنفوس هؤلاء امتلأت
من الجزوى واشتغلت به و
انقطعت بالجزوى عن الكلى ونفوس
العلماء الزاهدين بعد الاخذ عما
لابد لهم منه فى اصل الدين
واساسه من الشرع اقبلوا على
الله وانقطعوا اليه انتهى قوله و
لهذا يستحلون قتل العلماء ويرجحون
قتلهم على قتل الكفار بكذا وكذا
درجة قاتلهم الله انى يوفكون
اقول لعن الله الشيخ المفترى على
عباد الله المخلص لا نستحل قتل العلماء
على الاطلاق كما قال الشيخ بل نقول
من يستحل قتلنا بهذا الاعتقاد
كالشيخ يحل قتله ومن لا فلا و
المفتى على ذلك ما ذكر الشيخ و
هو قوله والجهاد مع المبتدعة
افضل من الجهاد مع الكفار والمنكر
اسوء حالا من المبتدعة خصوصا
المستحل لقتل اخواننا قوله وكفى
هذا دليلا على جهلهم وضلالتهم
وعجزهم عن اثبات مدعاهم
الباطل قلت اثبتنا مدعينا بما

جزئی میں منہمک ہو گئے تھے اور علماء زاہدین
کے نفوس دین کے اصل اور شرع کی اساس
سے علم ضروری کو لینے کے بعد اللہ کی طرف متوجہ
ہو گئے اور اس میں (اللہ کی طلب میں)
منہمک ہو گئے انتہی۔ قولہ اسی وجہ سے
یہ لوگ عالموں کے قتل کو جائز رکھتے ہیں
اور اُن کے قتل کو کافروں کے قتل پر ترجیح
دیتے ہیں اتنے اتنے درجہ میں اللہ ان کو
قتل کرے۔ وہ کہاں سے پھرے جاتے
ہیں اقول اللہ کے مخلص بندوں پر افترا کرنے
والے شیخ پر خدا کی لعنت۔ ہم مطلقاً علماء
کے قتل کو جائز نہیں ٹھیراتے جیسا کہ شیخ
نے کہا ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے اس
اعتقاد کی وجہ سے جو شخص ہمارے قتل کو جائز
ٹھیراتا ہے مانند شیخ کے تو اس کا قتل جائز
ہو جاتا ہے ورنہ نہیں اور اس پر فتوی دینے
والا شیخ کا وہ قول ہے جس کا ذکر شیخ نے
کیا ہے اور وہ قول یہ ہے کہ بدعتی کے ساتھ
جہاد کرنا کافروں کے ساتھ جہاد کرنے سے
افضل ہے اور منکر کا حال تو بدعتی کے حال
سے بھی بدتر ہے۔ خصوصاً وہ اشخاص جو ہمارے
بھائیوں کے قتل کو جائز ٹھیراتے ہیں۔ قولہ ان کا
ہمارے علماء کے قتل کو جائز رکھنا اون کے
جہل و ضلالت اور اُن کے مدعاے باطل کو
ثابت کرنے سے عاجز ہونے کی کافی دلیل ہے

اثبت به العلماء توحيد الله ونبوة الانبياء من دليل العقل والاخلاق كما سنذكر تحت تمثيل الشيخ بيقة ولكن من اسبل حجاب العناد على بصيرته لايبصر قل فلله الحجة البالغة فلو شاء لهديكم اجمعين قال الله تعالى ذلك الكتب لاريب فيه اى فى التحقق وعند من انصف وامن دون من انكر وعاند قوله ثم من قبائحهم تفسيرهم القرأن بالراى فورد من قال فى القرأن بالراى فاصاب فقد اخطاء قلت كلام الشيخ ملحق باصوات البهائم لايشبه بكلام الاوساط فضلا عن كلام الفصحاء والبلغاء انظر الى فاء فورد اى ارتباط له بما قبله بل المناسب بالمقام ان يقول تفسيرهم القرأن بالراى وذلك غير جائز لانه قد ورد وقد اغمضنا عما سبق من عباراته اما ما اورد الشيخ علينا من تفسير القرأن بالراى فمن مفترياته لان المبينين من اخواننا الذين يعتمد عليهم يقرؤن

قلت ہم نے تو اپنے دعوی کو اسی طریقہ سے ثابت کیا ہے جس طریق سے کہ علماء اللہ کی توحید اور انبیاء ع کی نبوت ثابت کرتے ہیں یعنے دلیل عقلی اور اخلاق سے چنانچہ ہم ان دلائل کا ذکر شیخ کی اُس تمثیل کے تحت کریں گے جہاں اُس نے مچھر کی تمثیل پیش کی ہے لیکن جس شخص نے عناد کے پردے اپنی آنکھوں پر چھوڑ رکھے تو وہ دیکھ نہیں سکتا کہدے اور اللہ ہی کیلئے ہے حجت بالغہ اگر وہ چاہیگا تو تم سب کو ہدایت عطا کریگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ وہ کتاب ہے کہ جسمیں کچھ شک نہیں ہے یعنی تحقیق میں اور انکے پاس جو منصف ہیں اور اُن کے پاس جو ایمان لاتے ہیں نہ کہ اُن لوگوں کے پاس جو انکار کرتے اور عناد رکھتے ہیں قولہ پھر انکی برائیوں کے منجملہ ایک برائی اُن کا قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرنا ہے پس وارد ہوا ہے کہ جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کہے اور ٹھیک بھی کہے تو اُس نے خطا کی۔ قلت شیخ کا کلام بہائم کی آواز سے ملا ہوا ہے اوسط درجے کے لوگوں کی کلام سے بھی مشابہ نہیں چہ جائیکہ فصحاء و بلغاء کے کلام سے مشابہ ہو دیکھو فا کو فورد کے کہ اس فا کو اپنے ماقبل سے کیا ربط ہے مناسب مقام یہ تھا کہ یوں کہتا تفسیرهم القرآن بالراى وذلك غير جائز لانه قد ورد ہم نے اس کی پہلی عبارتوں میں چشم پوشی سے کام لیا ہے شیخ نے ہم پر تفسیر قرآن بالرای کا جو اعتراض کیا ہے یہ اس کی افترا پردازیوں میں سے ہے کیونکہ ہمارے قابل اعتماد مفسر تفسیروں کو پڑھتے اور عربی

النفس يتنبئون على قاعدة العربية
وان صدر منهم قول لا يوجد
في تفسير يوجد في تفسير اخر
وما سمعت من احد منهم قولا
يخالف العقايد الثابتة بالقطعيات
واما الشروط التي توغل فيها الشيخ
فيما بعد ليست بلازمة على ما
سنبينه انشاء الله واي محظور
يلزم لمن يعرف اللغات وشان
النزول في التفسير وان لم يعلم
جميع ما ذكر الشيخ في العبارة الاتية
واعلى الاي في كتاب الله فصاحة
وبلاغة قوله تعـ يا ارض ابلعي
ماءك ويا سماء اقلعي وغيض الماء
وقضى الامر واستوت على الجودي
لان فيها من النكات ما عجز منه
الفصحاء والبلغاء حتى اقر بعضهم
انها ليست من كلام البشر بل هي
من كلام الله ولقد فسرها اكثر
المفسرين من غير ذكر النكات
التي فيها وما تعرض لها الا اقل
القليل كما يرى في التفاسير ولو
فسرها احد على هذا النمط اي
محظور يلزمه قوله تعالى يا ارض
ابلعي ماءك اي زمين فرو بر آب خويش را

قاعدہ کے موافق بیان کرتے ہیں اور اگر اُن سے کوئی
قول صادر ہوتا ہے جو ایک تفسیر میں نہیں پایا جاتا تو
دوسری تفسیر میں ضرور پایا جاتا ہے میں نے اُن میں
سے کسی کا قول ایسا نہیں سنا جو عقیدۂ ثابتہ بالقطعیات
کے مخالف ہو۔ اب رہے وہ شروط جن کا ذکر شیخ
نے آیندہ کیا ہے وہ کچھ لازم نہیں ہیں اُن وجوہ سے
جن کو ہم انشاء اللہ تعالے عنقریب بیان کریں گے
اور وہ کونسا امر ممنوع ہے جو لازم آتا ہے اُس شخص
کیلئے جو لغات کا عالم ہو اور تفسیر میں شانِ نزول
کو جانتا ہو اگرچہ وہ نجانتے اُن باتوں کو جن کا ذکر
شیخ نے آیندہ عبارت میں کیا ہے اور فصاحت
وبلاغت کے اعتبار سے بلند ترین آیت جو کتاب
اللہ میں ہے وہ اللہ تعالے کا قول ہے کہ یا ارض
ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی وغیض
الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی
کیونکہ اس میں ایسے نکات ہیں جن سے فصحاء اور
بلغاء عاجز ہیں حتی کہ انہیں سے بعض منکرین نے
بھی اقرار کر لیا ہے کہ یہ بشر کا کلام نہیں بلکہ یہ اللہ
کا کلام ہے اور اکثر مفسروں نے اس آیت کی
تفسیر اس آیت کے نکات کے ذکر کے بغیر کی ہے
اور نہیں ظاہر کئے ان نکتوں کو مگر اندک ترین اندک
چنانچہ تفاسیر میں یہ بات دیکھی جاتی ہے اگر کوئی
شخص اس قسم کی تفسیر کرے تو اس پر کون امر
ممنوع لازم آئیگا اللہ تعالے کا قول یا ارض
ابلعی ماءک یعنے اے زمین نگلجا اپنے پانی

وَيَا سَمَاءُ اَقْلِعِیْ ای امسکی ماءکِ
ای لا تمطری ای آسمان باز مان از
باریدن وَغِيْضَ الْمَاءُ و فرو برده شد
آب وَقُضِیَ الْاَمْرُ و تمام کرده شد
کار ہلاک قوم نوح وَاسْتَوَتْ عَلَی
الْجُوْدِیِّ و قرار گرفت کشتی بر کوه که مسمیٰ
است بجودی ثم اذکر الفرق بین
التاویل المسموع والتفسیر الممنوع
انشاء اللہ تعالیٰ قولہ اخرجہ ابو داؤد
والترمذی والنسائی ایضا من
قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ
مقعدہ من النار رواہ ابو داؤد
عن ابن عباس وقال الشیخ جلال
الدین السیوطی رحمہ اللہ فی
الاتقان فی علوم القرآن ناقلا
عن ابن النقیب جملۃ ما یحصل
فی معنی حدیث التفسیر بالرای
خمسۃ اقوال احدھا التفسیر من
غیر حصول العلوم التی یجوز معھا
التفسیر الثانی تفسیر المتشابہ
الذی لا یعلمہ الا اللہ الثالث
التفسیر المقرر للمذھب الفاسد
بان یجعل المذھب اصلا والتفسیر
تابعا لہ فیرد الیہ بای طریق
امکن وان کان ضعیفا الرابع

کو وَيَا سَمَاءُ اَقْلِعِیْ ای امسکی ماءکِ ای لا تمطری
یعنی اے آسمان باز رہ برسنے سے وَغِيْضَ الْمَاءُ اور
پانی اندر کھینچ لیا گیا وَقُضِیَ الْاَمْرُ یعنے تمام کر دیا گیا کام
قوم نوح کی ہلاکت کا وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ اور
قرار لیا کشتی نے پہاڑ پر جس کا نام جودی ہے پھر بیان
کرونگا میں اس فرق کو جو تاویل مسموع اور تفسیر ممنوع
کے درمیان ہے قولہ سند سے بیان کیا ہے اس
حدیث کو (من قال فی القرآن بالرای فاصاب
فقد اخطأ کو) ابو داؤد ترمذی اور نسائی نے نیز
حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص نے کہا قرآن میں
بغیر علم کے پس چاہیے کہ ڈھونڈھ لے اپنی جگہ
کو دوزخ سے روایت کی اس کی ابو داؤد نے
روایت سے ابن عباس کی اور کہا شیخ جلال الدین
سیوطیؒ نے اتقان میں علوم قرآن کے بیان میں نقل
کرتے ہوئے ابن نقیب سے کہ تفسیر بالرائے کی
متعلق جملہ پانچ اقوال ہیں۔ ایک یہ کہ تفسیر کرنا بغیر
ان علوم کے حاصل ہوتے کے کہ جن کے حاصل ہونے
کے ساتھ تفسیر کرنا جائز ہے دوم تفسیر کرنا ان
آیات متشابہات کی جن کا علم اللہ کے سوائے کسی
کو نہیں۔ تیسرا تفسیر کرنا ایسی جو مذہب فاسد کو
ثابت کرنیوالی ہو اس طرح کہ اس مذہب فاسد کو
اصل قرار دیکر تفسیر کو اس کے تابع قرار دینا اور جس
طریقہ سے ممکن ہو خواہ وہ طریقہ ضعیف کیوں نہ ہو
اسی مذہب فاسد کی طرف تفسیر کو پھیرنا چہارم یہ کہ
بغیر کسی دلیل کے قطعی طور پر اللہ کی مراد اسی طرح ہے

ان مراد اللہ کسذا علی القطع من غیر دلیل الخامس التفسیر بالاستحسان والھوی واکثر ھذہ الاقسام بل جمیعھا یوجد فی ھذہ الطائفۃ قلت قول الشیخ اکثر ھذہ الاقسام بل جمیعھا یوجد فی ھذہ الطائفۃ من مفتریاتہ علینا لان القسم الواحد من ھذہ الاقسام الخمسۃ لا یوجد فینا ونجیب عن کل منھا اما الجواب عن الاول فقد مر تحت قول الشیخ ثم من قبائحھم تفسیرھم القرآن بالرای فلا نعیدھا اما الجواب عن الثانی وھو قولہ تفسیر المتشابہ فھوانا لا نفسر المتشابہ ولا نثبت الجارحۃ فی تفسیر الید والوجہ المشتمل علی العینین والانف والاذنین واللسان والشفتین وغیر ذلک فی تفسیر الوجہ و کذلک لا نفسر الاستواء بالاستقرار ومذھبنا فی المتشابہ مذھب السلف نومن بہ ولا نشتغل بکیفیتہ احبط اللہ اعمال الشیخ کیف افتری علینا بتفسیر

کہنا پانچواں تفسیر کرنا امور استحسان اور خواہش نفسانی کے ساتھان اقسام میں سے اکثر بلکہ تمام اس جماعت میں پائے جاتے ہیں قلت شیخ کا یہ کہنا کہ ان اقسام کے اکثر بلکہ تمام اس جماعت میں پائے جاتے ہیں ہم پر افترا ہے کیونکہ ان پانچ قسموں میں سے ایک قسم بھی ہماری جماعت میں نہیں پائی جاتی اور ہم اُن اقسام میں سے ہر ایک کا جواب دیتے ہیں قسم اول کا جواب شیخ کے قول ثم من قبائحھم تفسیرھم القرآن کے تحت گذر چکا ہم اُس کا اعادہ نہیں کرتے قسم دوم یعنے اُس کے قول تفسیر المتشابہ کا جواب یہ ہے کہ ہم متشابہات کی تفسیر نہیں کرتے اور ہم ید کی تفسیر میں اعضاء جارحہ کو ثابت نہیں کرتے اور اسی طرح وجہ کی تفسیر میں جو آنکھوں ناک کانوں زبان اور ہونٹوں وغیرہ کو شامل ہے ثابت نہیں کرتے اور اسی طرح استواء کی تفسیر استقرار سے (عرش پر ٹھیرنا) نہیں کرتے اور متشابہات میں ہمارا مذہب سلف کا مذہب ہے ہم متشابہات پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی کیفیت میں چون وچرا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ شیخ کے اعمال کو حبط کردے کس طرح اُس نے متشابہات کی تفسیر کرنے کا ہم پر افترا کیا ہے۔ بلکہ علمأ

المتشابه بل الخلف فسر والمتشابه
بالتاويل فاولوا اليد بالقدرة و
الوجه بالذات والاستواء
بالاستيلاء والقصد كما هو
في التفاسير فايراد تفسير المتشابهات
التي لا يعلمها الا الله في التفسير
بالرأي الزام على الخلف اما الجواب
عن الثالث وهو قوله التفسير
المقرر للمذهب الفاسد بان
يجعل المذهب اصلا والتفسير تابعا
له فيرده اليه باي طريق امكن
وان كان ضعيفا فنقول هذا
ايضا افتراء علينا اذ ليس لنا
مذهب برأينا حتى نجعله اصلا
ونجعل التفسير تابعا له فنرده اليه
باي وجه امكن بل المهدي ؑ
جعل القرآن اصلا فما وافقه من
احكام المذاهب صوبه وحسنه
وما لا فلا وذلك من عهدته
لما ورد في صفته يقوم بالدين في
آخر الزمان كما قمت به في
اول الزمان وكما روى عن جعفر

خلف[1] نے (زمانۂ ماضی میں) متشابہات کی
تفسیر تاویل کے ساتھ کی ہے پس انہوں نے ید کی تاویل
قدرت سے اور وجہ کی تاویل ذات سے اور استواء کی
تاویل استیلا (غلبہ) اور قصد سے کی ہے چنانچہ تفسیروں
میں یہی ہے پس متشابہات کی تفسیر بالرای کا الزام
جن کو اللہ کے سوائے کوئی نہیں جانتا تھا۔ یہ الزام علماء
خلف سنت و جماعت پر آتا ہے لیکن قسم سوم یعنے
شیخ کا قول "ایسی تفسیر جو مذہب فاسد کو ثابت کرنے
والی ہو اس طرح کہ مذہب کو اصل بنائے اور تفسیر
کو اس کے تابع کرے اور جس طریقہ سے ممکن ہو تفسیر
کو اسی کی طرف پھیرے اگرچیکہ وہ طریقہ ضعیف ہو"
کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی ہم پر افترا ہے کیونکہ ہمارا مذہب
ہماری رائے سے نہیں ہے کہ ہم مذہب کو اصل بنائیں
اور تفسیر کو اس کا تابع قرار دیں اور جس طریقہ سے کہ
ممکن ہو تفسیر کو مذہب کی طرف پھیریں بلکہ مہدی ؑ نے
قرآن کو اصل قرار دیا ہے پس مذاہب مختلفہ کے
احکام میں سے جو چیز قرآن کے موافق ہوئی اس کو
مہدی ؑ نے درست اور حسن قرار دیا اور جو چیز قرآن
کے موافق نہ ہوئی اسکو درست نہیں رکھا اور یہ
مہدی ؑ کا منصب ہے کیونکہ اس کی صفت میں حدیث
میں وارد ہوا ہے کہ مہدی ؑ دین کو قایم کریگا آخری زمانہ
میں جیسا کہ میں نے قایم کیا ہے دین کو اول زمانہ

[1] خلف ۔ پیچھے سے آنیوالا ۔ جانشین ۔ فرزند نیک اور پرہیزگار (از لغات کشوری) سلف صالحین سے مراد صحابہ و تابعین
تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اور انکی پیروی کرنے والے خلف ہیں

انه سئل بای سیرة یسیر
المهدی ع اذا قام قال بما سار به
النبی یهدم ما قبله کما صنع رسول
الله صلی الله علیه وسلم وسنذکر
هذا البحث مشبعا ان شاء الله تعالى
اما الجواب عن الرابع وهو قوله
ان مراد الله کذا علی القطع من
غیر دلیل فهو انا لا نحکم بانفسنا
بل الذی نعتقده بالمهدیة
حکم فی بعض الآیات بانها فی
حقه وحق قومه وذلك من
خصائصه فکما ان علمه بذاته
انه المهدی الموعود قطعی کذلك
علمه بآیات کتاب الله انها فی
حقه وحق قومه قطعی فای
دلیل اعظم من قوله اذا صدقنا
بالمهدیة بالدلائل التی بها وجب
تصدیق الانبیاء لما نستذکر ان شاء
الله تعالى اما الجواب عن الخامس
وهو قوله التفسیر بالاستحسان
والهوی فهو انا لا نفسر بالاستحسان
والهوی بل الحق ان هذا القسم
داخل فیما قبله فایراده قسما براسه
لیس بصواب یا اخی قد صحبت
اصحاب المهدی ع وسمعت بیانهم

میں اور چنانچہ جعفر رض سے مروی ہے کہ آپ سے
پوچھا گیا کہ مہدی ع جب قایم ہوگا تو کس سیرت پر
رہیگا تو فرمایا اسی سیرت پر جس پر نبی م سے گراویگا
اپنے ماقبل کی بدعتونکو جیسا کہ گرادیا رسول اللہ م
نے اپنے ماقبل کے بطلان کو اور ہم انشاء اللہ تعالے
عنقریب اس بحث کا ذکر سیر حاصل کرینگے
لیکن قسم چہارم یعنی شیخ کے قول "بغیر کسی دلیل کے
قطعی طور پر کہنا کہ اللہ کی مراد اس طرح ہے" کا
جواب یہ ہے کہ ہم اپنی طرف سے ایسا حکم نہیں
کرتے بلکہ وہ ذات مقدس جسکو ہم مہدی ع مانتے
ہیں آپ نے بعض آیتوں میں ارشاد فرمایا ہے
کہ وہ آیتیں آپ کے حق میں اور آپ کی قوم کے
حق میں ہیں اور یہ بات آپ کی خصوصیات
میں سے ہے پس جس طرح مہدی ع کو اپنی ذات
کا علم کہ آپ مہدی موعود ہیں قطعی ہے اسی طرح
آپ کا علم اللہ کی کتاب کی آیتوں کے متعلق کہ وہ
آپ کے اور آپکی قوم کے حق میں ہیں قطعی ہے جب
ہم نے آپ کے مہدی ع ہونے کی تصدیق کرلی ہو اُن
دلیلوں سے جن سے انبیاء م کی تصدیق واجب
ہوتی ہے جن کا ذکر ہم انشاء اللہ تعالے عنقریب
کرینگے تو پھر مہدی ع کے قول سے بڑھکر کونسی
دلیل ہوسکتی ہے لیکن قسم پنجم یعنے شیخ کے قول
"تفسیر کرنا امور استحسان اور خواہش نفسانی کے
ساتھ" کا جواب یہ ہے کہ ہم ایسی تفسیر نہیں کرتے
بلکہ حق یہ ہے کہ یہ قسم اقسام گزشتہ میں داخل ہے

فکم من باك صارخ بعد سماع
بیانهم وکم من متضرع مطرق
راسه وکم من جالس قد
تغیر لونه وکم من ساقط مغشی
علیه وکم من مرتعد یرتعد
فرائصه وکم من منقبض یقشعر
شعره کلما طار طیور افکارهم فی
بساتین معانی القرآن ورموزه
تجدها مثمرة لا مقطوعة ولا ممنوعة
وکلما جال خیول اذهانهم فی
میادین کنوز القرآن واشاراته
تصادفها مکشوفة غیر مستورة
یا اخی من یطلب منهم فصاحة
اللسان بعد هذا العیان قوله
فیخصون قوله تعالی قل هذه سبیلی
ادعوا الی اللہ علی بصیرة انا ومن
اتبعنی۔ بالمهدی ع واصحابه
قلت قوله واصحابه مکتوب
من غیر صحة لان المراد بمن

اس کو ایک الگ قسم قرار دینا درست نہیں اے میرے
بھائی میں اصحاب مہدی ع کی صحبت میں رہا اور
انکے بیان کو سنا پس میں نے دیکھا کہ کتنی رونے
والے چیخنے والے تھے ان کا بیان سننے کے بعد اور
انمیں سے کتنی ایک خشوع وخضوع سے گریہ وزاری
کرنیوالے تھے اپنے سر کو جھکائے ہوئے اور کتنے
ایک بیٹھنے والے تھے جن کا رنگ متغیر ہو گیا تھا اور
کتنی ایک بیہوش ہو کر گرنیوالے تھے اور کتنے
ایک لرزہ بر اندام تھے جنکے شانے کا گوشت لرزتا
تھا اور کتنے ایک متاثر لوگ تھے جنکے جسم کے
روئیں کھڑے ہو جاتے تھے جب قرآن کے معانی
اور اس کے رموز کے باغوں میں ان کی فکر کے پرندے
اڑتے تھے تو وہ ان باغوں کو پھلدار پاتے تھے ان
باغوں میں کوئی درخت کٹا ہوا نہیں تھا اور نہ کسی
کی روک ٹوک تھی اور جب کبھی ان کے ذہن
کے گھوڑے قرآن اور اسکے اشارات کے خزانوں
کے میدانوں میں جولانی کرتے تھے تو ان میدانوں
کو کھلے ہوئے غیر مستور پاتے تھے اے میرے
برادر اس امر عیاں کے بعد زبان کی فصاحت کا

ل مولف علیہ الرحمۃ نے اصحاب مہدی ع کے بیان کی جو شان بیان فرمائی ہے اس سے ان کی نورانی ذاتوں کے کمال قرب وصال اور ان کے عرفانی بیان کی رفعت ظاہر ہوری ہے ان کا یہ قرب ووصال اور ان کے یہ بیان کی گہرائیاں امام مہدی ع کی تصدیق اور اثر فیض امام علی التحقیق ع کا نتیجہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولف علیہ الرحمۃ نے اس نورانی واقعہ کو نہایت سنجیدگی سے دیکھنے کے لیے اس نورانی واقعہ کے اول و آخر میں خصم کو یا اخی سے مخاطب فرمایا ہے ۔

هو المهدی ؑ فقط دون اصحابه
هذا ما ثبت بالتواتر عن المهدی ؑ
قوله وفی قوله تعالیٰ فسوف
یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه
هم المهدی الموعود ؑ واصحابه
قلت لا اعلم هذه العبارة الموحشة
بعینها عبارة الشیخ ام تصحیف الکاتب
اذ لا یمکن تصحیح العبارة بای
وجه فتامل والعبارة الصحیحة
ان یقال فیها قوله تعالیٰ بالنصب
لیکون هذا القول عطفا علی
القول الاول الذی هو مفعول
یخصون ای ویخصون ذلک القول
وهذا القول او یقال ویقولون
فی قوله تعالیٰ فسوف یاتی الله الاٰیة
هم المهدی ؑ واصحابه وذکر
المهدی ؑ فی تفسیر هذا القوم
لیس عند اصحابنا بل المروی
عن المهدی ؑ بالتواتر ان المراد
من القوم الموعود اتیانه هو
قومه لا غیر وذلک من خصایصه

طالب الٰہی کون ہوگا۔ قولہ یہ لوگ خاص کرتے ہیں
اللہ کے قول قل هذه سبیلی ادعوا الی الله
علی بصیرة انا ومن اتبعنی کو مہدی ؑ اور
اصحاب مہدی ؑ کے ساتھ قلت شیخ کا قول واصحابہ
بغیر صحت کے لکھا گیا ہے کیونکہ مَن سے مراد ذات مہدی
ہے نہ کہ اصحاب مہدی ؑ یہ ایسی روایت ہے جو مہدی ؑ
سے بالتواتر ثابت ہے قولہ اللہ تعالیٰ کے قول فسوف
یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه کے متعلق
کہتے ہیں کہ اس سے مراد مہدی موعود ؑ اور اسکے اصحاب
ہیں قلت میں نہیں جانتا کہ یہ وحشت آور عبارت
بعینہ شیخ کی ہے یا کاتب کی تصحیف کیونکہ عبارت
کی تصحیح کسی وجہ سے ممکن نہیں (شیخ کی عبارت یوں ہے
کہ) وفی قوله تعالیٰ فسوف یاتی الله بقوم
یحبهم ویحبونه هم المهدی الموعود واصحابه
صحیح عبارت یہ ہے کہ اسمیں یوں کہا جاتا ہے وقولہ تعالیٰ
نصب سے تا کہ یہ قول معطوف ہوتا قول اول پر جو
یخصون کا مفعول ہے یعنے ویخصون ذلک القول
وهذا القول یا یوں کہا جاتا کہ ویقولون سے
قوله تعالیٰ فسوف یاتی الله الخ هم المهدی
واصحابه اور ذکر مہدی ؑ کا اس قوم کی تفسیر میں ہمارے
اصحاب کے پاس نہیں ہے بلکہ مہدی علیہ السلام سے بالتواتر

سے یا کاتب کی تصحیف ہے ۔ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یا شیخ کے رسالہ کو صاف طور پر لکھنے کے وقت کسی کاتب نے یہ غلطی کی ہے یا خود شیخ نے اپنے مسودہ کو صاف طور پر لکھنے کے وقت یہ غلطی کی ہے اگر ایسا ہے تو شیخ نے دوبارہ مسودہ او دیکھ کر صاف کرنے کے وقت غلطی کی ہے۔

بعد النبیؑ لما نذکرہ انشاء اللہ
تعالیٰ فہا انا الآن اشرع فی
الفرق بین التاویل المباح و
التفسیر المحرم فاقول اما الماول
فما ترجح من المشترک بعض
وجوہہ بغالب الرای ماخوذ
من آل یؤل اذا رجع واولتہ
اذا رجعتہ وصرفتہ لانک لما
تاملت فی موا اللفظ وصرفت
اللفظ الی بعض المعانی خاصۃ
فقد اولتہ الیہ فصار ذلک
عاقبۃ الاحتمال بواسطۃ الرای
قال اللہ تعالیٰ ہل ینظرون الا
تاویلہ ۔ ای عاقبتہ فاما المفسر
فما ظہر المراد من اللفظ ببیان
من قبل المتکلم بحیث لا یبقی
معہ احتمال التاویل والتخصیص
فانہ سمی مفسرا ای مکشوفا
کشفا بلا شبہۃ ہو ماخوذ من
قولہم اسفر الصبح اذا اضاء اضاءۃ
لا شبہۃ فیہ واسفرت المرأۃ
عن وجہہا اذا کشفت النقاب
فیکون ہذا اللفظ مقلوبا من
التفسیر وہذا معنی قول النبیؐ
من فسر القرآن برایہ فلیتبوء

مروی ہے کہ مراد اُس قوم سے جسکے آنیکا وعدہ کیا گیا
ہے مہدیؑ کی قوم ہے نہ کہ غیر اور یہ بات نبیؐ کے بعد مہدیؑ
کی خصوصیات میں سے ہے جس کا ذکر ہم انشاء اللہ تعالیٰ
کریں گے پس اب میں شروع کرتا ہوں فرق کو
درمیان تاویل مباح اور تفسیر محرم کے پس میں کہتا ہوں
ماول مشترک معنوں میں سے وہ معنی ہے جسکو ترجیح ہو غالب
رائے کے ساتھ، ماول کا لفظ آل یؤل سے مشتق ہے
اور آل کا استعمال کسی ایسے شخص کیلئے کیا جاتا ہے جبکہ وہ
واپس ہوجائے اور جب تم کسی چیز کو پلٹا دیتے اور پھیر دیتے
ہو تو اُس وقت کہتے ہو اولتہ یعنے میں نے اسکو
پلٹا دیا اور پھیر دیا کیونکہ جب تم لفظ کے مقام میں غور
کرتے ہو اور اُس کو کسی ایک معنی کی طرف خصوصیت
کیساتھ پھیرتے ہو تو یقیناً تم اس لفظ کو پھیرنیوالے ہوئے
اور یہ بات رای کے ذریعہ سے انجام کار ایک احتمال کا
ہے فرمایا اللہ تعالےٰ نے وہ صرف اُسکی تاویل کو دیکھتے
ہیں یعنی اُسکی عاقبت کو۔ اور مفسر وہی مراد لفظ کی ہے
جو متکلم کے بیان سے ظاہر ہو اسطرح کہ اُس مراد کے بیان
کے بعد تاویل و تخصیص کا کوئی احتمال باقی نہ رہے اُس کو
مفسر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بغیر کسی شبہ کے کھلا ہوا اور
ظاہر ہوتا ہے اور یہ لفظ مفسر عربوں کے قول اسفر الصبح سے
مشتق ہے جب صبح بالکل روشن ہوجاتی ہے اور اسمیں
کوئی شبہ باقی نہیں رہتا تو اس وقت عرب اسفر الصبح
کہتے ہیں اور نیز یہ لفظ اسفرت المرأۃ عن
وجہہا سے مشتق ہے اور یہ اُس وقت کہتے ہیں جبکہ
عورت اپنے چہرہ سے نقاب کو اٹھاتی ہے پس یہ لفظ

مقعده من النار ای قضی بتفسیره
وبتاویله باجتهاده علی انه مراد
الله قطعاً فالفرق بین التاویل
والتفسیر الذی ذکرت مذکور
فی کتب الاصول کالمنار وغیره
فاخواننا لا یفسرون علی هذا
الوجه فلا یدخلون تحت وعید
قوله ع من فسر القرآن برائه
فلیتبوأ مقعده من النار واما
المهدی الموعود فبیانه لیس
من مرتبة الاجتهاد والرای
الذی یحتمل الخطاء والصواب
لان المهدیة فوق الاجتهاد لقوله
فی حقه انه یقفو اثری ولا یخطی
ولقوله علیه السلام یقوم بالدین
فی آخر الزمان کما قمت به فی
اول الزمان وباقی الدلایل سنذکرها
انشاء الله تع ومن المحال ان
یقوم بالدین فی آخر الزمان کما
قام به النبی علیه السلام من
لم یتحققه عن الله والرسول بمشاهدة
روحه اذا التابع للاختلاف
الظنی المفاد من تاویل الآیات
والاحادیث والاخذ ببعضه
دون بعض لا یسمی انه قام بالدین

تفسیر مقلوب ہو تسفیر کا اور یہی معنی قول نبی ع کے ہیں کہ
جو شخص تفسیر کرے قرآن کی اپنی رائے سے تو چاہیئے
کہ ڈھونڈھ لے اپنی جگہ کو دوزخ سے یعنی جو شخص اپنی
اجتہادی تفسیر اور تاویل سے یہ فیصلہ کر دے کہ یہی قطعاً
اللہ کی مراد ہے تو اس کیلئے مذکورہ تہدید ہے بس تاویل
وتفسیر کے درمیان فرق جس کا ذکر ہمنے کیا ہے کتب
اصول مثلاً منار وغیرہ میں مذکور ہے ہمارے بھائی
اس طرح کی تفسیر نہیں کرتے اس لیئے تہدید مذکور یعنے
جس نے تفسیر کی قرآن کی اپنی رائے سے تو چاہیئے کہ
ڈھونڈھ لے اپنی جگہ کو دوزخ سے، میں داخل نہیں
ہوتے اب رہے مہدی موعود تو آپکے بیان کا تعلق
اجتہاد ورائے سے نہیں کہ اس میں خطا اور صواب کا
احتمال ہو کیونکہ مہدیت کا درجہ اجتہاد سے بالاتر ہے
اس دلیل سے کہ نبی ع نے مہدی ع کے حق میں فرمایا
ہے کہ وہ (مہدی ع) میرے نقش قدم پر چلیگا خطا نہیں
کریگا اور اس دلیل سے کہ فرمایا ع نے کہ وہ (مہدی ع)
آخری زمانہ میں دین کو قایم کریگا جیسا کہ میں نے اس کو
اول زمانہ میں قایم کیا ہے۔ اور باقی دلیلیں ہم
انشاء اللہ تعالی عنقریب بیان کرینگے۔ اور یہ امر
محال ہے کہ نبی ع کے موافق کوئی شخص آخری زمانہ میں
دین کو قایم کرے اور اس کو مشاہدۂ روحانی کے
ساتھ اللہ اور اس کے رسول سے تحقیق نہ ہو کیونکہ جو
شخص ایسے ظنی اختلاف کا تابع ہو جو تاویل آیات
واحادیث اور اخذ بعض ودون البعض (بعض کو
لینے بعض کو نہ لینے) سے مستفاد ہوا ہو تو اسکے متعلق

كما قام به النبي ع اذ النبي ع تابع لليقين وهو تابع للظن غير مامون من الوقوع في الخطاء فاين الظن من اليقين - ان الظن لا يغني من الحق شيئا - وانما يكون بيانه بامر الله وتعليمه فان قيل ما معنى امر الله فان امر الله مختص بالانبياء والمهدي ع ليس بنبي لان النبوة اغلق بابها واسبل حجابها يقال لا نسلم ان الامر الالهي لا يكون لغير الانبياء الا ترى ان الخضر لما ودع موسى ع اجاب عما لم يصبر عليه فقال وما فعلته عن امري بل فعلته بامر الله و بعض الروايات يدل على ان الخضر ولي من اولياء الله تعالے فاطلاق لفظ امر الله في حق الولي مفهوم من كتاب الله تع فكيف لا يطلق على المهدي ع الذي وقع في حقه في بعض الاحاديث و جبرئيل مقدمته وميكائيل ساقته فلما ثبت ان ما ثبت عن المهدي ع

جزء ۱۱ رکوع ۹

یہ نہیں کہہ سکتے کہ اُس نے نبیؑ کے مانند دین کو قایم کیا کیونکہ نبیؑ یقین کے تابع ہیں اور وہ شخص ظن کا تابع ہوگا تو خطا میں پڑنے سے محفوظ نہوگا ظن اور یقین میں تو زمین و آسمان کا فرق ہے (چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) ظن حق کا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ اور مہدیؑ کا بیان تو خدا کے حکم اور اس کی تعلیم سے ہوتا ہے پس اگر کہا جائے کہ اس موقع پر خدا کے حکم کے کیا معنی ہیں کیونکہ خدا کا حکم تو انبیاء سے مختص ہے اور مہدیؑ نبی نہیں ہیں کیونکہ نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اور اس کا پردہ چھوڑ دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نہیں تسلیم کرتے کہ خدا کا حکم انبیاء کے سوا دوسروں کو نہیں ہوتا کیا تم نہیں دیکھتے کہ خضرؑ نے جب موسیٰؑ کو رخصت فرمایا تو جن باتوں میں موسیٰؑ نے صبر نہیں کیا تھا اُس کا جواب دیا اور کہا وما فعلته عن امري بل فعلته بامر الله (میں نے یہ اپنے حکم سے نہیں کیا بلکہ خدا کے حکم سے کیا ہے) اور بعض روایتیں دلالت کرتی ہیں کہ خضر اولیاء اللہ میں سے ایک ولی ہیں پس لفظ امر اللہ کا اطلاق ولی کے حق میں کتاب اللہ سے مفہوم ہو رہا ہے تو پھر مہدیؑ پر کیوں نہ اطلاق ہوگا کہ مہدی ع کے حق میں بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ وجبرئيل مقدمته وميكائيل ساقته (اور جبرئیلؑ مہدیؑ کے سامنے اور میکائیلؑ آپ کے

سہ تفسیر قادری میں لکھا ہے کہ وما فعلته عن امري - اور نہیں کیا میں نے جو کچھ تو نے دیکھا اپنی طرف سے بلکہ خدا کے حکم سے میں نے کیا ہے (ملاحظہ ہو تفسیر قادری ترجمۂ اردو تفسیر حسینی پارہ دوم صفحہ ۱۴ مطبوعہ مطبع نولکشور)

بعد تحقق کونه مهدیا حجة لازمة
وجب قبوله علی الکافة وترک
معارضته باقوال المجتهدین و
غیرهم لانا لو قدرنا اجتماع المهدیؑ
والائمة الاربعة المجتهدین
رحمة الله علیهم اجمعین فلا یخلوا
اما ان یکون المهدیؑ تابعا
لهم او متبوعا لهم اما الاول فغیر
مسلم لان المهدیؑ محفوظ عن
الخطاء قطعا منصوص بالخلافة
عن الله وعن الرسول علیه
السلام مبعوث للدعوة مفترض
الطاعة والمجتهد لیس کذلک
فتعین الثانی واذا تحقق لنا
المهدیؑ بالحجج التی تحقق بها کون
الانبیاء انبیاء فدلیلنا قوله فقط
وافقه اقوال العلماء اولا لانه
هو الحجة ولا یحتج علیها ولا یحتاج
الی الحجة کما ذکر ابوشکور السالمی
فی تمهیده لانهم حجج الله علی العباد
والحجة لا یحتج علیها ولا تحتاج الی
الحجة الی هنا کلامه ثم اعلم
ایها المنصف ان تخصیص المهدیؑ
بالآیتین فی حقه وحق قومه
لیس خارجا من القاعدة العربیة

پیچھے پیچھے رہینگے) پس حاصل یہ کہ مہدیؑ سے جو
بات آپکے مہدیؑ ہونیکے تحقیق کے بعد ثابت ہوجائے
تو وہ بات حجت لازمہ ہوتی ہے اور کافۃ الناس پر
اُس بات کا قبول کرنا اور مجتہدین وغیرہ کے اقوال
سے اُس بات کا معارضہ (مخالفت) ترک کرنا سب پر
واجب ہوجاتا ہے کیونکہ اگر ہم مہدیؑ اور ائمہ مجتہدین رح
کا اجتماع فرض کریں تو دو حال سے خالی نہیں یا
مہدیؑ اونکا تابع ہوگا یا اون کا متبوع ہوگا تابع ہونا
تو غیر مسلم ہے کیونکہ مہدی علیہ السلام قطعاً منصوص
بخلافت الٰہی وخلافت رسولؑ ودعوت الی
اللہ پر مبعوث اور مفترض الطاعت ہونے کی
وجہ سے محفوظ عن الخطا ہے اور مجتہد ایسا نہیں ہے
پس مہدیؑ کا متبوع ہونا متعین ہوگیا اور جب ہمارے
لئے مہدیؑ اون دلیلوں سے ثابت ہوچکا ہے جن
دلیلوں سے انبیا ثابت ہوتے ہیں تو ہماری دلیل
فقط مہدیؑ کا قول ہوگا علماء کے اقوال اس
کے موافق ہوں یا نہوں کیونکہ مہدیؑ کی ذات
ہی حجت ہے اس کے خلاف میں کوئی احتجاج نہیں
کیا جاتا اور نہ وہ خود کسی حجت کا محتاج ہے چنانچہ
ذکر کیا ہے ابوشکور سالمیؒ نے اپنی تمہید میں کیونکہ
وہ (انبیاءؑ) اللہ کی حجتیں ہیں بندوں پر اور حجت
پر کوئی حجت نہیں لائی جاتی اور نہ وہ کسی حجت
کی محتاج ہوتی ہے یہاں تک ہے ان کا کلام۔ پھر جان
اے منصف کہ مہدیؑ کی تخصیص دو آیتوں سے
جو آپ کے اور آپ کی قوم کے حق میں ہیں (آیتہ

اذ العام قد يخصص وفي البزدوي
ومن يحتمل الخصوص والعموم وفي
المتوسط شرح الكافية المعروف
في ديارنا بالوافية وهما اعني من
وما يستعملان للمفرد والمثنى و
المجموع والمذكر والمونث انتهى
غاية ما في الباب انه لا بد
للتخصيص من قرينة دالة عليه
كما في قوله تعالى افمن يخلق كمن لا
يخلق فالمراد بمن يخلق هو الحق
وحده اذ التخليق من غيره غير
ممكن فالقرينة في تخصيص مَن في
قوله انا ومن اتبعني عطفه على
المستكن في ادعو والمعنى ادعو
الى الله على بصيرة انا ويدعو ايضا
من اتبعني الى الله على بصيرة فهذا
العطف يقتضي ان يكون الدعوة
على التابع والمتبوع بمرتبة واحدة
والا لزم التفرقة بين الدعوتين
والمناسبة في عطف الجملة مرعي
من محسنات الوصل ومن المعلوم

معترض کا اعتراض ہے) وہ قاعدۂ عربیہ سے خارج نہیں ہے
کیونکہ عام کبھی خاص کر لیا جاتا ہے اور بزدوی میں
مذکور ہے کہ لفظ مَنْ خصوص و عموم دونو کا احتمال رکھتا
ہے اور کافیہ کی شرح متوسط میں جو ہماری شہروں میں
وافیہ کے نام سے مشہور ہے لکھا ہے کہ مَنْ و مَا مفرد
تثنیہ جمع مذکر اور مونث کیلئے استعمال کئے جاتے
ہیں انتہی خلاصہ یہ کہ تخصیص کے لئے کسی قرینہ کی ضرورت
ہوتی ہے جو اس پر دلالت کرنیوالا ہو جیسا کہ اللہ تعالے
کے قول افمن یخلق کمن لا یخلق (تو بھلا جو پیدا
کرتا ہے کیا وہ اس کے برابر ہے جو پیدا نہیں کرسکتا) میں مَنْ (جزء ۱۴ رکوع ۸)
یخلق سے مراد حق وحدہ ہے کیونکہ تخلیق اس کے بغیر
ناممکن ہے پس اللہ کے قول انا ومن اتبعنی میں
مَنْ کی تخصیص کا قرینہ اُس ضمیر پر اس کا معطوف
ہونا ہے جو ادعو میں ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ
میں بلاتا ہوں اللہ کی طرف بصیرت پر) اور وہ بھی
جو میری پیروی کریگا بلائیگا اللہ کی طرف بصیرت
پر پس یہ عطف اسبات کو چاہتا ہے کہ تابع و
متبوع کی دعوت ایک ہی مرتبہ میں ہو ورنہ ہر
دو دعوتوں کے درمیان تفرقہ لازم آئیگا اور جملہ کے
عطف میں مناسبت مرعی رکھی گئی ہے۔ جو محسنات
وصل میں سے ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ دعوت

سه قرآن سے تابع و متبوع یعنے محمد و مہدی علیہما السلام کا ایک ہونا ثابت ہے۔ حضرت بندگیمیاں شاہ
برہان رح نے تحریر فرمایا ہے کہ

فاعلم ایها المصدق ان مقام ولایت نبوت | پس جان اے مصدق کہ مقام ولایت اور نبوت دونو

باقی حاشیہ صفحہ ۶۱ پر

ان الدعوة كانت فرضا على
النبي عليه السلام وكذلك ينبغي
ان يكون ايضا فرضا على التابع
فالتابع المفروض عليه الدعوة

نبیؑ پر فرض تھی اسی طرح تابع پر بھی فرض
ہونا چاہیئے پس وہ تابع امت پر جس
کی دعوت فرض ہے جیسا کہ نبیؑ پر فرض
تھی تو وہ مہدیؑ کے سوائے دوسری ذات نہیں

(بقیہ سلسلہ حاشیہ صفحہ نمبر ٦٠)

ہر دو صفت حضرت محمد صلعم است ولایت باطن آنحضرت
و نبوت ظاہر او کما قال امیر میاں السید خوندمیرؓ
ان النبوة هي ظاهر النبي والولاية هي
باطنه فقط فاعلم ايها المصدق فختم الله
النبوة على خاتم النبي ويختم الولاية
على خاتم الولي وهما واحد بحكم الدلائل
القطعية في الشريعة والطريقة والحقيقة
ولهذا يقال للمهدي ختم الولايةؑ نظير
النبي صلعم والتابع التام كما قال البدر
المنير مياں السيد خوندمير في بعض
الآيات قال النبي صلعم لكل نبي نظير
في امته اي مثله ولا يكون مثلا الا من
كان له درجة عند الله مثل درجة
النبيؑ فاذا حصل له درجة النبي
لابد ان يكون خليفة في زمانه و
لخاتم النبيؑ يكون نظيرا في امته
وهو المهدي الموعودؑ انتهى كلامه
(از شواہد الولایت باب ...)

حضرت محمد صلعم کی صفتیں ہیں ولایت آنحضرتؐ کی باطنی صفت
ہے اور نبوت آپ کی ظاہری صفت ہے جیسا کہ فرمایا امیر
میاں سید خوندمیر رضؓ نے کہ نبوت نبی کی ظاہر ہے اور ولایت
نبی کی باطن ہے۔ پس جان اے مصدق کہ اللہ تعالیٰ
نے نبوت کو خاتم النبی پر ختم کیا اور ولایت کو خاتم الولی
پر ختم کرتا ہے اور محمد و مہدی علیہما السلام دونوں دلائل
قطعیہ سے شریعت طریقت اور حقیقت میں مساوی ہیں
اور اسی لیئے مہدیؑ کو ختم ولایت نظیر نبیؐ اور تابع تام
کہتے ہیں جیسا کہ فرمایا میاں سید خوندمیر رضؓ نے بعض الآیات
میں کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ ہر نبی کی امت میں اس کا ایک مثل
ہوتا ہے اور مثل وہی ہو سکتا ہے جس کا درجہ اللہ کے پاس اس
نبی کے درجہ کے مثل ہو۔ پس جب اس کو درجۂ نبی حاصل
ہو تو اس کا اپنے زمانہ میں خلیفۃ اللہ ہونا بھی ضروری ہوا
اور خاتم نبی کے لیئے بھی اسکی امت میں اس کا مثل
ہوگا اور وہ مہدی موعودؑ ہے۔ تمام ہوا کلام شاہ
خوندمیرؓ کا۔

فی الامۃ کما کانت علی النبی ؑ
لیس غیر المہدی ؑ لانہ مبعوث
لذلک کقولہ علیہ السلام کیف
تھلک امتی انا فی اولہا وعیسیٰ
فی اٰخرہا والمہدی من اہل
بیتی فی وسطہا فکما ان النبی
وعیسیٰ علیہما السلام داعیان
الی اللہ کذلک المہدی ؑ داع
الی اللہ ولان قولہ تعالیٰ من
اتبعنی مطلق فینصرف الی الفرد
الکامل فی الاتباع والفرد الکامل
فیہ ھو المہدی ؑ لانہ خاتم
ولایۃ نبینا ؑ وھذا الذی
ذکرت ممکن محتمل واما الدلیل
القاطع فی ھذا الباب فلیس
الا قولہ الواجب علینا قبولہ
بالدلائل التی وجبت بہا قبول
قول الانبیاء من الاخلاق و
اللہ ملہم الصواب وایضا تخصیص
المہدی ؑ القوم فی قولہ تعالیٰ فسوف
یاتی اللہ بقوم لیس بعیدا عن
النقل والعقل کما نذکرہ قال
الامام البغوی فی تفسیرہ معالم
التنزیل تحت قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین
اٰمنوا علیکم انفسکم ۔ ان من
(جزو ۷ رکوع ۴)

ہو سکتی کیونکہ مہدی ؑ اسی کام کے لئے مبعوث ہی
چنانچہ نبی ؑ کا ارشاد ہے کہ کیونکر ہلاک ہوگی میری
امت میں اُسکے اول میں ہوں اور عیسیٰ اس کے آخر
میں ہے اور مہدی میری اہل بیت سے اُسکے
وسط میں (بیچ میں) ہی۔ پس جیسا کہ نبی اور عیسیٰ علیہما
السلام داعی الی اللہ ہیں اسی طرح مہدی ؑ بھی داعی
الی اللہ ہیں اور اس لئے بھی کہ قول اللہ تعالے
کا من اتبعنی مطلق ہے اور مطلق اتباع میں
فرد کامل کی طرف پھریگا اور اس خصوص میں فرد
کامل مہدی ؑ ہی ہیں کیونکہ مہدی ؑ ہمارے نبی ؑ کی
ولایت کے خاتم ہیں اور یہ جس کا میں نے
ذکر کیا ہے ممکن اور محتمل ہے رہی اس باب
میں دلیل قاطع پس نہیں ہے مگر قول مہدی ؑ
کا جس کا قبول کرنا ہم پر واجب ہے اُن دلیلوں
سے جن پر سے انبیاء ؑ کے قول کا قبول کرنا واجب
ہوتا ہے یعنے اخلاق اور اللہ بہتری کا الہام دینے
والا ہے۔ اور نیز اللہ تعالے کے قول فسوف
یاتی اللہ بقوم میں جو لفظ قوم ہے اس
کو مہدی ؑ کا اپنی قوم سے خاص کرنا نقل
وعقل سے بعید نہیں۔ چنانچہ ہم اس کا
ذکر کریں گے۔ امام بغوی نے اپنی تفسیر
معالم التنزیل میں اللہ کے قول یا ایہا الذین
اٰمنوا علیکم انفسکم (مومنو! تم اپنی فکر
کرو) کے تحت لکھا ہے کہ بعض آیتیں ایسی
ہیں جن کی تاویل ان کے نازل ہونے سے پہلے

الآیات آیات وقع تاویلھن قبل ان ینزل ومنھا ما وقع تاویلھن فی عھد النبی ؐ ومنھا ما یقع تاویلھن بعد النبیؐ بیسیر و منھا ما یقع تاویلھن فی آخر الزمان الی ھنا کلامہ قلت تاویل ھذہ الآیۃ وقع عند خروج المھدیؑ فان قیل قد ذکر المفسرون فی تفسیر ھذا القوم ان المراد منہ الانصار وابوبکر وقومہ او سلمان الفارسی وقومہ یقال لیس کذلک لان اللہ تعالی یقول فسوف یأتی اللہ بقوم وھم کانوا فی زمان النبیؐ وفی سوف زیادۃ التسویف فکیف یمکن ان یکون المراد منہ ھؤلاء اید ھذا المعنی ما قال الحسن البصری علم اللہ ان قوما یرجعون عن الاسلام بعد موت النبیؐ فاخبر انہ سیاتی بقوم یحبھم ویحبونہ کذا فی معالم التنزیل تحت ھذہ الآیۃ نعلم منہ ان اتیان القوم منتظر بعد موت النبیؐ ولیس المراد منہ الانصار او ابابکرؓ وقومہ او سلمان او قومہ کما ذکر بعض

واقع ہو چکی اور بعض آیتیں ایسی ہیں کہ جن کی تاویل عہد نبیؐ میں واقع ہو چکی اور بعض آیتیں ایسی ہیں کہ جنکی تاویل نبیؐ کے کچھ عرصہ کے بعد واقع ہوئی اور بعض ایسی ہیں کہ جن کی تاویل آخری زمانہ میں واقع ہوگی یہاں تک ہی اُس کا کلام۔ اب میں کہتا ہوں کہ اس آیت کی تاویل خروج مہدی کے وقت واقع ہوئی پس اگر کہا جائے کہ مفسرین نے اس قوم کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اُس سے مراد انصار ابوبکر اور اُن کی قوم یا سلمان فارسی اور ان کی قوم ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ فسوف یاتی اللہ بقوم اور انصار و ابوبکر اور ان کی قوم یا سلمان فارسی اور ان کی قوم تو خود نبیؐ کے زمانہ میں تھے اور سوف میں تسویف کی زیادتی (زمانہ آئندہ کی بہت دوری) ہوتی ہے پس کس طرح ممکن ہوگا کہ اس سے مراد یہ لوگ ہوں اس معنی کی تائید حسن بصری کے قول سے بھی ہوتی ہے فرمایا کہ اللہ نے معلوم کر لیا کہ ایک قوم نبیؐ کی وفات کے بعد اسلام سے پلٹ جائیگی پس اللہ نے خبر دی کہ اللہ ایک قوم کو لائیگا وہ قوم اللہ کو دوست رکھے گی اور اللہ اُس قوم کو دوست رکھیگا اور معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت اسی طرح ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ قوم منتظر کا آنا نبیؐ کی وفات کے بعد ہوگا اور اس سے مراد انصار یا ابوبکر اور اُن کی قوم یا سلمان اور اُن کی قوم نہیں جیسا کہ ذکر کیا ہے بعض

المفسرین و یؤیدہٗ ایضا ماقال
القاضی شہاب الدین فی
تفسیرہ المسمٰی ببحر المواج روایت
کردہ اند کہ بعد از ارتداد ہای مذکورہ دو ہزار آدمی
نخعی و سہ ہزار کندی و سہ ہزار مردمان متفرق
باز در دین اسلام در آمدند و مومنان مخلص
شدند فسوف یاتی اللہ بقوم تا آخر
عبارت از ایشاں بود و در شانِ ایشاں وارد
باشد و بعضی گویند کہ پیغامبر علیہ السلام را پرسیدند
کہ ایشاں کیانند پیغمبرؑ فرمودند کہ ایشاں
انصاریان اند و بعضی گویند کہ اشارت
بسوی سلمان فارسی کردند و قوم او را در معرض
ایں دولت آوردند بعد ازاں فرمود لو کان
الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجال
من ابناء فارس و بعضی ایں آیۃ در
شان ابوبکر صدیقؓ داشتہ اند کہ با لشکر
عظیم در قتال مرتداں متوجہ گشت و با ایشاں
باہتمام بقتال پیوست باز داشت باز
دارندہ نپسندید و از ملامت کنندہ نترسید
با ایشاں بصلح موادعت نجست و قال و
اللہ لو منعونی عقالا لقاتلتہم
گشت و در جہاد مرتداں شتافت بمشیت
اللہ و عونہ ظفر یافت بعضے کشتہ گشتند و

مفسروں نے اور اسکی تائید قاضی شہاب الدین کے
قول سے ہوتی ہے جو اپنی تفسیر بحر مواج میں کہا ہے
کہ روایت کئے ہیں کہ مذکورہ ارتداد کے بعد نخعی قبیلہ
کے دو ہزار آدمی اور کندی قبیلہ کے تین ہزار
آدمی اور متفرق تین ہزار پھر دین اسلام میں
آئے اور مومن مخلص ہوگئے فسوف یاتی
اللہ بقوم الخ مراد ان ہی سے ہے اور ان ہی کی
شان میں وارد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ پیغمبرؑ سے
پوچھا گیا کہ یہ کون لوگ ہیں تو پیغمبرؑ نے فرمایا کہ یہ
انصار ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے سلمان
فارسی کی طرف اشارہ کیا اور اونکی قوم کو اس دولت
کا شرف عطا کیا اس کے بعد فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر
بھی لٹکا ہوا ہو تو اہل فارس کے مرد اُس کو پالینگے
اور بعضوں نے اس آیت کو ابوبکر صدیقؓ کی
شان میں رکھا ہے کہ لشکر عظیم کے ساتھ مرتدوں[٥]
(زکوٰۃ دینے سے پھرے ہوؤں) کے قتال میں متوجہ
ہوئے اور ان کے ساتھ قتال کا اہتمام کیا روکنا ٹوکنا
پسند نہیں کیا اور ملامت کرنیوالوں کا خوف نہیں کیا
اور ان کے ساتھ صلح مصالحت نہ کی اور فرمایا خدا
کی قسم اگر وہ (قتال سے روکنے والے) مجھے بیڑیاں
پہنا کر بھی روکینگے تو میں اُن سے ضرور قتال کروں گا
اور مرتدوں کے جہاد کے لئے دوڑے اور اللہ کی
مشیت اور اس کی مدد سے فتح پائے اُن مرتدوں

٥ اطراف مدینہ کے دیہات کے مسلمانوں نے یہ خبر سنکر کہ رسول کریمؐ انتقال فرماگئے زکوٰۃ اور عشر دینے سے انکار کیا
(باقی حاشیہ صفحہ ۹۵ پر)

بعضی مسلمان شدند ولیکن آیۃ مذکور متضمن وعدہ آوردن قوم مسطور در زمان مستقبل است و در ود آیۃ در شان ابوبکر و انصار و سلمان رضی اللہ عنہم کہ در وقت ورود حاضر بودند مشکل است مگر آنکہ مراد از فسوف یاتی اللہ بقوم آوردن در استقبال بود و اگر آوردن و پدید کردن در استقبال نباشد اشکال وارد آید الی ھنا کلامہ ذکر فی النیسابوری لعل المراد منہ قوم المھدی ع فاعلم ایھا العاقل ان المعنی الصحیح ما ذکرہ المھدی ع وقد اخبر اللہ عن ھذا القوم فی مواضع جمۃ من کتابہ منھا قولہ تعالیٰ و آخرین منھم لما یلحقوا بھم ومنھا

بعض ہی بعض مارے گئے اور بعض مسلمان ہو گئے لیکن آیت مذکورہ جسمیں قوم مذکور کو لانیکا وعدہ کیا گیا ہی اُس کا تعلق زمانہ مستقبل سے ہے اس آیت کا تعلق ابوبکر انصار اور سلمان رضؓ سے جو اس آیت کے نزول کے وقت میں حاضر تھے مشکل ہی مگر یہ کہ فسوف یاتی اللہ بقوم سے مراد زمانہ مستقبل میں کسی قوم کا لانا ہی اور اگر زمانہ مستقبل میں لانا اور پیدا کرنا مراد نہ ہو تو اشکال وارد ہوتا ہی یہاں تک ہی بحر مواج کا کلام تفسیر نیساپوری میں تو یہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ لعل المراد منہ قوم المھدی (شاید کہ اس سے مراد مہدیؑ کی قوم ہی) پس جان ای عاقل کہ آیت کے صحیح معنی وہی ہیں جو مہدیؑ نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اس قوم مہدیؑ کی خبر اپنی کتاب کے متعدد مقامات میں دی ہے منجملہ اُن آیات کے اللہ تعالیٰ کا قول و آخرین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴ ۔ اور اکثر احکام شرع سے پھر گئے اور رسول کریمؐ نے مرض موت میں سرحد شام پر اُسامہ بن زید کی ماتحتی میں ایک فوج روانہ فرمائی تھی جو مدینہ سے دس کوس کے فاصلہ پر اس وجہ سے رک گئی تھی کہ حضور کی حالت دگرگوں ہوتی جا رہی تھی جب حضور فوت ہو گئے تو اطراف مدینہ کے لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ابوبکر رضؓ نے حکم دیا کہ ان پر فوراً چڑھائی کی جائے حضرت عمر رضؓ اور تمام صحابہ رضؓ نے آپ کی مخالفت کی کہ وہ مسلمان ہیں صرف زکوٰۃ کی وجہ سے کیونکر قتل کیئے جا سکتے ہیں ابوبکر رضؓ نے فرمایا اگر تم میرا ساتھ نہ دوگے تو مرتے دم تک ان سے اکیلا لڑتا رہوں گا۔ اور اگر تم میرے ہاتھ پاؤں باندھ دو تو بھی میں نہ رکوں گا عمر رضؓ نے فرمایا آپ کس دلیل سے ان سے لڑ سکتے ہیں باوجودیکہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ مجھے یہ حکم ہے کہ اس وقت تک لوگوں سے لڑوں جب تک وہ خدا کو ایک اور مجھکو رسول تسلیم نہ کرلیں اگر کسی نے ایسا کیا تو اُس نے اپنے مال اور خون کو مجھ سے بچا لیا مگر کسی حق سے پس ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ضرور اُس شخص سے لڑوں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اور رسول کریمؐ نے فرمایا ہے مگر کسی حق کے دبانے سے ان کا مال و خون محفوظ نہ رہے گا۔ عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ ابوبکر رضؓ کے دل کو خدا نے لڑائی کی طرف ہدایت دی ہے اور یہ بات ضرور حق ہے الخ (از معجز نما متوسط قران شریف مطبوعہ لطیفی پریس دہلی)

قوله تع ثلة من الاولين وقليل
من الاخرين وايده ما قال الامام
البغوي في معالم التنزيل تحت
هذه الاية ذهب جماعة الى
ان الثلتين جميعا من هذه
الامة وهو قول ابي العالية و
مجاهد وعطاء بن ابي رباح و
الضحاك قالوا ثلة من الاولين
من سابقي هذه الامة وقليل من
الاخرين من هذه الامة في
اخر الزمان وعن ابن عباس
في هذه الاية ثلة من الاولين
وثلة من الاخرين قال رسول
الله صلعم هما جميعا من امتي فالقوم
الموعود اتيانه هو هذه الثلة فان
قيل من اين يفهم ان المراد
من القوم الموعود ومن القليل و
ثلة من الاخرين قوم المهدي ع
فليكن في امته عليه السلام قوم
منتظر اتيانه فما وجه تخصيصه
يقال بارك الله عليك انصف
ولا تعسف انا اذا قررنا اتيان
القوم بعد النبي عليه السلام
فاي قوم يراد اتيانه بكتاب الله
والمهدي ع وقومه مخصوصون

منهم لما يلحقوا بهم ہے (اور بھیجا آخرین میں
انھیں میں سے جو نہیں ملے امیین سے۔ اسمیں آخرین سے
قوم مہدی ع مراد ہے) اور منجملہ اُن کے اللہ تعالیٰ کا
قول ثلة من الاولين وقليل من الاخرين
ہے (امت کے پہلوئیں سے بہت اور پچھلوئیں سے
تھوڑے) اور اس معنی کی تائید کرتا ہے امام بغوی کا
وہ قول جو معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت
ہے (وہ قول یہ ہے کہ) عالموں کی ایک جماعت اس
طرف گئی ہے کہ ہر دو گروہ جو آیت میں مذکور ہیں
تمام اس امت سے ہیں اور یہ قول ابو العالیہ مجاہد
عطا بن ابی رباح اور ضحاک کا ہے انہوں نے
کہا کہ ثلة من الاولين سے مراد اس امت
کے اولیا ہیں اور قليل من الاخرين سے
مراد اس امت کے وہ لوگ ہیں جو آخری زمانہ میں
پیدا ہونگے (گروہ مہدی ع ہے) اور اس آیت یعنے
ثلة من الاولين وثلة من الاخرين
کی تفسیر میں ابن عباس رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ یہ دونوں گروہ میری امت سے ہیں پس وہ گروہ
جسکے آنیکا وعدہ کیا گیا ہے وہ یہی گروہ مہدی ع ہے پس
اگر کہا جائے کہ یہ بات کہاں سے سمجھی جاتی ہے کہ قوم
موعود جو فسوف یاتی اللہ بقوم اور قوم قلیل جو
ثلة من الاخرين میں مذکور ہے اس سے مراد قوم
مہدی ع ہے پس چاہیے کہ نبی ع کی امت میں کوئی اور
قوم ہو جسکے آنیکا انتظار رہتا یا گیا ہے حضرت امام مہدی موعود
کی قوم سے تخصیص کرنیکی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے

تخصيصات لا توجد في غيرهم والمرجح لتعينهم تخصيصاتهم فاى ترجيح لنا في العدول من قومه المخصوصين بكرامات الى غيرهم فان قيل يمكن ان يراد من كل ما ذكره قوم عيسىٰ عليه السلام فمن اين لنا العدول عن قومه الىٰ قوم المهدیؑ يقال يمكن عقلا ولكن ياباه النقل لان النبي عليه السلام اخبران هٰذا القوم يكون قبل عيسى عليه السلام حيث قال ليدركن المسيح اقواما من هٰذه الامة هم مثلكم او خير منكم ذكره ابن برهان في كتاب الارشاد له باسناده عن علي بن سعيد بن مرزوق الكندي الىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا اورده الامام القرطبي في التذكرة وايضا وقع في حديث مذكور في الصحاح مروي عن انس بن سمعان في قصة الدجال ثم ياتي عيسىٰ بن مريم قوم قد عصمهم الله من فتنة الدجال فيمسح عن وجوههم ويحدثهم بدرجاتهم الحديث فان قيل

کہ خدا تجھے برکت عطا کرے۔ انصاف کر اور کجی مت اختیار کر جب ہمنے نبیؑ کے بعد ایک قوم کے آنیکو قرار دیا ہے تو اب دیکھنا چاہیئے کہ قوم مہدیؑ کے سوائے وہ کونسی قوم ہے جس کا آنا کتاب اللہ سے بتایا گیا ہے اور ہمارے مہدی موعودؑ اور آپ کی قوم میں کچھہ ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو اُنکے غیر میں نہیں پائی جاتیں تعین کے لئے مرجح کرنے والی چیز اُن کی خصوصیات ہیں ایسی مخصوص بالکرامت قوم سے عدول کر کے کوئی دوسری قوم مراد لینے کیلئے کونسی ترجیح ہے پس اگر کہا جائے کہ ممکن ہے کہ اس قوم مذکورہ سے مراد عیسیٰ ع کی قوم ہو پس ہمکو عیسیٰؑ کی قوم سے عدول کر کے مہدیؑ کی قوم مراد لینے کی کیا وجہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمہاری بات عقلاً تو صحیح پڑسکتی ہے لیکن نقل اُس سے انکار کرتی ہے کیونکہ نبیؐ نے خبر دی ہے کہ مہدیؑ کی قوم عیسیٰؑ سے پہلے ہوگی کیونکہ آپؐ نے فرمایا کہ مسیح ؑ اس امت کی اقوام سے ملینگے جو تمہاری جیسی ہونگی یا تم سے بہتر ہونگی دین کی استواری میں ذکر کیا ہے اس کو ابن برجان رح نے اپنی کتاب ارشاد میں اپنی اسناد سے روایت ہے علی ابن سعید ابن مرزوق کندی کی رسول اللہ صلعم تک اور اسی طرح لایا ہے اس کو امام قرطبی نے تذکرہ میں اور نیز واقع ہوا ہے حدیث میں جو صحاح میں مذکور ہے مروی ہے انس بن سمعان سے قصہ میں دجال کے پھر آئینگے عیسیٰ ابن مریم کے پاس ایک قوم کہ بچالیا ہوگا اللہ اس کو دجال کے فتنہ سے پس وہ اُنکے چہروں کو پونچھینگے (اپنا ہاتھ اُنکے چہرہ پر پھیرینگے) اور اُن کو اُن کے درجوں کے موافق بات کرینگے الی آخر الحدیث

من اين يفهم ان المراد من
القوم الذي يجي عيسى عليه السلام
فيمسح عن وجوههم ويحدثهم بدرجاتهم
ومن القوم الذي يجدهم عيسى
على اقدام الصحابة قوم المهدي؟
بل يمكن ان يكون غيره قلت
ليس الامر كما زعم لان النبي
عليه السلام قال كيف تهلك امة
انا في اولها وعيسى في آخرها و
المهدي من اهل بيتي في
وسطها وزاده رزين وبينهما
فيج اعوج ليسوا مني ولا انا
منهم فالحديث بمنطوقه دال
على ان بعث المهدي يكون
قبل بعث عيسى فلا يخلو اما ان
يكون القوم المعصوم من فتنة
الدجال ممن صدق المهدي
او كذبه والثاني غير ممكن فتعين
الاول فان قيل قد ذكر في موضع
قوم وفي موضع آخر اقوام فكيف
التوفيق بين الجمع والمفرد يقال
هو قوم واحد في الحقيقة ولكن
باعتبار تعدد القبائل والمواضع
يقال له اقوام قوله مع انه لم
يقل احد ان في القرآن ذكر

پس اگر کہا جائے کہ کہاں سے سمجھا جاتا ہے کہ اُس قوم سے
مراد جو عیسےٰؑ کے پاس آئیگی اور عیسیٰؑ اُن کے چہروں
پر ہاتھ پھیریں گے اور اُن کے درجوں کے موافق اُن
سے بات کریں گے اور اُس قوم سے مراد جس کو عیسےٰؑ
اصحاب رسولؐ کے قدم بقدم پائیں گے قوم مہدیؑ ہے
بلکہ ممکن ہے کہ وہ اس کے سوائے ہو تو اس کا جواب
یہ ہے کہ واقعہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ سائل نے زعم کیا ہے
کیونکہ نبیؐ نے فرمایا کہ کیسے ہلاک ہوگی وہ امت جسکے اول
حصہ میں میں ہوں اور اُس کے آخر حصہ میں عیسیٰؑ ہیں
اور مہدیؑ میری اہل بیت سے اس کے درمیانی حصہ میں ہے
اور رزینؒ نے اپنی روایت میں اس حدیث میں یہ الفاظ
بھی زیادہ کئے ہیں وبینھما فیج اعوج لیسوا منی
ولا انا منھم اور ان دونوں (مہدیؑ اور عیسیٰؑ) کے
درمیان زمانہ دراز ہوگا اور اس زمانہ میں ایک ٹیڑھی گروہ
ہوگی نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں اُن سے ہوں ۔ پس
حدیث اپنے مضمون کے ساتھ اس بات پر دلالت
کرنے والی ہے کہ مہدیؑ کی بعثت عیسیٰؑ کی بعثت سے
پہلے ہوگی اب دو حال سے خالی نہیں کہ وہ قوم جو فتنہ دجال
سے محفوظ ہے یا اُن لوگوں میں سے ہوگی جنہوں نے
مہدیؑ کی تصدیق کی یا اُن لوگوں میں سے ہوگی جنہوں
نے مہدیؑ کی تکذیب کی صورت ثانی غیر ممکن ہے
اس لئے صورت اول متعین ہوگی پس اگر کہا جائے کہ
ایک مقام میں لفظ قوم ذکر کیا گیا ہے اور دوسرے مقام
میں لفظ اقوام ذکر کیا گیا ہے پس جمع اور مفرد کے درمیان
موافقت کسطرح ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقت

المہدیؑ صریحا او اشارة قلت
ان کان مراده ان ثبوت وجود
المہدیؑ بکتاب الله لم یکن
فیما مضی اذ لم یرد واحد عن النبی
علیه السلام فی آیة من آیات
کتاب الله انها فی حق المہدیؑ
فصحیح لکن احتمال البیان باق
لا یندفع بعدمه فیما مضی اذ لم
یصادف السماع عن رسول الله
صلی الله علیه وسلم فی بعض
الآیات ومع ذلک استخرج العلماء
منها احکاما واثبتوها کما ذکر فی
اصول الفقه خرج رسول الله صلعم
من الدنیا ولم یبین لنا ابواب
الربو فاحتمال البیان فیما لم
یبین باق لا یندفع بعدمه
فیما مضی اذ تاخیر البیان الی
وقت الحاجة جائز صرح علیه
النووی فی شرح المسلم فی قتل
اسامة من قال لا اله الا الله حالة
الغارة وهو ما کونه صلی الله علیه
وسلم ثم یوجب علی اسامة
قصاصا ولا کفارة ولا دیة فقد
یستدل به لاسقاط الجمیع و
لکن الکفارة واجبة والقصاص

ہیں وہ قوم واحد ہے لیکن مقامات اور قبیلوں کے تعدد
کے اعتبار سے اس کو اقوام کہا جاتا ہے قولہ باوجود
اس کے کسی نے نہ کہا کہ مہدیؑ کا ذکر صریحاً یا اشارۃً
قرآن میں ہے قلت اگر شیخ کی مراد یہ ہے کہ وجود مہدیؑ کا
ثبوت اللہ کی کتاب سے گزشتہ علماء نے نہیں دیا کیونکہ
نہیں روایت کی کسی نے نبیؑ سے کتاب اللہ کی آیتوں
میں سے کسی آیت کے بارے میں کہ وہ مہدیؑ کے
حق میں ہے صحیح ہے لیکن بیان کا احتمال تو باقی ہے کہ
وہ گزشتہ علماء کے بیان نہ کرنے سے مندفع نہیں
ہوسکتا کیونکہ رسول اللہ صلعم سے بعض آیتوں میں سماع
نہیں پائی گئی اور باوجود اس کے علماء نے اُن آیتوں
سے احکام کا استخراج کیا ہے اور آیتوں ہی سے اُن
احکام کا اثبات کیا ہے چنانچہ اصول فقہ کی کتابوں میں
مذکور ہے کہ رسول اللہ صلعم دنیا سے تشریف لیگئے اور
ہمارے لئے ربا کے ابواب کو کھلم کھلا نہیں بیان فرمایا
پس جن چیزوں میں بیان نہیں فرمایا انمیں بیان کا
احتمال باقی ہے گزشتہ علماء کے بیان نہ کرنے سے
مندفع نہیں ہوسکتا بیان کی تاخیر وقت حاجت تک
جائز ہے جس کی تصریح امام نووی رح نے شرح مسلم میں
فرمائی ہے اسامہ کے اُس شخص کو قتل کرنیکے بیان میں جس
نے لوٹ کے وقت لا الہ الا اللہ کہا تھا اور وہ تصریح
یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے جو واجب نہ کیا اسامہ پر
قصاص کو اور نہ کفارہ کو اور نہ دیت کو پس دلیل لی
جاتی ہے ساتھ اس کے ان تینوں قسموں کو ساقط کرنے
کے لئے لیکن کفارہ واجب ہے قتل کرنیوالے پر اور قصاص

ساقط للشبهة فانه ظنه كافرا وظن
ان اظهاره كلمة التوحيد فى هذه
الحالة لا يجعله مسلما وفى وجوب
الدية قولان للشافعى وقال
بكل واحد منهما بعض العلماء
ويجاب عن عدم ذكر الكفارة
بانها ليست على الفور بل هى
على التراخى وتاخير البيان
الى وقت الحاجة جائز على
المذهب الصحيح عند اهل
الاصول الى هنا كلام النووى و
يؤيده ايضا ماذكر فى الطوالع
قالت اليهود لا يخلو اما ان يكون
مبينا فى شرع موسى انه سينسخ
او لا يكون مبينا فان كان
الاول لزم ان يتواتر ويشتهر
كاصل دينه فان كان فيه
مايدل على دوامه امتنع نسخه
اى وان لم يكن مايدل على
دوامه لم يتكرر شرعه فلم
يثبت غيره ثم قلنا كان فيه
مايشعر بنسخه ولم يتواتر اذ لم
يتوافر الدواعى الى نقله توافرها
الى نقل اصل دينه او كان فيه
مايدل على الدوام ظاهرا لا

ہی اور قصاص ساقط ہی شبہ کی بنا پر کیونکہ اسامہ نے
اس کو کافر گمان کیا یا یہ گمان فرمایا کہ اُس کا اس حالت
میں کلمہ توحید کو ظاہر کرنا اُس کو مسلمان نہیں بناتا ہی
وجوب دیت میں شافعیؒ کے دو قول ہیں اور بعض
علماء نے اُن دونوں میں سی ہر ایک کے متعلق کہا
ہے اور عدم ذکر کفارہ کے متعلق جواب دیا جاتا ہے
کہ وہ فوری نہیں ہے بلکہ تراخی کے ساتھ ہی اور
اہلِ اصول کے نزدیک مذہب صحیح پر بیان کی تاخیر
وقت حاجت تک جائز ہے یہانتک ہی نووی کا
کلام ۔ اور طوالع میں جو ذکر کیا گیا ہے وہ بھی اس کی
تائید کرتا ہے یہودیوں نے کہا نہیں خالی ہی یہ بات
سے کہ حضرت موسےٰؑ کی شرع میں یہ بیان ہوگا کہ موسیٰؑ
کی شرع کو دوسری شرع منسوخ کریگی یا اس کا
بیان نہ ہوگا پس اگر بیان ہوگا تو یہ بات متواتر مشہور
ہوتی اس شریعت میں جیسا کہ اصل دین موسیٰؑ
کا مشہور و متواتر ہوا ہے پس اگر ہے اس میں وہ
بات جو دلالت کرتی ہے شریعت موسیٰؑ کے دوام
پر تو اُس کا منسوخ کرنا ممتنع ہے اور اگر نہیں ہی وہ
بات جو دلالت کرتی ہو شریعت موسیٰؑ کے دوام پر
تو مستمر نہ ہوتے شرع موسیٰؑ کے احکام (موسیٰؑ کی
شریعت پے در پے انبیاء بنی اسرائیل پر یکساں نہ
چلے آتی) پس اس شرع کے احکام ایک مرتبہ سی
زائد فرض نہ ہوتے (صاحب طوالع کہتے ہیں کہ) ہم اس
کا جواب یہ دیں گے کہ ہوگی اُس شریعت میں اُسکے
منسوخ ہونے کی بات ولیکن اس کی زیادہ حاجت

قطعًا فلا یمتنع النسخ فانظر ایہا المنصف
الیٰ قولہ لم یتوافر الداعی الیٰ
نقلہ فھذا یدل علی ان عدم
النقل ممکن لعدم توافر الداعی کذا
ما نحن فیہ وایضا یدل علیہ ما
ذکرہ الشیخ ابو شکور السالمی
فی تمھیدہ فی بحث الرویۃ فی
حق الملئکۃ وقال بعض الفقہاء
یتوقف فیہ لانہ لم یوجد النص
فی حق الملئکۃ ولا یجوز المنع ایضا
لعدم الدلیل فیتوقف فیہ فانظر
ایہا المنصف الی قولہ ولا یجوز
المنع ایضا لعدم الدلیل فالمنع من
غیر دلیل المنع منع وان کان مرادہ
ان عدم ثبوت وجود المہدی ؑ
بکتاب اللہ قطعی فلا نسلم
اذ القطع انما یحصل بنص من
کتاب اللہ او خبر متواتر عن
النبی علیہ السلام او اجماع امۃ
ولیس فی ھذا الباب شیء
من ذلک فکیف یحصل القطع بعدم
الثبوت فیما یستقبل بل لم یرو
خبر واحد عن النبی علیہ السلام
او عن الصحابۃ علی ان لیس
آیۃ من کتاب اللہ فی حق

ہونے سے پے در پے نقل نہیں ہوئی جیسا کہ اسکے اصل
دین کی حاجت ہونے سے متواتر چلے آیا یا اسمیں ایسی
بات ہی جو بظاہر اُسکے ہمیشہ رہنے پر دلالت کرتی ہے
نہ کہ قطعًا اس لئے اُس کا منسوخ ہونا ممتنع نہیں۔
پس دیکھ اے منصف طوالع کے قول لم یتوافر
الداعی الی نقلہ کو پس یہ بات دلالت کرتی
ہے اس بات پر کہ نقل نہ ہونا ممکن ہے بسبب کثرت سے
نہ پائے جانے اسباب کے ہم جس بحث میں ہیں
اس کا حال بھی یہی ہے۔ اور نیز اسی پر دلالت کرتا ہے
وہ قول جس کو شیخ ابو شکور سالمی نے اپنی تمہید میں
رویت فی حق الملائکہ کی بحث میں ذکر کیا ہے اور
کہا ہے کہ بعض فقہاء کو اس میں توقف ہے کیونکہ ملائکہ
کے حق میں نص نہیں پائی گئی اور نہ منع جائز ہے
بسبب نہ پائے جانے دلیل کے پس اُس میں توقف
کیا جائیگا پس دیکھ اے منصف سالمی کے قول
ولا یجوز المنع ایضا لعدم الدلیل کو پس بغیر دلیل
منع کے منع کرنا منع ہے۔ اور اگر شیخ کی مراد یہ
ہے کہ مہدی ؑ کے وجود کا عدم ثبوت کتاب اللہ سے
قطعی ہے تو ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ قطعیت
کتاب اللہ کی نص سے یا نبی ؑ کی خبر متواتر سے
یا اجماع امت سے حاصل ہوتی ہے اور اسباب
میں اُن میں سے کوئی ایک چیز بھی نہیں ہے پس
عدم ثبوت کی قطعیت مستقبل کے بارہ میں کسطرح
حاصل ہوگی بلکہ نبی ؑ سے خبر واحد یا صحابہ ؓ سے کوئی
نقل مروی نہیں کہ مہدی ؑ کے حق میں اللہ کی

المهدی ع وكذلك لو يروعن
المجتهدين فان قيل ان لم
يثبت فيما مضى فكيف يثبت
فى زماننا هذا قلت يثبت
ببيان المهدی ع بعد ثبوت كونه
مهديا اذ هو عالم ربانی مكشوف
له اسرار كتاب الله ما لم يكشف
لغيره بعد نبينا عليه السلام لما
سنذكر عليه من الدلائل و
كذلك عيسى ع فبيانهما وقطعهما
من كتاب الله قطعى لا شبهة
فيه اذ لا يخلو اما حكما عليه
بالقطع ان يكون ظنيا صادرا
عن اجتهادهما ورايهما او
قطعيا صادرا عن امر النبی و
كشف يقينی والهام ربانی فان
سلمت الاول فقد جوزت عليهما
ما لا يجوز اذ القطع بالظن كفر لانه
شهادة على الله ولا يفيد الظن
الا الظن وان سلمت الثانی
فقد حصل المرام فان قلت كيف
يفيد الالهام والكشف القطع اذ
المقرر ان الالهام ليس بحجة قوية
اذ يعارض بمثله يقال الهام
غيرهما وكشفه لا يفيد القطع

کتاب کی کوئی آیت نہیں ہے اور اسی طرح اصحاب
میں مجتہدین سے بھی کوئی روایت نہیں کی گئی پس اگر
کہا جائے کہ گزشتہ زمانوں میں کوئی چیز ثابت نہ
ہوئی تو ہمارے زمانہ میں کیسے ثابت ہوگی تو اس کا
جواب یہ ہے کہ ذات مہدی ع کے مہدیؑ ثابت ہونے
کے بعد مہدیؑ کے بیان سے ثابت ہوگی کیونکہ وہ
عالم ربانی ہے اللہ کی کتاب کے وہ اسرار اس پر
کھلے ہوئے ہیں جو نبی ع کے بعد دوسروں پر نہیں کھلے
اس پر ہم دلیلیں عنقریب بیان کریں گے عیسیٰ ع
کی بھی یہی حالت ہے مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام کا
بیان اور اُن دونوں کا کتاب اللہ سے قطعی حکم
لگا دینا قطعی ہوتا ہے اس میں شبہ نہیں ہوتا کیونکہ نہیں
خالی ہے اس بات سے کہ جس چیز کا حکم اُن دونوں نے
قطعی طور پر کر دیا یا وہ ظنی ان کے اجتہاد و رائے سے
صادر ہوگا یا قطعی ثابت بامر الٰہی و کشف یقینی و الہام ربانی
ہوگا پس اگر تم پہلی شکل کو تسلیم کرتے ہو تو تم اُن دونوں
ہستیوں پر ایک ایسی بات جائز ٹھہرانے والے ہوگے
جس کا جائز ٹھہرانا جائز نہیں اس لئے کہ امر ظنی کو قطعی
کہنا کفر ہے کیونکہ وہ شہادت اللہ کے خلاف پڑتی ہے
ظن تو فائدہ ظن ہی کا دیتا ہے اور اگر تم شکل ثانی کو
تسلیم کرتے ہو تو بس مقصد حاصل ہوگیا پس اگر کہے
تو کہ احکام الہام و کشف کس طرح قطعیت کا فائدہ
دیں گے کیونکہ علماء کے پاس یہ بات ثابت ہو چکی
ہے کہ الہام حجت قویہ نہیں ہوتا اس لئے کہ اس کا
معارضہ اُس کے مثل سے کیا جا سکتا ہے تو اس کا

لانه ليس بمعصوم ولا محفوظ قطعا
اما الالهام والكشف فى حقهما
فقطعى لكونهما مبعوثين لدعوة
الخلق الى الحق فلابد لهما من
الاستقرار من الله ما اختلف
فيه الامة من الاعتقاديات
والعمليات اما عيسىٰ ؑ فظاهر لانه
اذا نزل لا يكون صاحب وحى
ولا يرسل اليه جبرئيل فيحكم
بالهام وكشف فيما اختلف فيه
الامة ولا يكون تابعا للمذاهب
بل يرفعها لانه من خصائصه
وكذلك المهدى ؑ محفوظ عن
الخطاء لما ذكرنا قبل فالحاصل
ان ثبوت وجود المهدى ؑ بكتاب
الله منتظر الى بيانه وان
لم يبينه احد فجميع مقولاته
الثابتة منه حجج قطعية لا تعارض
بحجج ظنية لما قررنا من اجتماع
المجتهدين مع المهدى ؑ فيما مر
والخصايص الواردة فى حقه ترشد
الى ذلك فمنها ما روى انه
جرى ذكر المهدى عند الحسين
بن على ؓ فقال لو ادركته لخدمته
ايام حيوتى اورد الشيخ هذا

جواب یہ ہے کہ غیر مہدی ؑ اور غیر عیسیٰ ؑ کا الہام و کشف
قطعیت کا فائدہ نہیں دیتا کیونکہ وہ قطعاً معصوم اور
محفوظ نہیں ہیں رہا عیسیٰ ؑ و مہدی ؑ کا الہام و کشف
سو وہ قطعی ہی کیونکہ یہ ہر دو ذوات مخلوق کو دعوت
الی اللہ کرنے کیلئے مبعوث ہیں اسلئے اُن کو
اعتقادیات و عملیات کے مختلف فیہ مسائل میں
اللہ کی طرف سے صحیح اعتقاد و عمل کا معلوم ہونا ضروری
ہی لیکن عیسیٰ ؑ کا الہام و کشف سے حکم کرنا سو یہ بات
ظاہر ہی اسلئے کہ جب عیسیٰ ؑ اتر آئینگے تو صاحب
وحی نہیں ہونگے اور نہ جبرئیل انکے پاس بھیجے
جائینگے اور عیسیٰ ؑ امت کے مختلف فیہ
مسائل میں اپنے الہام و کشف ہی سے حکم کرینگے
مذاہب (ائمہ اربعہ) کے تابع نہیں ہونگے بلکہ
اُن مذاہب کو اٹھا دینگے کیونکہ یہ بات آپکی
خصوصیات سے ہے اور اسی طرح مہدی ؑ بھی ہیں جو
خطا سے محفوظ ہیں ان دلائل سے جن کا ذکر ہم نے
پہلے کر دیا ہے۔ حاصل یہ کہ اللہ کی کتاب سے
وجود مہدی ؑ کا ثبوت اس کے بیان ہونے تک قابل
انتظار ہے اگرچہ اُس کو کسی نے نہ بیان کیا ہو پس
وہ تمام مقولے جو مہدی ؑ سے ثابت ہیں وہ قطعی حجتیں
ہیں ظنی حجتوں سے ان کا مقابلہ نہیں ہو سکتا اس
دلیل سے کہ ہمنے اس سے پہلے مہدی ؑ کے ساتھ
مجتہدین کے جمع ہونیکے تحت ذکر کر دیا ہی اور جو
خصایص کہ مہدی ؑ کے حق میں وارد ہیں وہ مہدی ؑ کے
اس مرتبہ کی طرف ہدایت کرتے ہیں (کہ وہ تمام

النقل فی رسالته وکذا فی عقد
الدرر ومنها قوله ع عن علی رض
قال قلت یارسول الله امنا المهدی
ام من غیرنا فقال رسول الله صلعم
بل منا یختم الله به الدین کما
فتحه بنا الحدیث اخرجه جماعة
من الحفاظ فی کتبهم منهم ابو
القاسم الطبرانی وابونعیم الاصفهانی
وعبد الرحمن بن حاتم وابو
عبد الله نعیم بن حماد وغیرهم
فانظر ایها المنصف ان من
کان خاتما للدین کیف لا یتحقق
من الله والرسول فعلم ان ما
یقوله المهدی ع ویفعله ویجوزه
ویحرمه هو الدین المحمدی
فیجب علی الکافة تصدیق قوله
ومنها ماروی عن کعب الاحبار
انه قال انی لاجد المهدی ع
مکتوبا فی اسفار الانبیاء ما فی
حکمه ظلم ولا عیب اخرجه
الامام ابوعمرو المقری فی سننه
واخرجه الحافظ ابوعبد الله نعیم
بن حماد فانظر ایها المنصف
اذا کان ذکر المهدی ع فی کتب
الانبیاء الماضیین فلابد ان

مقولے جو مہدی ع سے ثابت ہیں وہ قطعی حجتیں ہیں)
پس منجملہ اُن خصایص کے یہ روایت ہے کہ مہدی ع کا ذکر
حسین رض ابن علی رض کے پاس ہوا تو آپ نے فرمایا اگر
میں مہدی ع کو پاتا تو تاحیات ان کی خدمت کرتا یہ
نقل شیخ نے اپنے رسالہ میں لائی ہے اور ایسا
ہی عقد الدرر میں ہے اور انھیں خصائص کے منجملہ
نبی ع کا فرمان ہے جو علی رض سے مروی ہے کہا میں نے کہا
یارسول اللہ ص آیا مہدی ع ہم سے ہے یا ہمارے غیر سے
تو رسول اللہ ص نے فرمایا بلکہ ہم سے ہے اللہ تعالیٰ اس پر
دین کو ختم کرے گا جیسا کہ ہم سے شروع کیا و الخ اس
حدیث کو حافظوں کی ایک جماعت نے اپنی کتابوں
میں سند سے بیان کیا ہے منجملہ ان کے ابوالقاسم طبرانی
ابونعیم اصفہانی عبدالرحمن بن حاتم ابوعبداللہ نعیم بن
حماد وغیرہ ہیں پس اے منصف دیکھ جس کی ذات
خاتم دین ہو وہ اللہ اور رسول ع سے کس طرح متحقق
نہ ہوگا پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بات مہدی ع
کہتا ہے اور جو کام مہدی ع کرتا ہے اور جسے مہدی ع جائز
ٹھیراتا ہے اور جس کو حرام قرار دیتا ہے وہی دین محمدی
ہے کافۃ الناس پر اس کے قول کی تصدیق واجب ہے
اور منجملہ اُن خصایص کے وہ ہے جو کعب احبار سے
مروی ہے کہا کہ بیشک میں مہدی ع کو گزشتہ انبیاء کی
کتابوں میں لکھا ہوا پاتا ہوں اس کے حکم میں نہ ظلم
ہے نہ عیب سند سے بیان کیا اس حدیث کو امام
ابوعمرو مقری نے اپنی سنن میں اور سند سے بیان کیا
اس کو حافظ عبداللہ نعیم بن حماد نے پس دیکھیے

يكون في كتابنا هذا اولى بدليل
العقل كما بين المهدي ع ومنها ما
قال سالم الاشل قال سمعت
ابا جعفر محمد بن علي رض يقول نظر
موسى ع في السفر الاول الى
ما يعطى قائم آل محمد فقال اللهم
اجعلني قائم آل محمد فقيل له
ان ذلك من ذرية احمد فنظر
في السفر الثاني فوجد فيه مثل
ذلك فقال مثل ذلك فقيل له
مثل ذلك ثم نظر في السفر الثالث
فرأى مثله فقال مثله فقيل
له مثل ذلك منقول من الباب
الثالث من عقد الدرر فانظر
ايها المنصف ان من كان
ذكره في التورية في ثلثة اسفار
كيف لا يكون بيانه قطعيا ذكر
في العوارف عن ابن مسعود
ما من آية الا ولها قوم
سيعلمون بها قال صاحب
الزوارف شرح العوارف مولانا
علي پیرو فيفهم من ذلك ان
بعض المعاني لم يخطر ببال الصحابة
وسيخطر في قلوب بعض المشايخ
سيما من اصحاب المهدي ع

منصف جب مہدیؑ کا ذکر گزشتہ پیغمبروں کی کتابوں
میں ہو تو بدرجۂ اولیٰ ہماری کتاب (قرآن) میں بھی ہونا
بدلیل عقل ضروری ہے جیسا کہ مہدیؑ نے بیان فرمایا اور
منجملہ اُن خصایص کے وہ ہے جو کہا سالم اشل نے
کہ سنا میں نے ابو جعفر محمد بن علی رضؓ سے کہتے تھے کہ دیکھا
موسیٰؑ نے سفر اول (توریت کی پہلی کتاب) میں اُس
مرتبہ کو جو دئے جارہے ہیں قایم آل محمدؐ (مہدیؑ) پس
کہا اے اللہ تو مجھے قایم آل محمدؐ بنا تو آپ سے کہا گیا کہ
مہدیؑ تو احمدؐ کی اولاد سے ہوگا پس دیکھا سفر ثانی میں
پس پایا اسمیں مثل اسی کے پس کہا مثل اسی کے
پس کہا گیا آپ سے مثل اسی کے پھر دیکھا سفر
ثالث میں پس دیکھا مثل اسی کے پس کہا مثل
اسی کے پس کہا گیا آپ سے مثل اسی کے یہہ
منقول ہے عقد الدرر کے باب ثالث سے پس
دیکھہ اے منصف جس کا ذکر توریت میں تین سفر
میں ہو تو اس کا بیان کس طرح قطعی نہ ہوگا۔ ابن مسعودؓ
کی روایت سے عوارف میں ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی
آیت نہیں ہے مگر اُس آیت کے لئے ایک
قوم ہے جو قریب میں اُس کا معنی جانیگی۔ صاحب
زوارف شرح عوارف مولانا علی پیرو نے فرمایا کہ
ابن مسعود رضؓ کے قول سے سمجھا جاتا ہے کہ بیشک
قرآن کے بعض معانی جو صحابہؓ کے دلمیں نہیں گذرے
اور مستقبل میں بعض مشایخین اور خصوصاً اصحاب
مہدیؑ کے دلونمیں اُن معانی کا گذر ہوگا پس دیکھہ اے
منصف اور غور کر ابن مسعودؓ کے قول میں کیا اب

فانظر ایها المنصف وتفکر فی
قول ابن مسعود هل یکون
عدم البیان فیما مضی حجة علی
عدمه فیما یستقبل خصوصا اذا
کان المبین مهدیا واصحابه
والمفهوم من الزوارف ان
بیان اصحاب المهدی ع لا یوجد
فیما تقدم من الزمان فکیف
بیان المهدی ع فلا یطلق علی
بیانهم تفسیر بالرای فالطاعن
مطعون واللاعن ملعون و
الطارد مطرود والدافع مدفوع
وایضا ذکر الشیخ عبد الرزاق
الکاشی فی تفسیره المسمی
بتاویلات القرآن ان بیان
معانی القرآن لا یکون کما هو الا
بلسان المهدی ع حیث جعل
الٓمٓ قسما وجوابه محذوفا وهو
لانا مبین لذلک الکتاب
الموعود علی السنة الانبیاء وفی
کتبهم انه یکون مع المهدی ع
فی آخر الزمان لا یعلمه کما هو الا
هو کما قال عیسی علیه السلام
نحن نأتیکم بالتنزیل واما التاویل
فسیأتی به الفارقلیط فی آخر

بھی زمانہ گزشتہ میں مہدیؑ کے حقیقی قرآن کے بیان کے
نہونے کا ذکر مستقبل میں بھی بیان کے نہونے کی
حجت ہے خصوصاً جب کہ بیان کرنے والا مہدیؑ
اور اس کے اصحابؓ ہوں اور تدوارف سے یہ
بات سمجھی جاتی ہے کہ مہدیؑ کے اصحابؓ کا بیان
ایسا ہوگا جو گزشتہ زمانہ میں نہیں پایا گیا تو پھر
مہدی ع کا بیان گزشتہ زمانہ میں کیونکر پایا جائے گا
(جب اصحاب مہدیؑ کے بیان کا رتبہ ابن مسعودؓ کے
قول سے ظاہر ہو گیا تو پس ان کے بیان کو تفسیر بالرای
نہیں کہہ سکتے پس طعن کرنیوالا مطعون ہو گیا اور
لعنت کرنیوالا ملعون ہو گیا اور ہانکنے والا ہانکا گیا
اور دفع کرنیوالا مدفوع ہو گیا اور شیخ عبد الرزاق
کاشی نے بھی اپنی تفسیر تاویلات قرآن میں ذکر
کیا ہے کہ معانی قرآن کا بیان کما حقہ مہدیؑ کی زبان
کے سوائے کسی اور سے نہوگا جہاں کہ اس نے قرار دیا
ہے الٓمٓ کو قسم اور اس کے جواب کو محذوف
اور وہ جواب محذوف یہ ہے کہ البتہ تحقیق کہ میں
بیان کرنیوالا ہوں اس کتاب کو (قرآن کو جو محمدؐ پر
نازل ہوا ہے) جس کا وعدہ انبیاء کی زبانوں پر کیا گیا
ہے اور ان کی کتابوں میں یہ ہے کہ قرآن مہدیؑ کے
ساتھ ہوگا آخری زمانہ میں اور نہیں جانیگا قرآن کے
بیان کو جیسا کہ اس کو جاننے کا حق ہے مگر مہدیؑ جیسا
کہ فرمایا عیسیٰؑ نے کہ ہم تمہارے پاس تنزیل
(الفاظ) لاتے ہیں رہی تاویل (معنی) پس لائے گا
اس کو فارقلیط آخری زمانہ میں شیخ عبد الرزاق

الزمان جعل الشيخ الفارقليط
بلسان عيسى عبارة عن محمد
المهدي ع وان جعل غيره
عبارة عن محمد النبي صلعم و
الحق ما قال الشيخ عبد الرزاق
لان قول عيسى نحن فاتيكم
بالتنزيل عبارة عن جميع
الانبياء المنزل عليهم الكتب
والصحف كما قال النبي ع نحن
معاشر الانبياء لا نورث ولا نورث
اي جميع الانبياء فانظر ايها
المنصف كيف يقطع ان ثبوت
وجود المهدي ع ليس في كتاب
الله بلا دليل عليه اذ عدم
البيانات لا يدل على عدم احتمال
وامكانه بل هو منتظر ببيان
المهدي الذي في كتب الانبياء
عليهم السلام كما مر من قول
كعب الاحبار وجعفر الصادق
والشيخ عبد الرزاق ويؤيده
ما قال الكرماني تحت قول علي
عند سوال ابي جحيفة اي هل
عندكم شيء ما ليس في القرآن
وقال مرة ما ليس عند الناس
قال والذي فلق الحبة وبرء

نے عیسیٰ ع کی زبانی فارقلیط سے محمد مہدی ع کی ذات مراد
لی ہے اگرچہ دوسروں نے محمد نبی مراد لی ہے اور حق وہی
ہے جسکو شیخ عبدالرزاق نے کہا کیونکہ عیسیٰ ع کا قول ہم
تمہارے پاس تنزیل لاتے ہیں اون تمام انبیا سے
مراد ہے جن پر کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے جیسا کہ
نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم انبیاء کا گروہ ہیں نہ
ہم کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ کوئی ہمارا وارث
ہوتا ہے پس دیکھو اے منصف کہ مہدی ع کے
وجود کا ثبوت اللہ کی کتاب میں نہ ہونے کا یقین
بلا دلیل کس طرح کیا جا سکتا ہے کیونکہ زمانہ گزشتہ
میں بیان کا نہ ہونا زمانہ مستقبل میں بیان کے
احتمال اور امکان کے نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ
بیان کا انتظار مہدی ع کی جانب سے بیان ہونے
تک کیا جائیگا ایسا مہدی جس کا ذکر انبیاء کی
کتابوں میں ہے جیسا کہ کعب احبار جعفر صادق اور
شیخ عبدالرزاق کے قول میں گذرا اور اس
کی تائید کرتا ہے کرمانی کا قول جو علی رض کے
قول کے تحت ہے جو آپ نے ابو جحیفہ کے
سوال کے وقت فرمایا وہ سوال یہ ہے کہ کیا
تمہارے پاس کوئی چیز ہے جو قرآن میں نہیں
ہے اور ایک دفعہ کہا کہ جو لوگوں کے پاس
نہیں ہے تو حضرت علی رض نے فرمایا قسم
ہے اُس ذات کی جس نے دانہ کو شق کیا اور
جان کو پیدا کیا نہیں ہے ہمارے پاس مگر وہ
چیز جو قرآن میں ہے (جو کچھ ہمارے پاس ہے

النسمة ما عندنا الا ما فی القرآن
الا فهما یعطی رجلا فی کتابه
وما فی الصحیفة قلت وما فی
الصحیفة قال العقل وفکاک الاسیر
وان لا یقتل مسلم بکافر قال
الکرمانی فان قلت مر فی باب
حرم المدینة ان فیها ایضا
المدینة حرم الی کذا من
احدث فیها حدثا او اوی
محدثا فعلیه لعنة الله قلت عدم
التعرض لیس تعرضا للعدم
فلا منافات الی هنا کلام الکرمانی
وقول علی رض هذا مذکور فی
باب العاقلة فی الجزء الثامن
والعشرین من اجزاء الثلثین
للبخاری فانظر ایها المنصف الی
قول الکرمانی لعدم التعرض
ای عدم التصریح بذکر ما بقی
فی الصحیفة لیس تعرضا للعدم
لعدمه مطلقا ویؤید ما ذکر
فی تمهید ابی شکور فی اثبات
الرویة للملئکة وقال بعض
الفقهاء یتوقف فیه لانه لو
یوجد النص فی حق الملئکة
ولا یجوز المنع ایضا لعدم الدلیل

وہی ہے جو قرآن میں ہے) مگر ایک سمجھہ جو دی جاتی ہے ایک مرد
کو اللہ کی کتاب میں اور اُس چیز میں جو صحیفہ ہے (وہ
صحیفہ کہ رسول ﷺ نے علی رض کے حوالہ فرمایا تھا اوسمیں چند
احکام ظاہر تھے) ابو حجیفہ کہتے ہیں میں نے کہا صحیفہ
میں کیا بات ہے تو فرمایا عقل اور چھڑانا قیدی کا اور یہ
کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کافر کے عوض کرمانی نے
کہا پس اگر کہے تو کہ ابواب بخاری سے باب بیان حرم
مدینہ میں گذرا ہے کہ تحقیق نیز اُس صحیفہ میں ثابت ہے
کہ مدینہ رسول حرم ہے پس جس نے اُس حرم میں نئی بات
پیدا کی اور پناہ دی نئی بات پیدا کرنیوالیکو تو اس پر
اللہ کی لعنت ہے) یہانتک ہے صحیفہ کا کلام . یہہ بات
صحیفہ میں مذکور ہونیکے باوجود علی رض نے تین احکام بیان
کرنے پر اختصار فرمایا اور چوتھی بات جو صحیفہ میں ہے
بیان نہیں فرمائی اس سے منافات لازم آتی ہے) اس
اشکال کے جواب میں کرمانی فرماتے ہیں کہ کسی چیز
کے ہونے کی تصریح نہ کرنی اُس چیز کے نہ ہونے کی
تصریح نہیں پس منافات نہیں ہے یہانتک کرمانی
کا کلام ہے . اور حضرت علی رض کا یہ قول بخاری کے
تیس جزء میں سے اٹھائیسویں جزء میں باب عاقلہ
میں مذکور ہے . پس دیکھہ اے منصف کرمانی کے
قول عدم تعرض کو یعنے تصریح نہ کرنی اُس چیز کی جو
صحیفہ میں باقی ہے اُس چیز کے نہ ہونے کی تصریح نہیں
بسبب اُس چیز کے مطلقا تصریح نہ ہونے کے . اور
تائید دیتا ہے اس کو جو ذکر کیا گیا ہے تمہید ابو شکور میں ملائکہ
کے لئے رویت کے اثبات میں اور کہا ابو شکور نے

فیتوقف فیہ فان قیل بیان
القرآن بغیر المسموع غیر جائز
اذ لا یامن المفسر من الوقوع فی
التفسیر بالرای یقال لا نسلم ان
بیانہ بغیر المسموع اذا وافق
الاصول واحتملہ اللفظ غیر جائز
بل الاستنباط الی یوم القیمۃ مفوض
الی من بلغ درجتہ لما تدل
علیہ من الدلائل ومنہا ما روی
فی البخاری عن ابی جحیفۃ قال
قلت لعلی رض ھل لکم کتاب قال
لا الا کتاب اللہ او فہم اعطیہ
رجل مسلم قال الکرمانی فی
بیان ھذا الحدیث وفیہ ارشاد
الی ان للعالم الفہیم ان یستخرج
من القرآن بفہمہ مالم یکن
منقولا عن المفسرین لکن بشرط
موافقتہ للاصول الشرعیۃ نقل
من البخاری من باب کتاب
العلم ومنہا قولہ م فان الشاھد
عسی ان یبلغ من ھو اوعی
منہ ذکر الکرمانی فی الجزء الاول
فی باب رب مبلغ اوعی من
سامع وفیہ من الفقہ ان
العالم واجب علیہ تبلیغ العلم

کہ بعض فقہاء نے اس میں توقف کیا ہے کیونکہ رویت
ملائکہ کے حق میں نص نہیں پائی گئی اور منع کرنا بھی جائز
نہیں بسبب ہونے دلیل کے پس اس میں توقف
کیا جائیگا پس اگر کہا جائے کہ قرآن کا بیان سماعت
کے بغیر جائز نہیں کیونکہ تفسیر کرنیوالا تفسیر بالرای کی بلا
میں گرفتار ہونے سے محفوظ نہیں رہ سکتا تو اس کا
جواب یہ ہے کہ تفسیر کرنیوالے کا بیان اگر اصول کی
موافق ہو اور قرآن کے لفظ کا احتمال رکھتا ہو تو ہم بغیر
سماعت کے تفسیر کرنیوالے کے بیان کے عدم جواز
کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ یوم قیامت تک جو شخص قرآن
کے بیان کے درجہ کو پہنچے گا معانی قرآن کا استنباط کرنا
اسی کے تفویض رہے گا ہم اس کے دلائل آیندہ ذکر
کرینگے اور منجملہ اُن دلائل کے وہ روایت ہے جو بخاری میں
ابو جحیفہ سے روایت کی گئی ہے ابو جحیفہ نے کہا میں نے
حضرت علی رض سے کہا کیا تمہارے پاس کوئی کتاب
ہے تو فرمایا اللہ کی کتاب کے سوائے کوئی کتاب نہیں
یا سمجھہ ہے جو مرد مسلم کو دی جاتی ہے کرمانی نے اس
حدیث کے بیان میں کہا ہے کہ حضرت علی رض کے اس
ارشاد میں اسبات کی طرف رہنمائی ہے کہ صاحب
فہم عالم کیلئے جائز ہے کہ اپنی سمجھہ سے موافق قرآن
شریف سے ایسی باتوں کو نکالے جو گذشتہ مفسرین
سے منقول نہیں ہیں لیکن اس شرط کیساتھہ کہ اُسکی
موافقت اصول شرعیہ سے ہو یہ منقول ہے بخاری سے
باب کتاب العلم سے اور منجملہ اُن دلائل کے آنحضرت ص
کا قول ہے کہ پس بیشک وہ شخص جو حاضر مجلس رسول

لمن لم يبلغه وتبيينه لمن لا يفهمه وهو الميثاق الذى اخذ على العلماء۔ لتبيننه للناس و لا تكتمونه۔ [جزو ۴ ركوع ۱۰] وفيه انه قد يأتى فى آخر الزمان من يكون له من الفهم والعلم ما ليس لمن تقدمه الا ان ذلك يكون فى الاقل لان رب موضوعة للتقليل ومنها ما قال صاحب التحقيق فى ديباجته اذا كانت العلوم منحا الهية وعطايا اختصاصية فلا يمتنع ان يدخر للمتاخرون افضل مما يعطى المتقدمون و منها ما قال الامام حجة الاسلام ابو حامد محمد الغزالى فى الاحياء تحريم التكلم بغير المسموع باطل اذ لا يصادف السماع من رسول الله صلى الله عليه وسلم فى بعض الآيات والصحابة ومن بعدهم اختلفوا اختلافا لا يمكن فيه الجمع ويمتنع سماع الجميع من رسول الله صلعم والاخبار والآثار تدل على اتساع معانيه تعالى ۴ لابن عباس اللهم فقهه فى الدين وعلمه التاويل ولو كان مسموعا فلا وجه

ہی شاید پہنچا دے حدیث اُس شخص کو جو اُس سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔ ذکر کیا کرمانی نے جزو اول میں باب مبلغ اوعی من سامع کے باب میں اور اسی باب میں یہ ذکر ہے کہ حکم فقہ کا ہے کہ عالم پر واجب ہے کہ علم اُن لوگوں تک پہنچا دے جن کو نہیں پہنچا اور بیان کرنا اُس کا اُن لوگوں سے ہے جنھوں نے اس کو نہیں سمجھا ہے اور وہ ایک عہد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عالموں سے لیا ہے کہ ضرور بیان کر دو گے اس کو لوگوں سے اور اسکو چھپاؤ گے نہیں۔ اور اُسمیں یہ ہے کہ تحقیق آئیگا آخری زمانہ میں وہ شخص جس کو وہ فہم و علم عطا ہوگا جو اُس کے پہلے لوگوں کو عطا نہیں ہوا مگر یہ بات تھوڑوں میں ہوگی کیونکہ رُبّ وضع کیا گیا ہے تقلیل کے معنی کے لئے اور منجملہ اُن دلائل کے وہ ہے جو کہا صاحب تحقیق نے اپنے دیباچہ میں چونکہ علوم خدا کی عطا اور مخصوص عطیے ہیں اس لئے یہ بات ممتنع نہیں کہ متاخرین متقدمین سے زیادہ دیئے جائیں اور منجملہ اُن دلائل کے وہ ہے جو کہا امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی نے احیاء العلوم میں کہ بغیر سماع کے تکلم کو حرام قرار دینا باطل ہے کیونکہ بعض آیتوں میں رسول ۴ سے سماع نہیں پائی جاتی اور صحابہ رض اور مابعد کے لوگوں نے اسقدر اختلاف کیا ہے کہ اُس میں جمع ممکن نہیں اور تمام باتوں کا رسول اللہ ۴ سے سننا بھی ممتنع ہے اور اخبار و آثار اپنے معانی کی وسعت پر دلالت کر رہے ہیں نبی ۴ نے ابن عباس رض کے لئے فرمایا اے اللہ اسکو دین میں فقیہ بنا دے اور اُس کو تاویل کا علم عطا کر اگر تاویل مسموع ہوتی الخ

۱ بعض پہنچائے جانیوالے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں علم کو ان لوگوں سے جو سننے والے ہوتے ہیں علم کے۔

للتخصيص وقد قال عز وجل لعلمه
الذين يستنبطونه منهم وقال
ابو الدرداء لا يفقه الرجل كل الفقه
حتى يجعل للقرآن وجوها كثيرة
وقال علی رض لو شئت لاوقرت
سبعين بعيرا من تفسير فاتحة
الكتاب وقد قال ابن مسعود
من اراد علم الاولين والآخرين
فليوثر القرآن وقال بعض العلماء
لكل آية ستون فهما وما بقي
من فهمها اكثر وقال آخر القرآن
يحتوي سبعة وسبعين الف علم
ومأتي علم اذ لكل كلمة ظهر و
بطن وحد ومطلع وفي القرآن
اشارات الى مجامع العلوم وكل
ما اشكل على النظار ففي القرآن
رموز اليه ومنها ما ذكر في الزواجر
عند بيان قول ابن مسعود ما
من آية الا ولها قوم سيعلمون
بها وهذا الكلام من ابن مسعو
محرض لكل طالب صاحب همة
على ان لا ينقطع همته على
المسموعات وان يصفي موارد
الكلام من قلبه ليفهم دقايق
معانيه التي يريد بها المريد كما

سماع جائز ہوتی تو تخصیص کی کوئی وجہ نہ تھی اور فرمایا
اللہ عز وجل نے کہ تحقیق کرتے اس کو جو انہیں تحقیق کرنے
والے ہیں۔ اور کہا ابو درداء رضی نے آدمی پورا فقیہ
نہیں بنتا یہاں تک کہ قرآن کے لئے بہت
سے وجوہ بنائے اور حضرت علی رضی نے فرمایا کہ اگر میں
چاہتا تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بار کردیتا
اور فرمایا ابن مسعود رض نے جو شخص ارادہ کرے علم
اولین و آخرین کا تو چاہیئے کہ اختیار کرے قرآن
کو کہا بعض علماء نے ہر آیت کے لئے ساٹھ فہم
ہیں اُس آیت کی سمجھ سے جو چیز باقی رہ گئی ہے
وہ زیادہ ہے ساٹھ سے اور کہا قرآن کا آخری حصہ
ستہتر ہزار دو سو علموں کو حاوی ہے کیونکہ ہر کلمہ
کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور ایک انتہا
اور ایک ابتدا ہے اور قرآن میں تمام علوم کیطرف
اشارے ہیں اور ہر وہ بات جو فکر کرنے والوں کو
مشکل معلوم ہوتی ہے قرآن میں اس کی طرف اشارے
ہیں اور منجملہ ان کے وہ ہے جو ذکر کیا گیا زواجر
میں ابن مسعود رض کے قول کے بیان میں ما من
آیۃ الا ولہا قوم سیعلمون بہا (کوئی آیت
نہیں ہے مگر اس کے لئے ایک قوم ہے جو معلوم کریگی
اُس آیت کے معنی کو) اور ابن مسعود رض کا یہ کلام
تحریض دلانیوالا ہے ہر طالب صاحب ہمت کو
اس بات پر کہ اس کی ہمت مسموعات پر منقطع
نہ ہو جائے اور یہ کہ صاف کرے کلام وارد ہونے
کی جگہ کو اپنے دل سے تاکہ سمجھ جائے اُن معانی کو

الصحابة انتهى ولقد اختصرت
على ايراد بعض الحجج خوفا من
الاطناب المفرط فالعاقل المنصف
تكفيه واحدة منها قوله ثم قال
في الاتقان واما كلام الصوفية
في القرآن فليس بتفسير قال
ابن صلاح في فتاويه وجدت
عن الامام الحسن الواحدي
المفسر انه قال صنف ابو عبد
الرحمن السلمي حقايق التفسير
فانكان قد اعتقد ان ذلك تفسير
فقد كفر قلت هذا الكلام من
الامام الواحدي لابي عبد الرحمن
ليس بسديد اذ لا مانع من اطلاق
لفظ التفسير على ما ذكره ابو عبد
الرحمن السلمي لانه قد ورد ان
للقرآن ظهرا وبطنا ولبطنه بطن
الى تسعة ابطن فاي مانع من
اطلاق لفظ التفسير لتفسير بطن
القرآن فما للواحدي والى
عبد الرحمن فانه ما اورد في
السلمي الا اقوال الكبراء من
الاولياء مثل ابي يزيد وجنيد
والشبلي وغيرهم من تنورت
بهم الامة تنور الدجى بالكواكب

وحقایق کو جن کا اور ایک صحابۂ رسول سے تھی نہیں کیا طوالت
بیجا کے خوف سے میں نے بعض حجتوں کو بیان کرنے پر
انحصار کیا ہے اور عاقل منصف کو اُن میں سے ایک
ہی بات کافی ہے قولہ اتقان میں کہا ہے کہ صوفیہ
نے جو قرآن کی تفسیر کی ہے وہ تفسیر نہیں ہے اور
ابن صلاح نے اپنے فتاوی میں کہا ہے کہ مجھے یہ بات
امام حسن واحدی مفسر قرآن سے ملی اس نے کہا کہ ابو
عبد الرحمن سلمی نے جو تفسیر کے حقایق لکھے ہیں اگر ان
حقایق کے تفسیر ہونیکا اعتقاد عبد الرحمن کا ہو تو کافر
ہو گیا قلت امام واحدی کا یہ کلام (ابو عبد الرحمن اپنی تفسیر
کے حقایق ہونیکا اعتقاد رکھنے کی وجہ سے امام واحدی
کا اُس پر کفر کا حکم کرنا) درست نہیں اس لئے کہ ابو
عبد الرحمن نے جو حقایق بیان کئے ہیں اُن پر لفظ تفسیر
کا اطلاق کرنے سے کوئی امر مانع نہیں کیونکہ یہ تحقیق
وارد ہوا ہے کہ قرآن کے لئے ایک ظاہر ہے اور
ایک باطن جو معانی ہیں اور قرآن کے باطن کے بھی
نو باطن ہیں پس قرآن کے نو باطنوں میں سے کسی
ایک باطن پر لفظ تفسیر کا اطلاق کرنے سے کونسی چیز
مانع ہے پس کیا ہوا واحدی کو جو عبد الرحمن کیساتھ
ایسا سلوک کیا حالانکہ ابو عبد الرحمن نے اپنی تفسیر کے
حقایق میں ایسے اولیاء کبار مثلاً ابو یزید بسطامی جنید
بغدادی اور شیخ شبلی وغیرہم کے اقوال لائے ہیں کہ
جن کے سبب سے امت محمدیہ (خدا الٰہی سے ہے)
ایسی ہی روشن ہوئی جیسا کہ رات کی تاریکی تاروں سے
روشن ہوتی ہے تعجب ہے کہ شیخ نے باوجود اپنے

والعجب من الشیخ کیف حکی
هذا اللفظ المعوج واطلق علی
ابی عبد الرحمن مع
علمه انه من الاولیاء وانه
لو یذکر فی التفسیر شیئا من
عند نفسه الا قلیل ولو لزم من
مثل هذا البیان محذور للزم علی
اکثر المفسرین لانهم بینوا فی
بعض المواضع مثل بیان ابی عبد
الرحمن کما ذکر البیضاوی تحت
قوله تعالی ومن الناس من
یتخذ من دون الله اندادا یحبونهم
کحب الله ـ ای اصناما وقیل من
الرؤساء الذین کانوا یطیعونهم
کقوله تعالی اذ تبرأ الذین اتبعوا
من الذین اتبعوا ـ ولعل المراد (جزء ۲ رکوع ۴)
اعم منهما وهو ما یشغله عن الله
وهذا المعنی مشابه معنی ابی
عبد الرحمن وکما ذکر فی المدارک
تحت قوله تعالی فکاتبوهم ان
علمتم فیهم خیرا وبیان هذه الآیة

اس علم کے کہ ابو عبدالرحمن اولیاء اللہ سے ہیں اس
لفظ کج (کفر) کی کس طرح حکایت کی اور ابو عبدالرحمن
پر لفظ کج کا اطلاق کیا حالانکہ ابو عبدالرحمن نے تفسیر
میں اپنی ذات سے کوئی بات نہیں لکھی مگر کسی قدر
اور اگر اس قسم کے بیان سے اشکال لازم آتا ہے
تو یہی اشکال اکثر مفسرین پر لازم آئیگا اس لئے کہ اکثر
مفسرین نے بھی اپنی تفسیروں کے بعض مقامات میں
ابو عبدالرحمن کی طرح بیان کیا ہے چنانچہ قاضی بیضاوی
نے ومن الناس من یتخذ من دون اللہ
اندادا یحبونھم کحب اللہ (اور بعض لوگ بناتے
ہیں انداد کو خدا اور دوست رکھتے ہیں انداد کو جیسا کہ
دوست رکھتے ہیں خدا کو) کے تحت لکھا ہے کہ
انداد کافروں کے سرداروں سے ہیں وہ سردار کہ جن کی اطاعت
کفار کرتے تھے مانند قول اللہ تعالیٰ کے اذ تبرأ
الذین اتبعوا من الذین اتبعوا (جس وقت
کہ بیزار ہو جائینگے وہ لوگ (سرداران کفار) اُن لوگوں
سے جنھوں نے انکی پیروی کی) اور شاید کہ انداد کی مراد
ان دو توجیہوں سے بھی عام ہو یعنے اور وہ وہ چیز ہے
جو باز رکھتی ہے خدا کے ذکر سے ۔ اور یہ بیضاوی کا معنی
مشابہت رکھتا ہے ابو عبدالرحمن کے معنی سے اور
چنانچہ مدارک میں اللہ تعالیٰ کے قول فکاتبوھم ان

سه مولف علیہ الرحمۃ نے کفر کی جاے پر لفظ معوج (کج) جو تحریر فرمایا ہے اس سے ظاہر ہے کہ طالبان مولیٰ کی قدر و قیمت
طالبان مولیٰ جانتے ہیں طالبان دنیا کو طالبان مولیٰ کی کیا قدر شیخ مغربی نے اپنی اسی گستاخانہ فطرت کی بدولت خاتم الاولیاء
اور آپ کے صحابہ پر افترا کیا ہے ۔

فی التفسیر المذکور یطابق بیان السلمی مطابقة النعل بالنعل والقذ بالقذة فانظر فیه قوله ولهذا اشنع بعض العلماء علی الصوفیة مما یذکرون فی قوله تعالی واذکر ربّک اذا نسیت ای نسیت نفسك وسیاق الآیة قوله تعالی ولا تقولنّ لشایءٍ انی فاعلٌ ذلك غدًا الّا ان یّشاء اللّٰهُ واذکر ربّك صریح ان معناه اذا نسیت الاستثناء وغیر ذلك فی مواضع قوله وما یحتاج المفسر الی علوم هی خمسة عشر علما قلتّ عبارة الشیخ هذه فی غایة السقوط لا یوفی بالمقصود لان الصلة خال عن الضمیر بل العبارة الفصیحة الموفیة بالمطلوب ان یقال وما یحتاج الیه المفسر من العلوم خمسة عشر علما قوله احدها اللغة الثانی النحو الثالث التصریف الرابع الاشتقاق والخامس والسادس والسابع المعانی والبیان والبدیع الثامن علم القرأة التاسع اصول الدین العاشر اصول الفقه من الامر والنهی والخبر والمجمل والمبین والعموم والخصوص والمطلق

علمتم فیهم خیرا (تو مکاتب بنادو اگر تم جانو ان میں شایستگی) کے تحت ذکر کیا گیا ہے اور تفسیر مدارک میں اس آیت کا بیان ابو عبدالرحمٰن کے بیان سے ایسی ہی موافقت رکھتا ہے جیسا کہ نعل نعل سے اور تیر تیر سے موافقت رکھتی ہے اگر تجھکو شک ہو تو تفسیر مدارک میں دیکھیے قولہ اور اسی معنی کیلئے (کہ صوفیہ کا کلام قرآن کے بیان میں تفسیر کا رتبہ نہیں رکھتا) بعض علماء نے صوفیہ کے بیان پر عیب لگایا ہے صوفیہ کا وہ بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول واذکر ربك اذا نسیت (یاد کر اپنے رب کو جب تو بھول جائے) کے تحت نسیت کا معنی نسیت نفسك (تو اپنی ذات کو بھول جائے) بیان کرتے ہیں اور آیت مذکورہ کے پہلے یہ آیت ہے ولا تقولنّ لشایءٍ انی فاعل ذلك غدا الا ان یشاء اللہ واذکر ربك (اور ہرگز مت کہو کسی کام کو کہ میں ضرور یہ کام کل کرونگا مگر یہ (کہو) اللہ چاہے (تو کرونگا) اور یاد کر اپنے پروردگار کو) سے ظاہر ہے کہ اذا نسیت کا معنی اذا نسیت الاستثناء ہے یعنی یاد کر اپنے پروردگار کی مشیت کو (الا ان یشاء اللہ کہہ) اسکے سوائے قرآن کے بہت سے مقامات میں صوفیہ کے بیان پر علماء کا اعتراض ہے قولہ اور مفسر جن علوم کا محتاج ہے وہ پندرہ علوم ہیں قلت شیخ کی یہ عبارت وما یحتاج المفسر الی علوم هی خمسة عشر علما پایۂ صحت سے بہت گری ہوئی ہے اور مقصود کو پورا ادا نہیں کرتی اس لئے کہ صلہ ضمیر سے خالی ہے بلکہ فصیح عبارت مطلوب کو ادا کرنے والی وہ ہے کہ کہا

والمقيد والمحكم والمتشابه و
الظاهر والماول والحقيقة والمجاز
والصريح والكناية الحادي عشر
اسباب النزول الثاني عشر الناسخ
والمنسوخ الثالث عشر الفقه
الرابع عشر الاحاديث المبينة
لتفسير المجمل والمبهم قلت هذه
العلوم التي ذكرها الشيخ لا يحتاج
المفسر الى جميعها بل الى بعضها
يحتاج المفسر والى بعض يحتاج
المجتهد الذي من عهدته تخريج
الاحكام وتبيين الشرائع اما المفسر
الذي ليس من عهدته ذلك
لا يحتاج الا الى بعض منها كالصرف
والنحو والمعاني والبيان والمحكم
والمتشابه وشان النزول كما يرى
في التفاسير فاكثر المفسرين لم
يتعرضوا لبيان هذه العلوم عند
التفسير والدليل على عدم اشتراط
جميع العلوم للتفسير ما قال الفقيه
ابو الليث السمرقندي في كتابه
المسمى ببستان ان القرآن انما
نزل حجة على الخلق فلو لم يجز
التفسير لم تكن الحجة بالغة فاذا
كان كذلك جاز لمن يعرف...

جملات ومایحتاج الیه المفسر من العلوم
خمسة عشر علما قوله اُن پندرہ علوم میں سے
ایک لغت ہے دوسرا نحو ہے تیسرا صرف ہے چوتھا اشتقاق
ہے پانچواں چھٹا ساتواں معانی بیان اور بدیع ہے
آٹھواں علم قراءت قرآن ہے نواں اصول دین ہے دسواں
اصول فقہ یعنی امر نہی خبر مجمل و مبین عموم و خصوص مطلق
و مقید و محکم و متشابہ ظاہر و ماؤل حقیقت و مجاز صریح
اور کنایہ ہے گیارہواں اسباب نزول قرآن ہے
بارہواں ناسخ و منسوخ ہے تیرہواں فقہ ہے چودہواں
احادیث جو مجمل اور مبہم کی تفسیر کرنیوالی ہیں قلت
ان علوم کا ذکر جو شیخ نے کیا ہے مفسر کو ان تمام علوم
کی ضرورت نہیں بلکہ انہیں سے بعض علوم کی ضرورت
مفسر کو ہے اور بعض کی احتیاج مجتہد کو کیونکہ احکام
کا نکالنا اور شرائع کا بیان کرنا مجتہد کی شرط ہے
لیکن مفسر کہ اس کے ذمہ تخریج احکام نہیں ہے لہٰذا وہ
اُن تمام علوم کا محتاج نہیں مگر انہیں کے بعض کا محتاج
ہے مثلاً صرف و نحو معانی و بیان محکم و متشابہ اور شان
نزول قرآن چنانچہ دیکھے جاتے ہیں یہ تمام تفاسیر میں
پس اکثر مفسرین نے تفسیر کرنے کے وقت اُن علوم کے
بیان کی تصریح نہیں کی جس کو شیخ نے تفسیر کا شرط
گردانی ہے تفسیر کیلئے تمام علوم مذکورہ کی شرط نہ ہونے
کی دلیل یہ ہے کہ فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے
اپنی کتاب بستان الفقہ میں لکھا ہے کہ قرآن خلق پر
حجۃ نازل ہوا ہے پس اگر قرآن کی تفسیر جائز نہ ہوتی
تو قرآن خلق پر حجت واضحہ جو ثابت ہے باطل ہو

اللغات وعرف شان النزول ان
يفسره اما من كان من المتكلفين
ولم يعرف وجوه اللغة فلا يجوز
ان يفسره الا مقدار ما سمع و
يكون ذلك على وجه الحكاية
لا على سبيل التفسير فلا بأس و
لو انه يعلم تفسيره واراد ان
يستخرج من الاية حكما واستدلالا
لشئ من الاحكام فلا بأس به
فاعلم ايها المنصف ان اخواننا
لا يفسرون برائهم بل يطالعون
التفاسير فياخذون مافيها من
الوجوه بقوله عليه السلام القرآن
ذو وجوه كثيرة فاحملوه على احسن
وجوهه وقد ينكشف لهم لصفاء
قلوبهم بالاعراض عن الحجب
الظلمانية من الاشتغالات
الدنيوية ما لا يوجد في التفاسير
فمن ذلك ما قالوا في قوله تعالى
يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك
من ربك فان لم تفعل فما
بلغت رسالته اى وان لم
تفعل ما بلغت بالقول فكانك
ما بلغت لان التبليغ نوعان
قولى وهو ما يقال للناس و

توجو شخص لغات اور شان نزول کو جانتا ہے تفسیر کر سکتا
ہے لیکن جس کو شان نزول اور لغات کے وجوہ میں
تکلف ہو تو اس کے لئے تفسیر کرنی جائز نہیں مگر اسی
قدر جو سنا ہے وہ بھی حکایت کے طور پر تفسیر کے طور پر
نہیں ایسی حالت میں اس کے لئے کوئی خوف نہیں
اور اگر وہ تفسیر کرنے والا جانتا ہے کہ بقدر سماعت
اپنی تفسیر ہے اور قرآن کی آیت سے ایک حکم اور احکام
دین کے لئے ایک دلیل نکالنا چاہتا ہے تو اس کے
لئے کوئی خوف نہیں۔ پس جان اے منصف کہ ہمارے
بھائی (تارکان دنیا طالبان مولیٰ) اپنی فکر سے تفسیر نہیں
کرتے بلکہ تفسیروں کا مطالعہ کرتے ہیں اور وجوہات تفسیر
میں سے جو وجہ احسن ہو اسی کو لیتے ہیں موافق فرمان
رسولؐ کے جو فرمایا کہ قرآن صاحب وجوہات کثیرہ ہے
انمیں جو وجہ احسن ہو اسی کو لو اور دنیوی اشغال کی
تاریک پردوں سے منہ پھیرنے کی وجہ سے ان کے
قلب صافی میں کبھی ایسی بات بھی منکشف ہوتی ہے
جو تفاسیر میں نہیں پائی جاتی منجملہ ان کے بیان کے
جو انہوں نے کیا یہ ہے کہ فرمان خدا یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ (اے پیغمبر پہنچا دے وہ احکام
جو تجھ پر اترے تیرے رب کی طرف سے اور اگر تو نے
نہ کیا تو اللہ کا پیغام نہ پہنچایا) کا معنی وان لم تفعل
ما بلغت بالقول فکانک ما بلغت (جس چیز
کو تو نے پہنچایا اگر اس پر عمل نہیں کیا تو گویا کہ تو نے
تبلیغ نہیں کی) کرتے ہیں اس معنی کا سبب یہ ہے کہ

فعلی وھو ما یفعلہ المبلغ فالدقیقۃ
فی ھذا المعنی ان المبلغ یجب
علیہ ان یفعل ما یبلغہ لیکون
تبلیغہ القولی موثرا فی النفوس
کما قیل لسان الحال انطق من
لسان المقال وان لم یفعل المبلغ
ما یبلغہ یسقط عن اعین الناس
فاستحقروہ فلا یکون لتبلیغہ تاثیر
فکان المبلغ مع التبلیغ القولی غیر
مبلغ لذھاب اثرہ ومن ذلک
قولہ تعالی قل متاع الدنیا قلیل و
الآخرۃ خیر لمن اتقی ای لمن
ابعد نفسہ عن ذلک المتاع القلیل
فالواجب علی مرید الآخرۃ ان
یتقی الشہوات المکدرۃ علیہ
صفاء القلب ومن ذلک قولہ
تعالی تلک الدار الآخرۃ نجعلھا
للذین لا یریدون علوا فی الارض
ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین ای
للذین یتقون الفساد والعلو
المذکورین ومن ذلک قولہ
تعالی ونبلوکم بالشر والخیر
فتنۃ ای ابتلاء فالشر الدنیا
والخیر الآخرۃ یعنی کما ان الدنیا
ونعیمھا ابتلاء من اللہ للخلق

تبلیغ پیغام کی دو قسمیں ہیں ایک قولی جو مبلغ زبانی
سے کہدیتا ہے اور دوسری فعلی کہ مبلغ اس پر اپنے
جوارح سے عمل بھی کرتا ہے پس اس معنی میں نکتہ یہ
ہے کہ مبلغ پر واجب ہے کہ جو چیز مخلوق پر پہنچاتا ہے
اس پر اپنی ذات سے عمل بھی کرے تاکہ مبلغ کی تبلیغ
قولی دوسروں کی ذات میں اثر کرے چنانچہ کہا گیا
ہے کہ زبان حال زبان مقال سے زیادہ ناطق ہے
مبلغ جو چیز مخلوق کو پہنچاتا ہے اگر اس پر عمل نہیں کیا تو
مخلوق کی نظر سے گر جاتا ہے اور اس کی حقارت
کرتے ہیں پس تبلیغ قولی کا مبلغ اس کا اثر زائل ہونے
کی وجہ سے مبلغ کہلانے کا مستحق نہیں اور منجملہ ان
کے بیان کے یہ ہے کہ فرمان خدا قل متاع الدنیا
قلیل والآخرۃ خیر لمن اتقی (کہدو دنیا کی پونجی
تھوڑی ہے اور آخرت ہی بہتر ہے پرہیزگار کے لئے)
کا معنی لمن ابعد نفسہ عن ذلک المتاع القلیل
(اس شخص کیلئے جو دور رکھتا ہے اپنی ذات کو دنیا کی
اس تھوڑی پونجی سے) کرتے ہیں پس مرید آخرت پر
واجب ہے کہ ان آرزوؤں سے پرہیز کرے جو دل کی
صفائی کو گندا کرنے والے ہیں اور منجملہ ان کے بیان کے
یہ ہے کہ فرمان خدا تلک الدار الآخرۃ نجعلھا
للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا
فسادا والعاقبۃ للمتقین (وہ آخرت کا گھر ہے
جو ہم ان کو دیں گے جو نہیں چاہتے تکبر کرنا زمین میں
اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں اور انجام بخیر پرہیزگاروں ہی
کا ہے) کا معنی الذین یتقون الفساد والعلو

والصادق من لم یلوث قلبه
بحبها حتی یخرج منها سلیم القلب
کذلک الآخرة ونعیمها ابتلاء فی
حق الصادقین فینبغی لهم ان
لا یلتفتوا الی نعیمها فیکون لهم
حجابا عن الوصول الی المطلوب
کما قیل ؎

ترکت للناس دینهم ودنیاهم
شغلا بذکرک یا دینی ودنیائی

فانظر ایها المنصف ای محظور
اقتحموہ وای ممنوع اختاروہ فهل
یقال لمثل هذا البیان تفسیر
بالرای وان لم یوجد فی
التفاسیر کیف وهم اصحاب
المهدی ع وتابعوہ اهل المنازل
الرفیعة والمراقی الشریفة
لم یسبقهم الاولون ولم
یدرکهم الآخرون من
الاولیاء فسبحان من انقذهم
مما لا طائل تحته من کثرة
القیل والقال واغناهم
بروح المعائنة والمشاهدة
عن مکابدة کثرة النقل و
الاستدلال قوله والخامسة
عشر علم الموهبة وهو علم

المذکورین (فساد اور علو دونوں آیت میں جو مذکور
ہیں ان سے پرہیز کرنیوالوں کے لئے آخرت کا گھر ہے)
کرتے ہیں اور منجملہ اُن کے بیان کے یہ ہے کہ فرمان خدا
ونبلوکم بالشر والخیر فتنة (اور ہم تم کو آزماتے
ہیں نیکی اور بدی سے جانچنے کو) فتنہ یعنے ابتلا (امتحان)
پس شر دنیا ہے اور خیر آخرت یعنے جس طرح دنیا اور
دنیا کی نعمتیں مخلوق کے لئے من جانب اللہ آزمائش
ہیں اور صادق وہ شخص ہے جس کا دل دنیا کی محبت
میں ملوث نہو یہانتک کہ اپنے دل کو دنیا کی محبت
سے بچا کر دنیا سے باہر آئے اسی طرح آخرت اور
اس کی نعمتیں صادقین کے حق میں آزمائش ہیں پس صادقین
کو چاہئے کہ آخرت کی نعمتوں کی طرف بھی التفات نہ
کریں کیونکہ ان کا یہ التفات مطلوب حقیقی کے وصال
کا حجاب ہوگا جیسا کہ مطلوب مجازی کے متعلق کہا گیا ہے کہ
؎ میں نے چھوڑ دیا ہے لوگوں کے لئے ان کے
دین کو اور ان کی دنیا کو تیرے ذکر میں مشغول ہونے کیوجہ
سے اے میرے دین اور اے میری دنیا۔ پس دیکھہ
اے منصف کہ ہمارے بھائی کس امر ممنوع میں داخل
ہوگئے ہیں اور انھوں نے کس امر ناجائز کو اختیار کرلیا
ہے کیا اس قسم کے بیان کو تفسیر بالرآے کہہ سکتے ہیں
اگرچہ کہ یہ بیان تفاسیر گزشتہ میں نہ ملے حالانکہ بیان
کرنیوالے اصحاب مہدی ع اور تابعان مہدی ہیں جو
بلند مرتبے والے اور بڑے درجے والے ہیں کہ سلف
اُن سے نہ بڑھ سکے اور نہ خلف (اولیاء اللہ) انکی
درجہ کو پہنچ سکے پس پاک ہے وہ ذات پاک کہ جسنے

يورثه لمن عمل بما علم كما ورد من عمل بما علم ورثه الله علم ما لا يعلم قلت هذه الفضيلة الواحدة تكفى مؤنة ما ذكر الشيخ قبل لان من كان من اهل الموهبة لا يتعرض لسخط الله الذى هو تفسير بالراى وان تعاطى التفسير مع قصوره فيما ذكر الشيخ لان الله عاصمه عن الخطاء ويلهمه الصواب كبعض اخواننا ثبتهم الله بالقول الثابت فى الحيوة الدنيا وفى الأخرة. لقد اورثهم عمل ما علموا علم ما لم يعلمو كما شهد بذلك العيان قوله فمن تعلم هذه العلوم و عمل بها يورثه الله علم الموهبة قلت العجب من غلو الشيخ فى التعنت حيث قال فمن تعلم هذه العلوم اذ لم يشترط احد تعلم العلوم التى ذكرها الشيخ لصفاء الباطن الذى به يحصل العلم اللدنى الموهوب من الله لخواص عباده كما ذكر شيخ الشيوخ شهاب الدين فى العوارف ذكرته قبل وهو قوله وقد يكون العبد عالما بالله ذا يقين كامل

اصحاب مہدئ اور تابعان مہدئ کو اُس چیز سے پاک کیا جسکے تحت کثرت قیل وقال سے فائدہ نہیں (اور اپنے ذکر پاک کی ترغیب دی) اور اُن کو معائنہ اور مشاہدہ کی راحت کی بدولت کثرت نقل و استدلال کے رنج اٹھانے سے بے نیاز کردیا قولہ پندرہواں علم جو تفسیر کے شرایط سے ہے وہبی علم ہے وہ ایسا علم ہے کہ خدا تعالیٰ یہ علم اس کو عطا کرتا ہے جسنے اپنے علم کے مطابق عمل کیا چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس شخص نے علم کے مطابق عمل کیا تو اللہ اس کو ایسے علم کا وارث بنا دیتا ہے جس کو وہ نہیں جانتا قلت اس علم وہبی کی ایک ہی فضیلت اُن چیزوں کی امداد کے لئے کافی ہے جن کا ذکر شیخ نے جواز تفسیر کے لئے اس سے پہلے کیا ہے اس لئے کہ جو شخص علم وہبی رکھنے والوں میں سے ہے خدا تعالیٰ کو غصہ دلانیوالی بات نہیں کرتا اور غصہ دلانیوالی بات تفسیر بالرائے ہے اگرچہ کہ اس نے تفسیر کی ہو باوجود قاصر ہونے اُن علوم سے جن کا ذکر شیخ نے کیا ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بچاتا ہے خطا میں پڑنے سے اور راہ صواب کا الہام کرتا ہے چنانچہ ہمارے بعض بھائی ہیں کہ ثابت رکھے ان کو اللہ تعالےٰ قول ثابت یعنے حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں کہ انہوں نے جن باتوں کو جان کر اُن پر عمل کیا اُن کے عمل نے اُن کو نامعلوم باتوں کے علم کا وارث بنایا ہمارے بیان کی شہادت اُن کا ظاہر حال دیتا ہے قولہ جسنے ان علوم کو سیکھا اور اُن پر عمل کیا تو اللہ تعالےٰ

وليس عنده علم من فروض
الكفايات فاى حاجة لطالب
الحق مع علم الاشتقاق والنحو
والمعانى والبيان والبديع و
القرأة الا ما يحتاج اليه فى تصحيح
الصلوة والصوم وليس عليه علم
الزكوة والحج اذا كان فقيرا وكذا علم
النكاح والطلاق والايلاء والخلع
والظهار اذا كان منفردا غير
متزوج بل الاشتغال ببعض
العلوم مانع عن علم الوراثة
كما قال الامام الغزالى فى الاحياء
فى حق الفقه الذى هو علم
الدين بل التجرد له على الدوام
يقسى القلب وينزع الخشية
منه كما يشاهد من المتجردين
له فانظر ايها المنصف اذا كان
الاشتغال الذى اشتم بالفقه الذى
هو علم الدين موجبا لقساوة
القلب فما ظنك بغيره من
العلوم والدليل على ما ذكرت
اقوال الاولياء الذين حصل لهم

اس کو علم لدنی[1] عطا کرتا ہے قلت تعجب ہے کہ شیخ نے اپنی
گمراہی میں غلو کر کے کہا کہ نحن تعلم هذه العلوم الخ
(جس نے ان علوم کو سیکھا الخ) تعجب اسلئے ہے کہ جن علوم
کا ذکر شیخ نے باطنی صفائی کے لئے کیا ہے ان علوم کو سیکھنے
کی شرط کسی نے بھی نہیں لگائی وہ صفائی کہ جس کیوجہ سے
علم لدنی حاصل ہوتا ہے جو خاصان الہی کو منجانب اللہ عطا
کیا گیا ہے چنانچہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین رح
نے عوارف میں ذکر کیا ہے اس سے پہلے ہیں نے
اس کا ذکر کر دیا ہے وہ یہ ہے کہ کبھی بندہ عالم باللہ حضور
یقین کامل ہوتا ہے اور اس کو فرض کفایہ کا علم نہیں
ہوتا پس طالب حق کو علم اشتقاق و نحو و معانی و بیان
و بدیع و قرأت کی کیا حاجت ہے مگر وہ علم جس سے
نماز روزہ کے احکام کی درستی ہو احتیاج رکھتا ہے
اور طالب حق پر زکوۃ اور حج کا علم جاننا لازم نہیں جبکہ
وہ فقیر ہو اسی طرح اس پر نکاح طلاق ایلاء خلع اور ظہار
کا علم واجب نہیں جبکہ وہ مجرد بغیر عورت کے ہو بلکہ ان
علوم میں مشغول ہونا جن کا ذکر شیخ نے کیا ہے حصول علم
وراثت (علم لدنی) کا مانع ہے چنانچہ امام غزالی رح نے
علم فقہ کے متعلق اپنی کتاب احیاء العلوم میں فرمایا ہے
کہ علم فقہ علم دین تو ہے لیکن ہمیشہ علم فقہ پڑھنے
میں مشغول ہو جانا دل کو سخت کر دیتا ہے اور دل
سے خدا کے خوف کو نکال دیتا ہے چنانچہ علم فقہ کے

[1] لدنی منسوب طرف لدن یعنی نزدیک سے وہ چیز جو کسی کو بغیر اس کے سیکھے اور حاصل کرنے اور بغیر اس کی سعی اور کوشش
اور تلاش کے حق تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس کو عطا کرے (از لغات کشوری)

علم الوراثة على مقتضى قوله
عليه السلام من اخلص لله
اربعين صباحا جرت ينابيع
الحكمة من قلبه على لسانه و
كتبهم مشحونة بذلك منها
ماذكر في العوارف عند بيان
مطلع القرآن ومطلعه ان لا
يتقيد فهمه بمذهب تقلده لمن
هذا التدبر يحصل له بركة كتاب
الله بظهور اسراره وهي كائنة
في نفوس اولى الالباب[1] فلذلك
يحصلها بالتذكر الى هنا كلامه
قوله ومن فسر القرآن بدون
هذه العلوم كان مفسرا بالرأي
قلت قد مر الجواب عن التفسير
بالرأي مرارا فلا نعيد قوله
الصحابة والتابعون كان عندهم
علوم العربية بالطبع لا بالاكتساب
والاستفادة والعلوم الاخروية
عن النبي عليه السلام ذكر في
الاتقان ناقلا عن العلامة
التفتازاني في شرحه للعقيدة

ہو رہنے والوں کا یہ احوال دیکھا گیا ہے پس غور کرے
منصف جب علم فقہ میں جو علم دین ہے ہمیشہ مشغول
ہو جانا دل کی سختی کا سبب ہے تو علم فقہ کے سوائے
دوسرے علوم میں مشغول ہو جانے کے متعلق تیرا کیا خیال
ہے یہ بہت سے جو کچھ ذکر کیا انکی دلیل اولیاء اللہ کے اقوال
ہیں جن کو علم لدنی حاصل ہوا آنحضرت کے فرمان
کے مطابق کہ جو شخص چالیس روز خالص ذکر خدا کرے تو
اس کے دل اور زبان سے حکمت کے چشمے جاری
ہو جائیں۔ اولیاء اللہ کے کتب بھرے ہوئے ہیں
ان کے اقوال سے منجملہ ان اقوال کے ہے وہ جو ذکر
کیا ہے عوارف میں قرآن پڑھنے والے کے بیان
میں قرآن پڑھنے والے کو چاہیئے کہ اس کی سمجھ اس
مذہب کی مقید نہ ہو جس کی وہ تقلید کرتا ہے تو اس
تدبر سے اس قاری کو کتاب اللہ کی برکت ظہور
اسرار کے ساتھ حاصل ہوگی کتاب اللہ کی وہ برکت اولی
الالباب (صاحبان عقل) کی ذوات مقدسہ میں ثابت
ہے پس وہ برکت ان نفوس کو ذکر سے حاصل ہوتی ہے
یہاں تک ہے کلام شیخ الشیوخ رح کا قولہ اور جنہے علوم
مذکورہ کے بغیر تفسیر کی وہ تفسیر بالرائے ہے قلت تفسیر
بالرائے کا جواب کئی دفعہ گذر چکا ہم اس کا اعادہ نہیں کرتے
قولہ آنحضرت کے صحابہ اور ان کے تابعین کو ان کی زبان
عربی ہونے کی وجہ سے بالطبع علوم عربیہ حاصل تھے

---

[1] لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبهم الآیة ... (ترجمہ) نشانیاں ہیں صاحبان عقل کیلئے جو اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے۔

الملاحدة باطنية لادعائهم ان
النصوص ليست على ظواهرها بل
لها معان باطنية لا يعرفها الا
المعلم وقصدهم بذلك نفي
الشريعة بالكلية قال التفتازانيؒ
واما مايذهب اليه بعض
المحققين من ان النصوص على
ظواهرها ومع ذلك ففيها اشارة
خفية الى دقايق تنكشف على
ارباب السلوك يمكن التطبيق
بينها وبين الظواهر المرادة فهو
من كمال الايمان ومحض العرفان
قلت احالة الشيخ هذه الرواية
الى الاتقان دليل على عدم
اطلاعه على شرح العقائد لان
هذه الرواية فيه ظاهرة ظهور
الشمس في الظهيرة ولو قرء الشيخ
شرح العقائد لم يحلها فاحالته
الى الاتقان دليل على عدم
اتقانه في الكتب المتداولة
بين العلماء تداول القرآن
بين الصبيان ثم اعلم ايها
المنصف ان التفتازاني صرح
بانكشاف الدقائق لارباب
السلوك وبين ان ذلك من

استادوں سے فائدہ لینے اور تحصیل کے طریق سے نہیں اور
علوم اخروی ان کو نبیؐ سے حاصل تھے۔ ذکر کیا گیا ہے
اتقان میں صاحب اتقان نے نقل کیا ہے علامہ
تفتازانیؒ سے انھوں نے لکھا ہے اپنی شرح میں کہ نام
رکھا گیا ہے ملحدوں کا باطنیہ ان کے اس دعوی کی بنا پر
کہ لفظہائے کتاب و حدیث اپنے ظاہری معانی پر مبنی
نہیں بلکہ ان کے لیے باطنی معانی ہیں ان کو وہی
شخص جانتا ہے جو منجانب اللہ تعلیم دیا گیا ہے ملحدوں
کے اس دعوی کا مقصد شریعت کی بالکلیہ نفی کرنا ہے
لیکن بعض محققین کا مذہب یہ ہے کہ نصوص کیلئے ظاہری
معانی ہیں باوجود اس کے انہیں باریکیوں کے پوشیدہ
اشارے ہیں جو منکشف ہوتے ہیں ارباب سلوک پر
نصوص کی باطنی باریکیوں اور ان کے معانی ظاہر کے
درمیان موافقت ممکن ہے پس وہ انکشاف دقایق
ایمان اور خالص عرفان کے سبب سے ہے قلت
شیخ کا اس روایت کو اتقان کا حوالہ دینا شرح
عقاید سے شیخ کی ناواقفیت کی دلیل ہے اس لئے
کہ یہ روایت شرح عقائد میں آفتاب کی جیسی روشن
ہے اگر شیخ شرح عقائد کو پڑھا ہوتا تو ہرگز اتقان کا
حوالہ نہ دیتا پس شیخ کا اس روایت کو اتقان کے
حوالے سے لکھنا اس کے عدم اتقان (ادھورا ہونے
کی) دلیل ہے ان کتابوں کے علم میں جو علماء کے درمیان
ایسی متداول ہیں جیسا کہ قرآن بچوں کے درمیان
متداول ہے۔ پھر جان اے منصف کہ علامہ تفتازانیؒ
نے ارباب سلوک پر دقائق کے منکشف ہونے

كمال الايمان ومحض العرفان
وانت خبيران اخواننا اهل
السلوك والمجاهدة والرياضة
والتوكل والتفويض والتسليم و
التجريد والتفريد والخلوة و
العزلة والبذل والايثار فهذه
الاحوال فيهم ظاهرة معلومة
للخلق واما احوال بواطنهم و
فلا تعلم نفس ما اخفي لهم من
قرة اعين جزاءً بما كانوا يعملون
قال مولانا قدوة المتاخرين ناقد
آراء المتقدمين مبين القرآن
مفسر الفرقان باحسن البيان
صاحب التفسير المسمى بتبصير
الرحمٰن مولانا علی پیروئی
شرحه للعوارف المسمى بالزواد
تحت بيان قول ابن مسعود
ما من آية الا ولها قوم سيعلمون
بها وهذا الكلام من ابن مسعود
محرض لكل طالب صاحب همة
ان لا ينقطع همته على المسموعات
وان يصفي مواد الكلام من
قلبه ليفهم دقائق معانيه الى
ربما لم يدركها الصحابة رضوان
الله عليهم اجمعين مع غاية صفائهم

کی صراحت فرمادی ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ انکشاف دقایق ان کے کامل ایمان اور خالص عرفان کی بدولت ہے اور تو ای شیخ (ہمارے بھائیوں سے مصاحبت رکھنے کی وجہ سے) جانتا ہے کہ ہمارے بھائی خدائے تعالیٰ کی نزدیکی ڈھونڈھنے والے نفس سے مجاہدہ کرنیوالے ریاضت کرنیوالے خدا پر بھروسہ رکھنے والے اپنے کاموں کو خدا کو سونپنے والے خدائی رضا و قضا سے راضی رہنے والے خود کو دنیا کی محبت سے خالی کرنیوالے اپنے اور پرائے سے الگ رہنے والے خدا کے ذکر کیلئے تنہائی اور گوشہ نشینی اختیار کرنیوالے راہ خدا میں جان دینے والے اور دوسروں کو نفع پہنچانیوالے ہیں پس یہ تمام احوال ہمارے بھائیوں میں ظاہر اور مخلوق پر روشن ہیں اور ان کے مخفی احوال پس کوئی شخص بھی نہیں جانتا جو ان کیلئے چھپا رکھی گئی ہے (رویت دار دنیا میں) آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ اُن اعمال صالحہ کا جو وہ کرتے تھے۔ متاخرین کے پیشوا متقدمین کی رائے کو پرکھنے والے قرآن کے مبین فرقان کے مفسر مع بہترین بیان صاحب تفسیر المسمی بہ تبصیر الرحمٰن مولانا علی پیرو نے اپنی شرح عوارف الموسوم بہ زوارف میں ابن مسعود رض کے قول ما من آیۃ الا ولہا قوم سیعلمون بہا (کوئی آیت نہیں ہے مگر اس آیت کے لئے ایک قوم ہے جو قریب میں اس آیت کا معنی جانیگی) کے تحت فرمایا ہے کہ ابن مسعود رض کا یہ کلام ہر طالب صاحب ہمت کو تحریض دلانیوالا

وغاية تجريد القلب عما سوى الله ومبدء الزهد في الدنيا فللصوفي المتصف بالامرين في كل آية مطلع كثير ما يخالف مطلع غيره بل له في كل مرة من القرآن مطلع جديد وذلك لانه كلما تجدد له فهم تجدد له عمل والعمل موجب لصفاء الفهم لوصول النور من الظاهر الى الباطن فيحصل بالفهم الثاني فيتجدد له صفاء اخرى يوجب فهما آخر وهلم جرا وهذه الاعمال المتجددة ليست اعمال القالب لان لها حدا معلوما من ظاهر الشرع بل هي اعمال القلوب وهي مشاكلة للعلوم لكونها ايضا فهوم فيكون بحيث اليه لا تنحصر وجوه الفهم وانما كانت اعمال القلوب كالعلوم لانها لطيفة صيقلية اي صافية لاكثافيات وطريات اي عزمات واعتقادات وتعلقات اي تضرعات من الروح مع الحضرة الالهية وتادبات من القلب مع حضرة الروح المنور بما فوقه وكل منها موجب

ہے تاکہ اس کی ہمت مسموعات پر محدود نہ ہو اور یہ کہ صاف کرے کلام وارد ہونے کی جگہ کو اپنے دل سے تاکہ سمجھ جائے اُن معانی کے دقایق کو جن کا ادراک صحابۂ رسول ﷺ نے باوجود اپنی انتہائی صفائی اور انکے قلوب نہایت درجہ ماسوی اللہ سے خالی اور دنیا میں زہد کا مبدء ہونیکے نہ کیا اللہ کی خوشنودی ہو اُن سب پر پس جو صوفی دونوں باتوں (ماسوی اللہ سے دل کے خالی ہونے اور ترک دنیا کرنے) سے متصف ہوتا ہے ہر آیت میں اُس کو بہت سی ایسی باتوں پر اطلاع ہوتی ہے جو اُس کے غیر کی واقفیت کے مخالف ہوتی ہے بلکہ ہر دفعہ اُس کو قرآن سے ایک نئی بات معلوم ہوتی ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ جب کبھی اس کو نئی سمجھ عطا ہوتی ہے تو اس کے لئے ایک عمل نو پیدا ہوتا ہے اور وہ عمل اس کی فہم کی صفائی کا سبب ہوتا ہے بسبب نور کے پہنچنے کے ظاہر سے باطن کی طرف پس وہ اپنی دوسری سمجھ کے موافق عمل کرتا ہے نتیجۃً ایک دوسری صفائی اس کے لئے پیدا ہوتی ہے اور یہ اس کی دوسری صفائی ایک دوسری سمجھ کو پیدا کرتی ہے اور یہی سلسلہ پیدا ہوتا رہتا ہے یہ نوع بہ نوع پیدا ہونیوالے اعمال قالب کے اعمال نہیں ہیں کیونکہ ان کے لئے ظاہر شرع نے ایک حد معلوم کی ہے بلکہ یہ دل کے اعمال ہیں جو معلوم کے مشابہ ہیں گویا کہ یہ دل کے اعمال بھی فہمیں ہیں پس وہ اس طرح ہوتا ہے کہ فہم کے وجوہ اس کے پاس منحصر نہیں ہوتے اور دل کے اعمال معلوم کے مانند ہیں کیونکہ وہ ایک

تکشف جدید فیحصل له علوم غیر
متناهیة ولعل علم کل شخص
یغایر علوم الآخر فکیف ینحصر وجوه
الفهم الی هنا کلامه ذکر فی
المدارک تحت قوله تعالی کاتبوهم
ان علمتم فیهم خیرا والثانی
ولی الحضرة فهو نجی الحضرة یخالط
الناس للخبرة وینظر الیهم بالعبرة
ویأمرهم بالغیرة فهو خلیفة رسول
الله یحکم بحکم الله ویأخذ لله
ویعطی فی الله ویفهم عن الله
ویتکلم مع الله انتهی وایم الله
لقد کان اصحاب المهدی ؑ
موصوفا بما ذکر فی المدارک ختم
الله علی قلب الشیخ ناصحه و
اعمی بصیرته فصحبهم مرة و
لم یظهر له شیء مما منحوا ولم
یعلم ان بیانهم من کمال الایمان
وتحقق العرفان کما قال التفتازانی
قوله ونظیره وجزاء سیئة
سیئة مثلها قال البیضاوی
وسمی الثانیة سیئة للازدواج
او لانها تسوء من تنزل به
واخذت الصوفیة رضی الله عنهم
من هذه الآیة اشارة بعد

اصاف لطیفہ ہیں اس لیے کہ وہ اعمال نیتیں اور
ما فی الضمیر یعنے ارادے اور اعتقادات ہیں اور چاپلوسیاں
ہیں یعنے زاریاں ہیں روح کی درگاہ الٰہی میں اور ادب
پاتا ہے دل کا روح کے حضور سے جو اپنے مافوق یعنے
خفی سے منور ہوتی ہے اور ان باتوں میں سے ہر ایک
بات ایک نئے کشف کا باعث ہوتی ہے پس اس
صوفی کے لیے بے شمار علوم جمع ہو جاتے ہیں اور اس
بات کی بھی توقع ہے کہ اس قسم کے لوگوں میں سے ہر
ایک کا علم دوسرے کے علم سے مخالف ہو پس ایسی
حالت میں فہم کے وجوہ کس طرح محدود ہو سکتے ہیں۔
یہاں تک ہے اس کا کلام۔ مدارک میں اللہ تعالیٰ کے
قول کاتبوهم ان علمتم فیهم خیرا (تو مکاتب
بنادو اگر تم جانو ان میں شایستگی) کے تحت ذکر کیا گیا
ہے کہ اور دوسرا ابنہ رہ قدا وند عشرۃ ہے پس وہ ہمراز بارگاہِ
الٰہی ہے لوگوں سے امتحاناً ملتا ہے اور اُن کو عبرت سے دیکھتا
ہے اور اُن کو غیرت کا حکم کرتا ہے وہ رسول اللہ کا جانشین
ہے اللہ کے حکم کے موافق حکم کرتا ہے اور اللہ کیلئے لیتا
ہے اور اللہ کی راہ میں دیتا ہے اللہ سے سمجھتا ہے اور
اللہ سے بات کرتا ہے انتہیٰ اللہ کی قسم کہ مہدیؑ کے
اصحاب رض موصوف تھے ان صفات سے جن کا ذکر
مدارک میں کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے شیخ کے دل پر
مہر لگا دی ہے اس کو بہرہ بنادیا ہے اور اس کی بصیرت
کو اندھی کر دیا ہے کہ وہ اصحاب مہدیؑ کی صحبت
میں ایک مرتبہ رہا اور اس کو وہ چیز ظاہر نہ ہوئی جو
اصحاب مہدیؑ کو عطا کی گئی تھی اور اس کو یہ معلوم نہ ہوا

ماقرر واصعناها الظاهر فالوا في
الطريقة مكافاة الجاني بالجزاء
على فعله سيئة مثل جنايته يعني
ينبغي للسالك ان يعفو عنه
ولا يجازيه وقس به سائر
استنباطهم على مثل هذا حتى
تميز الطائفة الباطنية من
الصوفية رضي الله عنهم قلت
هدى الله الشيخ لقد اعطانا
حججا في هذه الرسالة للتحقيق
احوال اخواننا باحوال الصوفية
اذا استنباطهم كاستنباطهم ثم
اعلم ايها المنصف ان العلماء
ما فرطوا في تضليل الصوفية و
تجهيلهم بعد تميزهم من الطائفة
الباطنية كما ذكر من قول الواحدي
لابي عبد الرحمن السلمي مع
انه لو يذكر في تفسيره الا
اقوال كبار الصوفية وجماهيرهم
فنسبة الشيخ اخواننا الى التضليل
والبدعة والتكفير كنسبتهم اياه
الى ذلك مع في تفسير العرائس
تحت قوله تعالى وما امروا
الا ليعبدوا الها واحدا قال
الجنيد اذا اراد الله بالمريد

کہ اُن کا بیان کامل ایمان اور خالص عرفان ہے جیسا کہ فرمایا
تفتازانی نے قولہ اور اُس کی نظیر (قول تفتازانی) واما ما
یذہب الیہ بعض المحققین الخ کی نظیر اللہ
تعالیٰ کا قول ہے کہ وجزاء سیئة سیئة مثلها
(برائی کا بدلہ برائی ہے مثل اُس برائی کے) کہا بیضاوی
نے کہ سیئہ ثانی کا نام سیئہ رکھا گیا ہے بسبب جوڑا
ہونے سیئہ ثانی کے سیئہ اول سے لفظ میں یا اسلئے
نام رکھا گیا ہے کہ سیئہ ثانی بدلہ لیتی ہے اُس سے جو
برائی سے پیش آتا ہے اور صوفیہ رضی اللہ عنہم نے اس
آیت سے اس کے معانی ظاہری کو قرار دینے کے بعد
ایک اشارہ لیا ہے انہوں نے کہا ہے طریقت کا راستہ
یہ ہے کہ گنہگار کا بدلہ جزا کے ساتھ اسکے فعل پر ایک
برائی ہے جو مثل اس کے گناہ کے ہے یعنے سالک کو
چاہئے کہ بدی کرنے والے کو معاف کردے اور اس کو
جزا نہ دے اسی پر قیاس کر ان کے تمام استنباط کو
تاکہ فرقہ باطنیہ اور صوفیہ میں تمیز ہو جائے قلت خدا
شیخ کی ہدایت کرے کہ اس نے اس رسالہ میں ہم کو
دلیلیں دی ہیں صوفیہ کے احوال سے تاکہ صوفیوں کے
احوال کے ساتھ ہمارے بھائیوں کے احوال کی تحقیق
ہو جائے کیونکہ ہمارے بھائیوں کا استنباط حضرات صوفیہ
کے استنباط کے جیسا ہے۔ پھر جان اے منصف کہ علماء
ظاہر نے حضرات صوفیہ کو گمراہ ٹھیرانے اور ان کو جاہل
قرار دینے میں کمی نہیں کی بعد اس کے کہ علماء ظاہر نے
فرقہ باطنیہ اور صوفیہ میں تمیز کرلی تھی چنانچہ واحدی کا
قول ابو عبد الرحمن نے اپنی تفسیر میں بڑے بڑے صوفیہ

خیرا هداه الی صحبة الصوفية
ووقاه من صحبة القراء ولولا
اشتغلوا بشانهم وجمع دنیاهم
ولو يتعرضوا لاولياء الله ولم
يقصدوا باسقاط جاههم تكفيهم
شقاوتهم لاسيما ويطعنون
الصديقين والعارفين الی
هنا كلامه قوله ومن قبائحهم
انهم يعتقدون ان من انكر
لهذا الشخص الميت فهو كافر
وبهذا الاعتقاد يكفرون المسلمين
ويكفرون بتكفيرهم من غير
موجب لان انكار المهدی ع
لم يقل احد بكفره قلت هذه
العبارة الاخيرة الموحشة لا ادری
انها من الشيخ ام تصحيف الكاتب
بل العبارة الموفية بالغرض
ان يقال لان انكار المهدی ع لم
يقل احد بسببه الكفر او يقال لان
منكر المهدی ع لم يقل احد بكفره

اور ان کے جمہور کے اقوال کے بغیر کوئی چیز ذکر نہیں کی پس شیخ
کا ہمارے بھائیوں کو گمراہی بدعت اور کفر کی طرف منسوب
کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ علماء ظاہر نے حضرات صوفیہ کو
تضلیل تکفیر اور بدعت سے منسوب کیا۔ تفسیر عرائس
میں فرمان خدا وما امروا الا لیعبدوا الٰہا واحدا
(اور نہیں حکم کئے گئے وہ مگر یہ کہ عبادت کریں ایک خدا
کی) کے تحت ذکر کیا گیا ہے کہ فرمایا جنید بغدادیؒ نے
جب ارادہ کرتا ہے اللہ مرید آخرت کیساتھ نیکی کا تو
ہدایت کرتا ہے اس کو صوفیوں کی صحبت کی اور بچاتا ہے
اس کو قاریوں (بے عمل عالموں) کی صحبت سے اور اگر
بے عمل عالم اپنے کام اور اپنی دنیا کے اسباب جمع کرنے میں مشغول
ہوتے اور دوستان خدا کی شان میں چھیڑ چھاڑ نہ کرتے اور
ان کے مرتبہ کو گرانیکی کوشش نہ کرتے تو بھی خود ان کی
بدبختی خود ان کیلئے کافی تھی خصوصاً اسوقت کہ یہ لوگ صدیقین
اور عارفین پر طعنے مارتے ہیں۔ یہانتک اس کا کلام ہے قولہ اور
ان مہدویوں کی برائیوں میں سے ایک برائی یہ ہے کہ جملہ
مہدوی اعتقاد رکھتے ہیں کہ جس نے اس انتقال شدہ شخص
(امام مہدی موعود خلیفۃ اللہؑ) کا انکار کیا پس وہ کافر ہے اور
اپنے اس اعتقاد کی بناء پر مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور بے
سبب مسلمانوں کو کافر کہنے کی وجہ سے خود کافر ہوتے ہیں

ے والفضل ما شهدت به الاعداء امام مہدی موعود خلیفۃ اللہؑ کا منکر بھی شہادت دے رہا ہے کہ جملہ مہدوی
امامؑ کے منکر کو کافر کہنے کا اعتقاد رکھتے ہیں پس جو شخص کہ امامؑ کے منکر کو کافر نہیں کہتا وہ بھی امامؑ کا منکر ہے۔ دعوی
مہدی ہے یہ ظاہر + مقبل مومن منکر کافر جو نہیں رکھتا ہے یہ عقیدہ + منکر مہدیؑ ہے وہ ظاہر

ثم العجب من الشیخ کیف
تجاهل عن فتوی مفتی مکة
الذی جاء به منهم ومسئلة
تکفیر المنکر فیه ضاحکة مبتشرة
وهو قولهم واما تکفیر هذه الطائفة
من خالفها من المسلمین
فی هذا الاعتقاد الباطل فان
ارادوا ان المسلمین علی
خلاف الحق فی معتقدهم وانهم
خرجوا بذلک عن الاسلام فقد
ارتدوا والعیاذ باللہ واما محل
من کذب بالمهدی الموعود
فقد اخبر النبی علیه السلام
بکفره ثم اعجب من ذلک العجب
ما ذکره الشیخ فی اسطر قلیلة
وهو تکفیره ایانا بانکار المهدی
الذی سیوجد فیه هذه العلامات
علی زعمه لان نصدق بقولنا بهذا
المهدیؑ مستلزم لانکار المهدیؑ
الذی سیوجد فیه العلامات
علی ما زعموا فقد الزم الشیخ بما
الزم ووقع مما فروا والنکتة فیه ان
اللہ اجری کلمة الحق علی لسانه
والزمه بکلامه جبرا ولولا ذلک
لما یتصور من العاقل ان

اس لئے کہ کسی ایک نے بھی نہیں کہا کہ مہدی کا منکر کافر ہے
قلت شیخ کی آخری وحشت انگیز عبارت نہیں معلوم شیخ کی
لکھی ہوئی ہے یا کسی کاتب کی تصحیف ہے بلکہ غرض کو پوری کرنے
والی عبارت یہ ہے کہ کہی جاوے لان انکار المهدی
لم ینقل احد بسببه الکفر (اس لئے کہ کسی ایک نے
نہیں کہا کہ انکار مہدیؑ سبب کفر ہوتا ہے) یا یہ کہا جاتا کہ
لان منکر المهدی لم ینقل احد بکفره (اس لئے کہ منکر
مہدیؑ کے کافر ہونیکا کوئی قائل نہیں) پھر تعجب ہے کہ شیخ مفتیان
مکہ کے اُس فتوی سے کس طرح انجان ہو گیا جس کو خود شیخ نے
اس رسالہ سے پہلے اپنے مولفہ طویل رسالہ میں اس فتوی کو بطور
دلیل کے پیش کیا ہے اس فتوی میں منکر مہدیؑ کے کافر ہونیکا
مسئلہ ہنسی خوشی سے (مہدیؑ کے منکر کو کافر کہہ رہا ہے) اور تکفیر منکر
مفتیان مکہ کا قول ہے (چنانچہ ان مفتیوں نے لکھا ہے کہ) اور
لیکن کافر کہنا اس گروہ مہدویہ کا مسلمانوں سے اس
شخص کو جس نے ان کے اعتقاد باطل (مقبل مومن و منکر
کافر) کا خلاف کیا پس اگر اس سے مہدویوں کی مراد یہ ہے
کہ انکے اعتقاد کی رو سے مسلمان ناحق پر ہیں اور اسلام سے
خارج ہو گئے ہیں تو مہدوی مرتد ہو گئے پناہ بخدا اور لیکن
حکم اُس شخص کا جس نے مہدی موعودؑ کی تکذیب کی
پس تحقیق کہ نبی نے مہدی موعودؑ کے جھٹلانیوالے کی
کفر کی خبر دی ہے (تمام ہوا فتوی فتوی دینے والا یحیی
بن محمد حنبلی ہے) پھر اُس تعجب (مذکورہ بالا) سے زیادہ تعجب
کی بات یہ ہے جس کا شیخ نے چند سطروں کے بعد ہی ذکر کیا ہے
اور وہ اس کا ہم کو کافر کہنا ہے اُس مہدی کے انکار کی وجہ
سے (جو ان کے خیال میں آنیوالا ہے) جس میں اس کے

ينقض كلامه الاول بكلامه الآخر
من غير فصل بعيد كربطة الحمقاء
نقضت غزلها من بعد قوة انكاثا
قوله بل لم يذكر في كتب الاعتقاديات
مسئلة المهدی ع مع ذكر هم المسائل
التي لم يكفر جاحدها كاثبات
عذاب القبر وكيفية الصراط و
غير ذلك الى آخره قلت هذا
الكلام من الشيخ شاهد على
تعريته عن مطالعة الكتب المطولة
كاحالة مسئلة شرح العقائد الى
الاتقان ولولا ذلك لما قال كذلك
لان مسئلة المهدی ع مذكورة في
المطولات كشرح المقاصد وغيره اما
خروج المهدی ع فعن ابن مسعود
وهذا اللفظ مذكور في شرح المقاصد
مع ذكر طويل وكذلك ذكره في
شرح العقائد تحت ذكر عيسى
عليه السلام في اشتراط الساعة
اباد الله قوما اعتقد وهذا الشيخ
العاري عن العلوم الظاهرة والكشوف
الباطنية قوله فان قيل حديث
من كذب المهدی ع فقد كفر صريح
في ان انكاره كفر قلت روى
هذا الحديث جابر بن عبد الله و

زعم کے موافق یہ علامتیں پائی جائیں گی کیونکہ اسکے زعم میں
ہمارا اس مہدی ع کی تصدیق کرنا ان کے اس مہدی کے
انکار کا مستلزم ہے جسمیں ان کے (مرادِ ان شیخ کے) مزعومہ
علاما پائے جائیں گے پس صاف ظاہر ہے کہ شیخ جو
الزام ہم کو دیرہا ہے وہی الزام اس پر عائد ہوتا ہے اور
جہاں سے بھاگا تھا وہیں آگیا اور اس میں نکتہ یہ ہے
کہ اللہ تعالے نے شیخ کی زبان پر حق بات جاری کردی
اور الزام دیا اس کو اسی کے کلام سے اگر یہ بات نہوتی تو
عاقل کی شان سے بعید ہے کہ اس کا کلام اول اسی کے کلام
آخر سے بغیر فصل بعید کے ٹوٹ جائے مانند ربطہ ویسٹہ
عرب کے جو (نصف روز تک) تاگا باٹتی تھی اور (آخری
روز میں) اس تاگے کو اپنی پوری قوت سے توڑتی تھی قولہ
بلکہ مسئلہ مہدی ع ذکر نہیں کیا گیا ہے کتب عقائد میں باوجود
کہ انھوں نے ذکر کیا ہے ایسے مسائل کا کہ جن کا منکر کافر
نہیں ہوتا مانند عذاب قبر اور کیفیت پلصراط کے اثبات
کے اور ان کے سوائے الخ قلت شیخ کا یہ کلام اس کے
مطالعہ کتب سے خالی ہونے کی گواہی دیرہا ہے چنانچہ
شیخ نے شرح عقائد کے مسئلہ کو اتقان کا حوالہ دیا ہے
اگر وہ مطالعہ کتب سے عاری نہ ہوتا تو ایسا ہرگز نہ کہتا کیونکہ
مہدی کا مسئلہ مذکور ہے کتب مطولہ میں جیسے شرح مقاصد
وغیرہ لیکن خروج مہدی مروی ہے عبد اللہ ابن مسعود رض
سے اور یہ لفظ مذکور ہے شرح مقاصد میں ذکر طویل کیا ہے
اور اسی طرح اس کا ذکر شرح عقائد میں ہے ذکر عیسیٰ ع کے
تحت شرائط قیامت کے بیان میں اللہ تعالے ان
لوگوں کو ہلاک کرے جو ایسے شیخ کے معتقد ہیں جو

اورده الامام ابوبكر الاسكاف في
فوائد الاخبار بهذه العبارة من
انكر خروج المهدي فقد كفر بما
انزل على محمد فاعلم ايها المنصف
ان المفهوم بمنطوق الحديث ان
خروجه فيما انزل اليه عليه السلام
والامام ابوالقاسم السهيلي اورده
في شرح السير له وكذلك في
فصل الخطاب قوله فالجواب
على التنزل من ان الحديث
احاد ضعيف وعلى تقدير صحته فلا
يفيد الا الظن فلا يجزم بكفر جاحد
بهذا الحديث قلت هذه مسئلة
لا يحتاج الى كشفها الا الى المهدي
الذي وقع الحديث في حق من
كذبه فان حكم بتكفير المنكر فالاعتقاد
وان حكم بعدمه فكذلك وان
وقعنا في تحقيق هذه المسئلة فالدلائل
متظاهرة بعضها ببعض على التكفير
لانه خليفة رسول الله صلى الله عليه
وسلم لاحياء الدين باجماع الامة
من عهد رسول الله الى زماننا
هذا ذكره في النوادر من لا
يجيب داعي الشرع تهاونا به
كفر والمراد بالداعي القاضي و

علوم ظاہری اور کشف باطنی سے خالی ہے قولہ پس اگر کہا
جائے کہ حدیث پیغمبرؐ من کذب بالمہدیؑ فقد کفر
(جس نے تکذیب کی مہدیؑ کی پس تحقیق کہ وہ کافر ہوا) سے
ظاہر ہے کہ مہدیؑ کا منکر کافر ہے قلت جابر بن عبداللہ
نے اس حدیث کی روایت کی ہے اور امام ابوبکر اسکاف
نے اس حدیث کو فوائد الاخبار میں اس عبارت کے ساتھ لایا
ہے کہ جس نے انکار کیا خروج مہدیؑ کا پس تحقیق کہ وہ کفر
کیا اُس چیز سے جو محمدؐ پر نازل ہوئی۔ جان اے منصف کہ الفاظ
حدیث کا مفہوم کہہ رہا ہے کہ حدیث جو خروج مہدیؑ کی ہے
اُس چیز میں ہے جو نازل ہوئی پیغمبر پر یعنے قرآن میں۔ اور امام
ابوالقاسم سہیلی نے اس حدیث کو اپنی شرح سیر میں لایا
ہے اور اسی طرح فصل الخطاب میں مذکور ہے قولہ علی سبیل
التنزل اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث (من کذب بالمہدیؑ
الخ) احاد ضعیف اور اس کی صحت کی تقدیر پر صرف ظن
کا فائدہ دیتی ہے پس اس کے منکر کے کفر کا (اس) حدیث سے
یقین نہیں کیا جائیگا قلت یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس کے
کشف کے لئے مہدیؑ کی ہی احتیاج ہے جس کی تکذیب کرنے
والے کے حق میں یہ حدیث واقع ہوئی ہے پس اگر مہدیؑ منکر
پر کفر کا حکم کرے تو وہی اعتقاد ہوگا اور اگر کفر کا حکم نہ کرے
تو وہی اعتقاد ہوگا اور جب ہم تکفیر منکر کے مسئلے کی تحقیق کے
درپے ہوتے ہیں تو ہم پاتے ہیں منکر مہدیؑ کی تکفیر پر دلائل
کو جو ایک دوسرے کو پشتی دینے والے ہیں اس لئے کہ مہدیؑ
خلیفۂ رسول خدا ہے دین رسولؐ کو زندہ کرنے کیلئے اجماع
امت کے اتفاق سے وہ اجماع امت کہ رسول اللہؐ
کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک ثابت ہے کتاب نوادر میں

المحتسب فاذا كان انكار الدعاة
المذكورة تهاونا كفرا كان انكار
المهدي ع كفرا بطريق اولى نحو
التهاون حاصل بعدم تصديقه
ونسبته الى الغلط والكذب ثم
اعلم ايها المنصف ان عدم الكفر
بانكار ما ثبت بالآحاد معلل بعدم
تيقن صدوره عن النبي ع لان
خبر الآحاد وان كان صحيحا لا يفيد
الا الظنون والشكوك والكفر
بانكار ما ثبت بالمتواتر معلل بصدوره
عنه يقينا بلا شبهة اذ بكثرة
الرواة حصل اليقين وزال
الشك والظن فاذا كان كذلك
فما ثبت بالآحاد الظنية يصير
يقينا بلا شبهة بعد ظهوره كطلوع
الشمس من مغربها وهو وان
ثبت بالآحاد كما ذكر في تفسير قوله
تعالى يوم يأتي بعض آيات
ربك لكنه اذا طلعت ورآها
الناس زال الظن وحصل
اليقين فلا يسع في قلب المؤمن
انكار صدور هذا الخبر عن النبي ع
والشك فيه فكذلك ههنا و
يؤيده ما قال الامام الغزالي

ذکر کیا گیا ہے کہ جس نے قبول نہیں کیا داعی شرع کو از
روئے اہانت کے تو کافر ہوا اور یہاں داعی شرع سے مراد
قاضی اور محتسب ہیں پس جب اعیان شرع یعنے قاضی و
محتسب کی اہانت کی وجہ سے کفر ہوتا ہے تو بطریق اولی مہدی ع
کا انکار کفر ہوگا باقی رہا سوال مقدر کا جواب یہ سوال یہ ہے کہ
داعی شرع کا انکار اس کی اہانت کی وجہ سے ہے کیا یہاں
بھی اہانت حاصل ہے یہاں بھی مہدی علیہ السلام کی تصدیق
نہ کرنے اور مہدی ع کو غلط اور دروغ سے نسبت کرنے کی
وجہ سے اہانت حاصل ہے پھر جان اے منصف کہ جو خبر حدیث
احاد سے ثابت ہو اس کا منکر کافر نہ ہونے کی علت نبی سے
اس حدیث کے صادر ہونے کا یقین نہ ہونا ہے اسلئے کہ حدیث
احاد صحیح ہونے کی حالت میں بھی گمان اور شک ہی کا فائدہ
دیتی ہے اور جو خبر حدیث متواتر سے ثابت ہو اس کے منکر کے کافر
ہونے کی علت اس حدیث کا نبی سے صادر ہونا بلا شبہ یقینی
ہوا اسلئے کہ راویوں کی کثرت سے یقین حاصل ہوتا ہے اور
شک زائل ہو جاتا ہے جب یہ بات ہے تو پس جو خبر احاد ظنی
سے ثابت ہو بلا شبہ یقینی ہو جائیگی اس خبر کے ظہور کے بعد
چنانچہ مغرب کی طرف سے آفتاب کا طلوع ہونا اگرچہ
حدیث احاد سے ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالے کے قول یوم
یأتی بعض آیات ربک (جس دن آئیگی تیرے
رب کی نشانیوں سے بعض نشانی) کی تفسیر کے تحت
ذکر کیا گیا ہے لیکن جب مغرب کی طرف سے آفتاب
طلوع ہو جائیگا اور لوگ اس کو دیکھ لینگے تو زائل ہو جائیگا
ظن اور حاصل ہوگا یقین پس اس وقت اس خبر احاد کے
نبی ع سے صادر ہونے کا انکار یا شک مومن کے دل میں نہیں

في الباب الرابع من الاحياء
في آفات المناظرة قال النبي عليه
السلام اذا تعلموا الناس العلم و
تركوا العمل وتحابوا بالالسن وتباغضوا
بالقلوب وتقاطعوا في الارحام
لعنهم الله فاصمهم واعمى ابصارهم
رواه الحسن رض وقد صح ذلك
بمشاهدة الى هنا كلامه فانظر ايها
المنصف الى قوله وقد صح ذلك
بمشاهدة اي صح هذا الحديث
عن النبي عليه السلام بظهوره
في العلماء ويقرب من ذلك
ما ذكره الكرماني تحت قول عمر رض
لابنه اذا حدثك شيئا سعد
ابن ابي وقاص عن النبي عليه
السلام فلا تسأل عنه قال الكرماني
خبر الواحد قد يصير محفوفا بالقرائن
فيفيد اليقين فلا يحتاج حينئذ
الى السوال وقول عمر رض هذا مذكور
في البخاري في الجزء الاول من
اجزاء الثلاثين في باب المسح
على الخفين ومن الدليل على
التكفير قول الشيخ في آخر الرسالة
وهو قوله فالحاصل ان المهدي ع
لا يتحقق الا وان يوجد فيه جميع

سمائیگا پس ایسا ہی مہدیؑ کے باب میں حدیث احاد کا حال
(ظہور مہدیؑ تک حدیث احاد میں شک رہا بعد ظہور شک زائل ہو یقین
حاصل ہوگیا) اور تائید دیتا ہے اس کی (حدیث احاد ظاہر ہونے
کے بعد صحیح ہونے کی) وہ جو فرمایا ہے امام غزالیؒ نے
احیاء العلوم کے باب چہارم مناظرہ کے آفات کے بیان میں
نبیؐ نے فرمایا کہ جس وقت لوگ علم سیکھینگے عمل چھوڑ دینگے
زبانوں سے اظہار محبت کرینگے اور ایک دوسرے کے دلوں
میں بغض و عداوت رکھیں گے اور عزیزوں سے منقطع ہو جائینگے
اللہ ان پر لعنت کریگا بہرے اور اندھے کریگا ان کو روایت
کی ہے اس حدیث کی حسن بن علی رض نے اور تحقیق کہ صحیح ہوئی
یہ حدیث مشاہدہ سے یہاں تک ہے ان کا کلام پس دیکھ ای
منصف امام غزالیؒ کے قول قد صح ذلک بمشاھدۃ
کو یعنے نبیؐ کی یہ حدیث صحیح ہوئی بسبب ظاہر ہونے اس
حدیث کے عالموں میں اور اس ماجرے کے قریب ہی
جو کچھ ذکر کیا ہے کرمانی نے شرح بخاری میں تحت قول
عمر رض بہ فرزند خود عبداللہ رض (عمر رض نے اپنے فرزند عبداللہ رض
سے کہا کہ جب کچھ حدیث کرے تیرے روبرو سعد ابن
ابی وقاص رض نبیؐ سے تو تو اس حدیث کے متعلق سوال
مت کر۔ کرمانی نے کہا کہ حدیث احاد کبھی قرینوں سے
گھری ہوئی ہوتی ہے تو فائدہ دیتی ہے یقین کا پس اس وقت
سوال کرنیکی احتیاج نہیں ہوتی اور عمر رض کا یہ قول بخاری
کے تیس جزو میں سے جزو اول موزہ پر مسح کرنے کے باب
میں ہے۔ شیخ کا قول جو آخر رسالہ میں ہے منکر مہدیؑ کی تکفیر
پر منجملہ دلائل کے ایک دلیل ہے وہ یہ ہے کہ فالحاصل ان
المہدی لا یتحقق الا وان یوجد فیہ جمیع ما

ما ورد في شانه من الاحاديث
فهذا الحديث. اعني من كذب
بالمهديؑ فقد كفر مما ورد في شانه
من الاحاديث ولو لم يحكم المهديؑ
بتكفير المنكر لا يثبت مهديته على
مقتضى قول الشيخ نعلم وجدان
حكمه على مقتضى الحديث ثم التعجب
من بلاهة الشيخ وتعريته من
علم الحديث والاصول حكم على
هذا الحديث وحده بالضعف
وكونه احادا لا يفيد القطع مع ان
الاحاديث الواردة في اكثرها
كذلك لا تفيد القطع نعم حصل التواتر
من الاحاد في وجود المهديؑ من
غير قطع على صفة ثبوتية او سلبية
لان رواتها بلغت حد التواتر
واتفقهم في كثرة استحالت العادة
تواطؤهم على الكذب ودامت
هذه الكثرة الى زماننا هذا فيكون
اول هذا الخبر كآخره وآخره كاوله
ووسطه كطرفيه اذ الحكم النقيض

وَرَدَ فی شانہ من الاحادیث (حاصل یہ کہ مہدیؑ
ثابت نہیں ہوسکتا مگر جبکہ مہدیؑ کی ذات میں وہ تمام حدیثیں
پائی جائیں جو مہدیؑ کی شان میں آئی ہیں) پس یہ حدیث یعنی
من کذب بالمھدی فقد کفر (جس نے مہدیؑ کی تکذیب
کی پس تحقیق کہ وہ کافر ہوا) منجملہ اُن احادیث کے ہے جو
مہدیؑ کی شان میں وارد ہوئی ہیں اور شیخ کے مقتضای
قول سے اگر مہدیؑ اپنے منکر پر تکفیر کا حکم نہ کرے تو مہدیؑ
کی مہدیت ثابت نہ ہوگی بسبب نہ پائے جانے حکم مہدیؑ
کے حکم حدیث کے موافق پھر تعجب ہے شیخ کی دیوانگی اور
علم حدیث واصول سے اس کی برہنگی پر کہ اس حدیث
(من کذب بالمھدیؑ فقد کفر) پر ہی اسکے ضعیف
احاد ہونے اور قطعیت کا فائدہ نہ دینے کا حکم کردیا باوجود
اسکے کہ اکثر احادیث جو مہدیؑ کی شان میں وارد ہوئی ہیں
اس حدیث کی طرح احاد ہیں قطعیت کا فائدہ نہیں دیتیں
ہاں (سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ کیا مہدیؑ کے
باب میں کوئی خبر متواتر بھی ہے) وجود مہدیؑ کے باب
میں احادیث احاد سے بے صفت ثبوتیہ وسلبیہ کی قطعیت
کے بغیر تواتر حاصل ہے اس لئے کہ ان احادیث کے
راوی حد تواتر کو پہنچ چکے ہیں کیونکہ احادیث احاد کے
راوی کثرت میں ان کی یہ تعداد ان سب کے جھوٹ
پر متفق ہونے کو محال رکھتی ہے اور ہمیشگی رکھی یہ ان

سے چاہئے شیخ علی سے دو نسخے کے بعد کہ کہا ہو کہ لا شک ان وجود المھدی الموعود ثابت بالاحادیث و
الآثار بحیث نشاء شبه تعاضد ا۔ اس بات میں شک نہیں ہے کہ مہدی موعود کا وجود حدیثوں اور آثار سے
ثابت ہوچکا ہے اور قریب ہے کہ تواتر سے زیادہ ہیں (یہ ظاہر ہے شیخ علی کا قول اول)

من كل فرقة من الفرق الاسلامية
يرويه قوله ان الحديث انما
يدل على وجوب اعتقاد مهدي
ما لا المهدي المعين قلت و
الاولى ان يقول لان الحديث
باللام الجارة ليكون علة لقوله
فلا يجزم بكفر جاحده او مع ان
الحديث ثم اقول لا معنى لكلام
الشيخ لا المهدي المعين لان
وجوب اعتقاد مهدي ما يقتضي
ان يعتقد المهدي الموعود الثابت
في نفس الامر ولا يقتضي ان
من انكر المهدي الموعود فقد كفر
ثم يقول اعتقد مهديا ما ولكن
لا اعتقد هذا المهدي لشبهات
تعرض لي ان يكفيه هذا
الاعتقاد مثاله كمن اعتقد ان
خاتم الرسل يجيء في آخر الزمان
ولكن لا اعتقد محمدا انه خاتم
الرسل فوكد ولو سلم فالمهدي
الذي يجب الاعتقاد به انما هو
الذي تكون الاحاديث والآثار
الواردة فيه موافقة له وهذا
الشخص لم يوجد فيه اكثر
العلامات المعتبرة المخصوصة

راویوں کی کثرت ہمارے اس زمانہ تک پس ہوتا ہے اس
خبر کا اول اس کے آخر کے مانند اور اس خبر کا آخر اس کے
اول کے مانند اور اس خبر کا وسط اس کے اول و آخر کے مانند
(تمام احادیث جو خروج مہدی کے بابمیں وارد ہوئی ہیں
علامات و صفات کے سوائے سب کے سب وجود مہدیؑ میں
بالکلیہ موافق اور متفق ہیں) اسلئے کہ فرقہائے اسلامیہ
کے ہر ایک فرقہ کی ایک بڑی جماعت نے اس کی روایت
کی ہے قولہ تحقیق کہ حدیث (من کذب بالمھدی الخ)
مہدی مطلق کے اعتقاد کے وجوب پر دلالت کرتی ہے
مہدی معین کے وجوب اعتقاد پر دلالت نہیں کرتی قلت
بہتر یہ تھا کہ کہتا لان الحدیث لام جارہ کیساتھ تاکہ
ہوتی یہ بات اس کے قول فلا یجزم بکفر جاحدہ کی
علت یا مع ان الحدیث کہتا پھر کہتا ہوں میں کہ
شیخ کا کلام لا المھدی المعین بے معنی ہے اس لئے کہ
مہدی مطلق کے اعتقاد کا وجوب حکم کرتا ہے کہ اعتقاد رکھے
مہدی موعودؑ کا جو واقع میں ثابت ہے اور اس کا مقتضا یہ
نہیں ہے کہ کہے جس نے مہدیؑ کا انکار کیا کافر ہوا اور پھر
کہے کہ جو کوئی کہ مہدی ہو میں اس پر اعتقاد رکھتا ہوں و
لیکن اس مہدیؑ کا معتقد نہیں ہوں اُن شبہات کی وجہ
سے جو مجھے پیش آتے ہیں اگر یہی اعتقاد اس کیلئے کافی ہے
تو اس کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جو کہتا ہے کہ
میں اعتقاد رکھتا ہوں کہ خاتم الرسل آئیں گے زمانہ آخر
میں ولیکن یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ محمد خاتم رسل ہیں قولہ
اگر منکر مہدی کی تکفیر تو تسلیم کیا جائے تو مہدی کہ جس کا منکر
کافر ہے اور جس پر اعتقاد کرنا واجب ہے وہ

بالمهدي الصحيحة المصرحة بالأحاديث
المستفيضة كوجود السفياني في
زمانه وخروجه مع عيسى عليه
السلام لقتل الدجال بباب
لد بأرض فلسطين وغير ذلك
قلت حديث السفياني لم
يصرح أئمة الحديث بصحته في
الكتب المعتبرة وما لم يصرحوا
بصحته ووضعه لا يحكم بصحته
ووضعه بل يتوقف فيه لسكوتهم
عنه كما هو مذكور في أصول الحديث
فالذي يجب تصديقه لا يكون
حجة في الاعتقاديات الجازمة
لأنه لا يفيد القطع والجزم كما ذكره
الشيخ قبل في قوله فالجواب هو
قوله فلا يفيد إلا الظن في
جواب قوله وقد ورد في
الحديث هو قولنا أما المتوقف فيه
فإنه لا يفيد الصحة في نفسه
فكيف يفيد الاعتقاد لغيره وكيف
المتوقف فيه فإنه لا يفيد الصحة
في نفسه فكيف يفيد الاعتقاد لغيره
كما ذكرت قبل فمثل هذه الأحاديث
المتوقف فيها لا يحكم بصحتها لأجل
الظهور فإن ظهرت علم أنها

ہے کہ احادیث اور آثار جو اس کے حق میں آئے
ہیں اُس کے موافق ہوں اور یہ شخص جس نے دعوی
مہدیت کیا ہے اسمیں نہیں پائے جاتے اکثر معتبر علامات
جو مہدی سے خاص کئے گئے ہیں وہ علامات صحیح
اور صریح کئے گئے ہیں پیغمبر سے پے درپے جاری ہونے
والی حدیثوں سے مثلاً مہدی کے زمانہ میں سفیانی کا
موجود ہونا اور فلسطین کی زمین پر دروازہ لُد کے قریب
دجال کو قتل کرنے کے لئے عیسیٰ ع کے ساتھ مہدی کا
آنا ان کے سوائے اور دوسرے علامات ہیں قلت
ائمہ حدیث نے اپنے کتب معتبرہ میں حدیث سفیانی
کی صحت کی تصریح نہیں کی اور نہ اس کے صحیح ہونے
اور موضوع ہونے کی وضاحت کی ہے لہذا اس کے صحیح
ہونے اور موضوع ہونے کا حکم نہیں کیا جائے گا بلکہ ائمہ
حدیث کے سکوت کی وجہ سے اس حدیث میں
توقف کیا جائیگا چنانچہ یہ بات اصول حدیث میں
مذکور ہے پس وہ حدیث کہ جس کو صحیح جاننا واجب
ہو تو باب اعتقاد جازمہ میں حجت نہیں ہوتی اسلئے کہ
وہ حدیث قطعیت اور یقین کا فائدہ نہیں دیتی جیسا کہ
شیخ نے قبل ازیں اپنے قول فالجواب میں ذکر کیا ہے
کہ (خبر احاد صحیح قرار پانیکے باوجود) محض ظن کا فائدہ دیتی
ہے ہمارا جواب اسی کا قول ہے اور ہم اس کے قول
قد ورد فی الحدیث کے جواب میں یوں کہتے ہیں
کہ متوقف فیہ حدیث تو وہ خود اپنی صحت کا فائدہ
نہیں دیتی تو دوسرے کو اعتقاد کا فائدہ کس طرح دیگی
جس حدیث کی تصدیق واجب ہو وہ قطع ویقین کا فائدہ

صدرت عن النبی علیہ السلام و لا اعلم انہا من الموضوعات فکیف یعارض بمثلہا مع من اثبت دعواہ بما اثبت دعوی الانبیاء من الاخلاق وسنذکرہ انشاء اللہ عند تمثیل الشیخ بیقۃ واما الجواب عن خروجہ مع عیسیٰ فمذکور فیما سبق فلا نعید اما قولہ بباب لد بارض فلسطین فاشارۃ الی الحدیث الواقع فی القرطبی وھو ضعیف غایۃ الضعف خلق (قال البیہقی فی شعب الایمان اتفاق العلماء علی اعتقاد شاف ثم اعلم ان ایراد الشیخ حدیث السفیانی فی الاحادیث المستفیضۃ عن النبی من عدم علمہ بانہ لیس منہا والدلیل علی ان الاحادیث الواردۃ فی صفۃ المہدی لیست بمستفیضۃ علی تعیین وصف ما توقف بعض العلماء فیہ کما ذکرہ البیہقی فی شعب الایمان ذکرتہ قبل اذ

نہ دینے کی صورتیں اعتقادیات میں حجت نہیں ہوسکتی) تو جس حدیث میں توقف کیا گیا ہو اس کا کیا حال ہوگا اس لئے کہ جو حدیث اپنی ذات کی صحت کا فائدہ نہیں دیتی تو وہ کس طرح اپنے غیر کا اعتقاد کا فائدہ دیسکتی ہو چنانچہ میں نے اس کا ذکر پہلے کردیا ہے پس اس حدیث کے جیسے احادیث کہ جنمیں توقف کیا گیا ہے ان کی صحت کا حکم نہیں کیا جائے گا مگر بعد ظہور کے پس اگر ظاہر ہوجائیں وہ احادیث تو سمجھا جائیگا کہ وہ نبی سے صادر ہوئی ہیں اور اگر ظاہر نہوں تو جانا جائیگا کہ موضوعات سے ہیں پس اس قسم کے احادیث سے کس طرح تعارض کیا جائیگا اس شخص کیساتھ جس کا دعوی اُس چیز سے ثابت کیا گیا ہے جس چیز سے کہ انبیاء کا دعوی ثابت کیا گیا یعنے اخلاق اور میں قریب میں اس کا ذکر کرونگا اگر چاہے اللہ تعالی شیخ کی تمثیل بیچہ کے تحت اور عیسی ع کے ساتھ مہدی کے خروج کا جواب اس سے پہلے گذرچکا ہم اس کا اعادہ نہیں کرتے شیخ کا قول بباب لد بارض فلسطین (فلسطین کی زمین میں لد کے دروازہ کے قریب) پس یہ اشارہ ہو اُس حدیث کی طرف جو قرطبی میں واقع ہے اور یہ حدیث ضعیف نہایت درجہ کی ضعیف ہو پس اسی لئے امام بیہقی نے شعب الایمان میں کہا ہے کہ علماء کا اتفاق شافی اعتقاد پر ہے پھر جان کہ نبی سے جاری ہوئے والی حدیثوں

سہ یعنے جن چیزوں کے سے وہ [illegible] ہوئی ہیں اُن چیزوں ہی احادیث کا ظہور ہو سکتا ہے

لوكانت الاحاديث مستفيضة
في تعيين الوصف فما وجه
التوقف الا الجهل بالاحاديث
وذلك لا يظن بجهابذتها قوله
فيجب انكاره لوجوب حصول
الاعتقاد بمن سيوجد فيه هذه
العلامات فعلى هذا يلزم كفرهم
لاعتقادهم مهدوية هذا الشخص
المستلزم انكار مهدوية المهدي
الذي سيوجد فيه هذه العلامات
قلت قد ذكر فيما مر ان هذا
القول مناقض لقول الشيخ في
بحث عدم الكفر بانكار المهدي
وهو قوله ويكفرون بتكفيرهم
من غير الموجب لان انكار المهدي
لم يقل احد بكفره والشيخ قد
كفر بنسبة الكفر الينا بمجرد تصديقنا
المستلزم لانكار المهدي الذي
هو في زعم الشيخ فتأمل فانه
بين قوله ومن حماقتهم انهم
يذكرون بعض الاحاديث
الذي لا اصل له عند جهابذة الحديث
ويزعمون به التعارض مع
الاحاديث الصحيحة الواردة بطرق
عديدة ولا يخفى ان التعارض

حدیث سفیانی کو لانا شیخ کی لاعلمی کا سبب ہے اسلئے کہ
حدیث سفیانی نبی ؑ سے جاری شدہ حدیثوں سے نہیں
ہے اور دلیل اس بات پر کہ جو احادیث مہدی ؑ کی صفت
میں وارد ہوئی ہیں صفات مہدی ؑ میں سے کسی صفت
کو معین کرنے والی نہیں ہوئیں اُن احادیث میں بعض
علماء کا توقف کرنا ہے جیسا کہ ذکر کیا اس کا بیہقی نے
شعب الایمان میں ہیں سے اس کا ذکر قبل ازیں کر دیا
ہے اگر احادیث صفت مہدی ؑ کے تعین کرنے میں جاری
ہوتیں تو پس علماء کے توقف کی کوئی وجہ نہ ہوتی مگر
احادیث کی ناواقفیت اور احادیث کی ناواقفیت
کا گمان صرافان احادیث کے متعلق مناسب نہیں۔
قولہ پس واجب ہے انکار اس کا بہ سبب واجب ہونے
اعتقاد کے اس شخص کے ساتھ
جس میں یہ ساری علامتیں پائی جائینگی پس اس
صورت میں لازم آتا ہے ان کا کفر بسبب ان کے اعتقاد
کرنے اس شخص کی مہدیت کے جو لازم کرنیوالا ہے
انکار کو اُس مہدی کی مہدیت کے جسمیں ساری علامتیں
پائی جائینگی قلت تحقیق کہ ذکر کیا گیا ہے گزشتہ
عبارت میں کہ شیخ کا مذکورہ بالا قول توڑنیوالا ہے
شیخ کے اُس قول کو جو کہا ہے اپنی بحث عدم تکفیر
منکر مہدی ؑ میں وہ قول یہ ہے کہ یکفرون بتکفیرھم
من غیر الموجب لان انکار المہدی لم یقل
احد بکفرہ اور شیخ اپنے اس قول سے کافر ہوگیا ہماری
طرف کفر کی نسبت کرنے کی وجہ سے محض ہماری مہدی
موعود ؑ کی تصدیق کرنے کی بناء پر وہ مہدی موعود ؑ

انما هو بين الاحاديث المتساوية قوة وضعفا لا بين المشهورات المتواترة المستفيضة الثابتة من طرق عديدة وبين المطعون فيها الذي لا ثبوت له اصلا قلت. وجدت فيها ضمير التانيث العائد الى الالف واللام في المطعون وذلك ليس بصحيح بل يجب ضمير المذكر ليعود اليه و لا ادري اهو من سهو الكاتب ام من غلط الشيخ وذلك ليس ببعيد واخر كلامه يدل على ما ذكرت وهو قوله الذي لا ثبوت له اصلا ثم اعلموا ان حماقة الشيخ لنسبة الحماقة الينا لانه لو يقع بيننا وبين مهرة الحديث مباحثة في وقت ما حتى تعارض بالاحاديث التي لا وجود لها عند مهرتها فهل هذا الامر مفترياته ثم نفهم من كلام الشيخ ادعاء مهارتها لنفسه وكلامه شاهد على حماقته وافلاسه من مهارة الحديث خبيث. قال فالحاصل ان المهدي لا يتحقق الا وان يوجد فيه جميع ما ورد في شانه

کہ جسکی تصدیق شیخ کے گمانی مہدی کے انکار کو لازم کرنے والی ہے (اسلئے کہ شیخ کا ہماری طرف کفر کی نسبت کرنا بلا موجب شرعی ہی) پس تو غور کرتا کہ تجھپر شیخ کے دونو اقوال کا متناقض ہونا ظاہر ہو جاے قولہ اور مہدویوں کی حماقتوں میں سی یہ ہے کہ بعض ایسی حدیثوں کا ذکر کرتے ہیں کہ ماہران حدیث کے پاس اُن کی کوئی اصل نہیں اور گمان کرتے ہیں ان کے تعارض کا احادیث صحیحہ سے جو کئی طریقوں سے وارد ہوئی ہیں اور یہ امر مخفی نہیں کہ تعارض اُن احادیث میں ہوتا ہی جو از روی قوت و ضعف مساوی ہوں اُن احادیث میں تعارض نہیں ہوتا جو مشہور متواتر او مستفیض ہوں ایسی کہ ثابت ہوئی ہوں کئی طریق سے اور کچھہ مطعون احادیث ہوں جن کا شمار احادیث میں نہیں قلت میں نے شیخ کے قول المطعون فیہا میں ھا ضمیر تانیث پائی جو لوٹتی ہے المطعون کے الف و لام کی طرف اور یہ صحیح نہیں بلکہ اس کی طرف لوٹنے کے لیے ضمیر مذکر واجب ہی میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ سہو کاتب ہی یا شیخ کی غلطی اور یہ (شیخ سے غلطی کا ہونا بھی) بعید نہیں کیونکہ شیخ کا آخری کلام اس بات پر دلالت کرتا ہی جس قاعدہ نحو کا میں نے ذکر کیا ہی اور وہ شیخ کا قول الذی لا ثبوت لہ اصلا پھر جان کہ یہ شیخ کی حماقت ہی کہ اس نے حماقت کی نسبت ہماری طرف کی اسلئے کہ ہمارے اور ماہران حدیث کے درمیان کسی وقت کوئی مباحثہ نہیں ہوا تا کہ ہم تعارض کرتے اُن سے اُن احادیث کے ساتھ کہ جن کا وجود ماہران

من الاحادیث وسیجیٔ قریبا وایم اللّٰہ لا یحکم بمثل ہذا الحکم من لہ ادنی درایۃ فی الحدیث فضلا عن المہارۃ وما وجدت تمثیلا لنسبۃ الشیخ ایانا الی الحماقۃ الا ما یضرب فی عرفنا وہو ما یحکی ان رجلا من الدکھن تکلم مع رجل من الکجرات فقال ایش ہذا الحرف فیکم تتکلمون بکلمۃ ثم تکررون بحذف حرف فی اولہا واتیان المیم مکانہ کما تقولون للخبز روتی موتی وللماء پانی مانی وللسیف تروار مروار فاجاب الکجراتی رادا عن نفسہ ہذہ النقیصۃ بان ذالک یصدر ممن یکون بازاری مازاری ای السوقی اثبت النقیصۃ فی عین الدفع کذلک الشیخ نسبنا الی الحماقۃ وعد نفسہ من المہرۃ مع تکلمہ بکلام مشابہ بکلام نفیتق کما لا یخفی علی العاقل قولہ مع ان التعارض انما یلزم منہ سقوط وجوب الاعتقاد فی احد الجانبین فمن این لہم وجوب اعتقاد

حدیث کے پاس کچھ نہیں شیخ کے منجملہ افتراؤں کے یہ بھی ایک افترا ہے شیخ کے کلام سے یہ بات بھی سمجھی جاتی ہے کہ شیخ کو اپنے صراف احادیث ہونیکا دعویٰ ہے اور خود شیخ کا کلام اس کی حماقت اور بہارت احادیث سے اس کے مفلس ہونے کی گواہی دیرہا ہے جہاں کہ کہا فالحاصل ان المہدی لا یتحقق الا وان یوجد فیہ جمیع ما ورد فی شانہ من الاحادیث (حاصل یہ کہ مہدی ثابت نہوگا مگر جبکہ اسمیں پائی جائیں وہ تمام احادیث جو اس کی شان میں آئی ہیں) قریب میں اس کا بیان آئیگا۔ خدا کی قسم جسمیں ذرا سی احادیث کی سمجھ ہو وہ بھی شیخ کے حکم کے جیسا حکم نہیں کریگا چہ جائیکہ ماہرین فن حدیث حکم کریں اور شیخ نے ہم کو حماقت سے جو نسبت کی ہے اس کی تمثیل ایک ہی ملی جو ضرب المثل کے طور پر کہی جاتی ہے وہ یہ کہ حکایت کی جاتی ہے کہ ایک دکھنی گجراتی سے گفتگو کر رہا تھا پس دکھنی نے گجراتی سے کہا کہ یہ تمہاری مرد کی بول چال کیسی ہے کہ ایک کلمہ کہتے ہو پھر اسی کلمہ کو حرف اول کو نکالکر اس کی جائے پر میم لگا کر مکرر کہتے ہو چنانچہ روٹی کو کہتے ہو روٹی موٹی اور پانی کو پانی مانی اور تلوار کو تلوار مروار تو گجراتی نے اپنی ذات سے اس عیب کو دفع کرنے کے لئے جواب دیا کہ یہ بات ایسے ہی شخص سے صادر ہوتی ہے جو بازاری مازاری یعنے سوقی ہے پس گجراتی نے بازاری مازاری کہکر دفع عیب ہی میں اپنے عیب کا ثبوت دیا ہے۔ اسی طرح شیخ نے ہمکو حماقت سے نسبت

هذا الشخص بادعاء التعارض
هل بعد الامر جهلهم قلت
اذا سلم التعارض على قاعدته
يجب تصديق المدعي باخلاقه
اذ الاخلاق هي المثبتة لمعجزات
الانبياء وصحة شهادات الشهداء
ولولاها لما ثبتت لانا لو فرضنا
اجتماع النبي اهل المعجزات
الخارقة للعادة مع اهل السحر
الخارقة للعادة تخييلا وادعاء
كل منهما النبوة فاي فارق لنا
بينهما وكيف نصدق احدهما
ونكذب الاخر فلا يمكن الفرق
بينهما الا باخلاقهما فمن وافق
اخلاقه باخلاق الانبياء الماضين
وجب تصديقه ومن لا فلا
فالمعجزة مفتقرة في صحتها الى
الاخلاق وكذلك الشهادة
مردودة الامن عدل ذي
اخلاق حسنة مرضية فمن
صحة الشهادة ايضا اخلاق الشاهد
وسيجي هذا البحث مشبعا في
تمثيل البق فتركه ومن جهالتهم
خرقهم الاجماع قلت زاد الله الفتق
في خزانة الشيخ كيف ينفقه

دی ہے اور اپنی ذات کو حرافان حدیث سے شمار کیا ہی باوجودیکہ خود ہمبق کی طرح کلام کرتا ہی چنانچہ مرد عاقل پر شیخ کا کلام پوشیدہ نہیں قولہ باوجودیکہ تحقیق تعارض کہ لازم آتا ہے اس سے دونو جانب سے ہر ایک کے وجوب اعتقاد کا ساقط ہونا تو پھر مہدویوں کے دعوی تعارض کے باوجود ان کے مہدی کی مہدیت کے اعتقاد کا وجوب کیسے ہو سکتا ہی نہیں ہی یہ مگر ان کی جہالت قلت اگر شیخ کے قاعدہ کی روسے تعارض تسلیم کر لیا جائے تو بھی مدعی کی تصدیق اس کی اخلاق سے واجب ہوتی ہی اس لئے کہ اخلاق ثابت کرتے ہیں انبیاء کے معجزوں اور ان کی نبوت کی گواہی دینے والوں کی گواہی کی صحت کو اور اگر نہوتے اخلاق تو نہ ثابت ہوتے معجزے اور گواہی دینے والوں کی گواہی اس لئے کہ اگر ہم فرض کریں جمع ہونا خارق عادت معجزات والے پیغمبر کا خارق عادت خیال پیدا کرنے والے ساحر کے ساتھ اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا دعوی نبوت کا ہو تو ہم کس طرح تصدیق کریں ان دونوں میں سے ایک کی پیغمبر سمجھکر اور جھٹلائیں دوسرے کو ساحر جانکر پس ان دونوں میں فرق کرنا ممکن نہیں مگر ان دونوں کے اخلاق سے پس جس کے اخلاق اگلے پیغمبروں کے اخلاق کے موافق ہوں اس کی تصدیق واجب ہی ورنہ نہیں پس معجزہ کی صحت محتاج ہے اخلاق کی اور اسی طرح گواہی مردود ہے مگر اس کی گواہی جو عادل صاحب اخلاق نیک و پسندیدہ ہو مقبول ہے پس گواہی کو بھی صحیح کرنے والے گواہی

---

۵ کبھی دیوانوں کی جیسی بات کرنے والا اور کبھی سیانوں کے جیسا کلام کرنے والا۔

من غير مبالات الى النفاذ قال
الله تعالى ولا يحيق المكر السيئ
الا باهله . قوله بان يعتقدوا
في الولي العصمة فلا يجيزون
السهو والغلط والزلة على الولي
قلت ذكر الشيخ لفظ الولي مطلقا
من غير قيد بالمهدي من
تعنته مع علمه بانا نجوز الغلط والسهو
على الولي المطلق اما الغلط على
المهديؑ في معلوماته من
الله تعالى فلا نجوزه لان مرتبته
يأباه اذ لو نجوز الغلط عليه في
معلومه لجوز الغلط في علمه
انه المهديؑ وحينئذ لا يجب
تصديقه فيفوت فائدة ارساله
ودعوته ويكون هو متكلفا
بما لا يجب تكليفه وذلك لا
يليق بحاله هذا ما ذكرته
عقلا اما الدلائل النقلية
المؤيدة لما ذكرت سأذكرها
ان شاء الله تعالى وقوله وليس
كذلك بل الولي يكون محفوظا
يعني يمكن ان يصدر من الولي
الخطاء والزلة ولكن لا يصر على
ذلك ومع ذلك لا ينقض

دینے والے کے اخلاق ہیں اور یہ بحث قریب میں شکم
سیر آئیگی شیخ کی تمثیل پشہ کے موقع پر قولہ منجملہ ان
کی جہالت کے ان کا اجماع کو توڑنا ہے قلت اللہ تعالیٰ
شیخ کے خزانہ میں دیوانگی کو زیادہ کرے کس طرح
خرچ کرتا ہے دیوانگی کو اس کے ختم ہونیکا خوف نہ
کرکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور نہیں وبال پڑتا بری
تدبیر کا مگر بری تدبیر کرنے والو نپر قولہ ان کا اجماع کو
توڑنا یہ ہے کہ ولی کے حق میں عصمت کا اعتقاد رکھتے
ہیں پس سہو غلطی اور زلت ولی کیلئے جائز نہیں رکھتے
قلت شیخ کو اس علم کے باوجود کہ ہم مہدیؑ کے سوائے
مطلق ولی کیلئے غلطی اور سہو کو جائز رکھتے ہیں شیخ
کا لفظ ولی کو مہدی سے مقید کرنے کے بغیر مطلقا
ذکر کرنا شیخ کے منجملہ عداوت سے ہے لیکن مہدیؑ
سے اس کے معلومات من اللہ میں غلطی کا ہونا ہم
اس کو جائز نہیں رکھتے کیونکہ مہدیؑ کا مرتبہ مہدی
کو باز رکھتا ہے غلطی سے اس لئے کہ اگر جائز رکھیں
مہدیؑ کے معلومات میں غلطی کو تو مہدیؑ سے خود کو مہدی
جاننے میں غلطی ہونا جائز ہوگا اور اس وقت خلق پر اس
کی تصدیق واجب ہنوگی اور اس کو خلق کی دعوت کیلئے
بھیجنے کا فائدہ فوت ہوجائیگا اور وہ ایسا بوجھ اٹھانے
والا ہوگا جس کا اٹھانا اس کے لئے واجب نہیں اور
یہ بات مہدیؑ کے حال کے سزاوار نہیں کیونکہ مہدیؑ
خلیفۃ اللہ اور حجۃ اللہ ہیں میں نے یہ جو کچھ ذکر کیا ہے
دلیل عقلی ہے لیکن امر مذکور کا تائید دینے والی نقلی
دلیلیں قریب میں بیان کروں گا اگر چاہے اللہ تعالیٰ

مرتبته كما قيل الولي ولي و
ان اتى حدا واقيم عليه ما لم
يخرج الى حد الفسق باصرار و
ادمان يعني ظاهر الحكم عنه
بالولاية قلت اصحابنا على هذا
الاعتقاد في غير المهدي ع
قوله فالحاصل ان المهدي لا
يتحقق الا وان يوجد فيه جميع
ما ورد في شانه من الاحاديث
قلت قد ذكرت فساد هذا
الكلام مرارا فيما قبل فلا نعيد
رحم الله من انصف وتامل
في اعتسافات الشيخ كيف عدل
عن مذهب الاصوليين
والمحدثين حيث شرط
وجدان الاحاديث كلها وهي
مختلفة اختلاف الليل و
النهار فانظر ايها المنصف هذا
حال من يعد نفسه من مهرة
الحديث فكيف حال من لا
يكون منهم ثم يحتج بالحديث
فويلا على الشيخ وامثاله قوله
اذ لو تحقق ببعض منها لم يكن
لذكر الباقي فايدة قلت كلام
الشيخ يدل على عدم اطلاعه

قولہ جیسا کہ مہدویوں کا اعتقاد ہے ایسا نہیں ہے بلکہ ولی
محفوظ ہوتا ہے یعنی ولی سے خطا اور زلت کا صادر
ہونا ممکن ہے لیکن ولی ان پر مصر نہ ہوگا اور باوجود اسکے
اس کے مرتبہ میں فرق نہیں آئے گا چنانچہ کہا گیا ہے
کہ ولی ولی ہے اگرچہ کہ اس پر حد شرعی آجائے اور
اس پر حد شرعی قایم کی جائے (یہ بات اس کو ولایت
سے خارج نہیں کرتی) تا وقتیکہ وہ فسق کی حد تک نہ
پہنچ جائے خطا و زلت پر ہمیشگی کرنے او مصر ہونے
سے کہ جس سے ولایت کا حکم ظاہر دور ہوجاتا ہے
قلت ہمارے بھائی اس قسم کا اعتقاد غیر مہدی ع
کے متعلق رکھتے ہیں قولہ حاصل یہ کہ مہدی ع ثابت نہ
ہوگا مگر اس وقت جبکہ اس میں پائے جائیں وہ تمام
احادیث جو اس کی شان میں آئی ہیں قلت میں
نے اس کلام کے فساد کا ذکر اس سے پہلے کئی بار
کردیا ہے لہذا ہم اس کا اعادہ نہیں کرتے رحم کرے
اللہ اس پر جس نے انصاف کیا اور غور کیا شیخ کی
بیراہی پر کہ اس نے اصولیوں اور محدثوں کے مذہب
سے کس طرح روگردانی کی ہے جو اس نے تمام
احادیث کے پائے جانیکی شرط لگادی حالانکہ وہ احادیث
مختلف ہیں دن اور رات کے اختلاف کی طرح پس
دیکھو اے منصف یہ حال اس شخص کا ہے جس نے اپنی
ذات کو ماہران حدیث سے شمار کیا ہے اور اس
شخص کا حال کیا ہوگا جو ماہران حدیث سے نہ ہو اور اپنے
انکار کو ثابت کرنے کے لئے احادیث سے حجت بھی
پیش کرے ہلاکت ہو شیخ کی اور برادران شیخ کی قولہ

على تمسكات المجتهدين
واستدلالاتهم بالاحاديث و
تاويلاتهم لها وجعلهم بعضها
اصلاً في الباب لقوتها عندهم
وتركهم ما يعارضها لضعفها و
لو نظر الشيخ بنظر الانصاف
في الاحاديث الصحاح الدالة
على رفع اليدين لوجد اكثر من
عشرة احاديث مع انها متروكة
عند الحنفي وكذلك لو نظر في
الآيات والاحاديث الدالة
على زيادة الايمان ونقصانه
لوجدها اكثر من ان تدخل
تحت الضبط ومع ذلك انها
ماولة عند الحنفي وكذلك الاحاديث
الدالة على طهارة الماء اذا كان
مقدار قلتين متروكة عند
الحنفي ولا اصل يعتمد عليه
في تقدير الماء عشر في عشر
عند اهل الحديث كلهم كما ذكر في
القاري شرح المصابيح وغيرهم
انه المذهب عند الحنفيين
والعجب من الشيخ وامثاله
لعلمهم ان الاحاديث واردة
في ابواب الدين كلها كالطهارة

اس لئے کہ اگر بعض ان احادیث کی تبدیلی ثابت ہو تو
باقی حدیثوں کا ذکر بے فائدہ ہوگا فقط شیخ کا کلام
اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کو مجتہدین کے
تمسکات اور ان کے استدلال و تاویلات احادیث
سے واقفیت نہیں نیز وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ مجتہدین
جن حدیثوں کو قوی سمجھتے ہیں ان کو اصل فی الباب
قرار دیتے ہیں اور جن حدیثوں کو ضعیف اور قوی حدیثوں
کے معارض سمجھتے ہیں تو ان کو چھوڑ دیتے ہیں اگر شیخ
احادیث صحاح کو جو رفع یدین پر دلالت کرتی ہیں
نظر انصاف سے دیکھیگا تو پائیگا کہ وہ دس سے زیادہ
حدیثیں ہیں باوجود اس کے وہ حنفی کے پاس متروک
ہیں اسی طرح اگر وہ ان آیتوں اور حدیثوں کو دیکھے جو
ایمان کے گھٹنے اور بڑھنے پر دلالت کرتی ہیں
تو وہ ان کو حد شمار سے زیادہ پائیگا اور باوجود اس
کے وہ حنفی کے پاس تاویل کئے جاتے ہیں اور
اسی طرح وہ حدیثیں جو بمقدار قلتین پانی کی طہارت پر
دلالت کرتی ہیں حنفی کے پاس متروک ہیں تمام
محدثین کے پاس پانی کا اندازہ دہ دردہ کرنے کے
متعلق کوئی سند نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جائے
چنانچہ قاری شرح مصابیح وغیرہ میں مذکور ہے
باوجود اس کے وہ حنفیوں کا مذہب ہے
شیخ اور اس کے جیسوں سے تعجب
ہے کہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ تمام ابواب
دین مثلاً طلاق زکوٰۃ ایمان فتح مسلم
اجارہ ہبہ رضاع عتق طہارت

والزکوٰۃ واللعان والخلع والسلم والاجارۃ والھبۃ والرضاع و العتق والطھارۃ والنجاسۃ و الاغتسال وغیرھا والمجتھدون عجزوا عن التمسک بکلھا لاختلافھا فتمسکوا ببعض الاحادیث الراجحۃ عندھم فی مرتبۃ الصحۃ فجعلوھا اصلا ومدارا و ترکوا غیرھا اواولوھا ولا یوجد باب من ابواب الدین اتفقوا فیہ فلم یختلفوا ولو خاض المجتھدون فی تعیین اوصاف المھدیؑ لاختلفوا لاختلافھا کما اختلفوا فی سائر ابواب الدین فکیف یتصور العاقل ان الاحادیث الواردۃ فی المھدیؑ توجد کلھا فیہ وھذا امر یاباہ العقل فتامل فانہ بین قولہ قد ذکر الترمذی فی شمائلہ ان النبی علیہ السلام کان یخزن لسانہ الا فیما یعنیہ قلت مقصود الشیخ من ایراد قول الترمذی تائید قولہ اذ لو تحقق بعض منھا لم یکن لذکر الباقی فائدۃ یعنی ان

نجاست اور اغتسال وغیرہ میں احادیث وارد ہوئی ہیں اور مجتہدین اُن سب احادیث سے اُن کے اختلاف کی وجہ سے تمسک کرنے سے عاجز ہیں پس انھوں نے بعض اُن احادیث سے تمسک کیا ہے جو اُن کے پاس صحت کے مرتبہ میں راجح تھیں پس انھوں نے اُن حدیثوں کو اصل اور مدار قرار دیا اور دوسری حدیثوں کو یا تو چھوڑ دیا یا اُن کی تاویل کی اور ابواب دین میں سے کوئی باب ایسا نہیں پایا جاتا کہ جسمیں انھوں نے اتفاق کیا ہو اور اختلاف نہ کیا ہو اگر علامات مہدیؑ کی تعین میں مجتہدین غور وخوض کرتے تو احادیث کے اختلاف کی وجہ سے ضرور اختلاف کرتے جیسا کہ انھوں نے تمام ابواب دین میں اختلاف کیا ہے پس کس طرح عقلمند اس بات کا تصور کر سکتا ہے کہ وہ تمام احادیث جو مہدیؑ کے بارہ میں وارد ہیں پائی جائیں گی اور یہ ایسی بات ہے کہ عقل اُس سے انکار کرتی ہے پس غور کر کیونکہ یہ ظاہر بات ہے قولہ تحقیق کہ ترمذی نے اپنی کتاب شمائل میں ذکر کیا ہے کہ نبیؑ اپنی زبان کی حفاظت فرماتے تھے (بے مقصد بات نہ فرماتے) مگر جس میں مقصد ہوتا فرماتے قلت ترمذی کا قول لانے سے شیخ کا مقصود اپنے قول اذ لو تحقق بعض منھا لم یکن لذکر الباقی فائدۃ کو تائید دینا ہے یعنی نبیؑ نے بے مقصد بات نہیں فرمائی پس جب بعض احادیث مہدیؑ میں نہ پائی گئیں تو مہدی نہ ہوگا اور اگر بعض احادیث پائے جانے

النبی علیه السلام لم یتکلم
بما لا مقصود فیه فاذا لم یوجد
بعض الاحادیث لا یکون مهدیا
و بوقدر کونه مهدیا مع ذلک
لزم کونه علیه السلام متکلما بما لا
مقصود فیه و ذلک غیر جائز
قلت مر جوابه انفا فلا نعید
فکیف یفلح قوم تدور حیلهم
علی مثل هذا الشیخ قوله و لو
ادعی احد مثل هذه الدعوی
فلا بد ان یعرض دعواه علی
الشرع والاحادیث فان وافق
فیصدق والا فلا فان کان
الشخص متورعا متشرعا و کلامه
قابل للتاویل والتوفیق بالشرع
فیؤول و یوفق بالشرع حسنا
للظن علی المومنین قلت قد
وجدنا دعوی متبوعنا موافقا
بالشرع بل وجدناه حاکما فی
الشرع الاجتهادی و مبینا له
لما هو من عهدته اذ بعض
الاحکام الشرعیة الاجتهادیة
یرفعه المهدی و عیسی علیهما
السلام و لو لم یرفعاه و یقلد
المجتهدین لوقع الشك فیهما

اور بعض نہ پائے جائیں گے باوجود مہدی مان لیا جاوے
تو اس سے یہ لازم آئیگا کہ نبی نے بے مقصد بات فرمائی
اور یہ جائز نہیں اس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ اس
کا جواب گذر چکا پس ہم اعادہ نہیں کرتے پس وہ
قوم کیونکر فلاح پائے گی جن کی (خیالی) ڈھکیا اس
جیسے شیخ کے بل پر چل رہی ہے قولہ اور
اگر کوئی دعوے مہدیت کی طرح دعوی کرے
تو اس کے دعوی کو شرع اور احادیث پر پیش
کرنا چاہئیے پس اگر موافق ہو تو اس کے دعوی
کی تصدیق کرنی چاہئیے ورنہ نہیں پس اگر مدعی
پرہیزگار اور اہل شرع اور اس کا کلام تاویل
کے قابل اور شرع سے موافق کرنے کے لائق
ہو تو پس کلام کی تاویل کی جائے گی اور اس کو شرع
کے موافق کیا جائیگا مومنوں کے حق میں گمان نیک
ہونیکے لحاظ سے قلت تحقیق کہ ہمنے ہمارے
متبوع (امام مہدی موعود) کے دعوی کو شرع
محمدی کے موافق پایا بلکہ جسے اپنے متبوع کو شرع
اجتہادی میں حکم کرنے والا اور اس کو بیان کرنے
والا پایا کیونکہ یہ بات مہدی ع کے شرائط سے ہے
اس لئے کہ مہدی اور عیسی علیہما السلام شرع اجتہادی
کے بعض احکام کو اٹھا دیں گے اگر وہ شرع اجتہادی
کے بعض احکام کو نہ اٹھائیں اور مجتہد کی تقلید کریں
تو ان دونوں کے دعووں میں شک پیدا ہوگا لہذا وہ
دونوں مجتہدوں کے مقلد نہیں ہونگے قولہ اور اگر مدعی کا
کلام شرع کے موافق تاویل کو قبول نہ کرے تو اس

لانهما لا يكونان مقلدين قوله
وان لم يقبل التاويل فيجب
طرحه وانكار دعواه والاخذ
بالشريعة واما تاويل الشرع بما
يخالف الاجماع وتوفيقه بمدعاه
وجعله اصلا والشرع تبعا
ليس الا الضلالة اعاذنا الله
من ذلك قلت هذا الذى
ذكره الشيخ يصح فى سائر الاولياء
اما المهدى الموعود اذا ثبت
كونه مهديا فليس لاحد ان
يعرض قوله الثابت منه بالشرع
الاجتهادى فان وافق قبل
وان خالف رد بل الشرع الحقيقى
هو الذى بينه والتاويل الحسن
هو الذى حسنه والقبيح هو
الذى قبحه لان الاختلاف
الواقع بين الائمة لا يمكن جمعه
فلا بد للمهدى ان يحكم فيه
بتصويب بعضهم وتخطية بعضهم
مثاله ارادة الحقيقة والمجاز فى
لفظ واحد غير صحيح عند ابى
حنيفة وصحيح عند الشافعى و
كذا حمل المطلق على المقيد غير
صحيح عند ابى حنيفة الا بشروط

مدعی کو رد کر دینا اور اس کے دعوی کا انکار کرنا اور شرع کی
اتباع کرنا واجب ہوگا لیکن خلاف اجماع کسی بات
کے ساتھ شرع میں تاویل کرنا اور اس کو اپنے دعوی
کے موافق بنانا اور اسی بات کو اصل قرار دینا اور
شرع کو اپنی بات کی تابع بنا دینا محض گمراہی ہے
ہم کو اس گمراہی سے اللہ بچائے قلت یہ جو کچھ شیخ
نے ذکر کیا ہے تمام اولیاء کے حق میں صحیح ہے
(اولیاء اللہ کے ہر ایک قول و فعل کو شرع کے موافق
دیکھنا ضرور ہے) لیکن مہدی موعود علیہ السلام جب
اس کا مہدی ہونا ثابت ہو جائے کو کسی کے لیے
جائز نہیں ہے کہ اُس سے ثابت شدہ قول کا معارضہ
شرع اجتہادی سے کرے اگر موافق ہو تو قبول کرے
ورنہ رد کر دے بلکہ شرع حقیقی تو وہی ہے جس کو مہدی
نے بیان کیا اچھی تاویل وہی ہے جس کو مہدی نے
اچھی قرار دی اور بری تاویل وہی ہے جس کو بری قرار
دی کیونکہ جو اختلاف کہ ائمہ رض کے درمیان واقع
ہوا اس کا جمع ہونا ممکن نہیں پس مہدی کے لیے
ضرور ہے کہ بعض اختلافی مسائل کے درست
اور بعض کے نادرست ہونیکا حکم کرے اس اختلاف
کی مثال یہ ہے کہ ایک ہی لفظ میں حقیقت و مجاز
کا ارادہ کرنا امام ابوحنیفہ رح کے پاس صحیح نہیں امام شافعی رح
کے پاس صحیح ہے اسی طرح مقید پر مطلق کو
حمل کرنا صحیح نہیں امام ابوحنیفہ رح کے پاس مگر چند
شرائط کے ساتھ اور صحیح ہے امام شافعی رح کے
پاس بغیر کسی شرط کے اسی طرح عمومیت مجاز کی

وصحيح عند الشافعي من غير شرط ولكن لذلك جموم المجاز صحيح عند ابي حنيفة غير صحيح عند الشافعي وقس عليه سائر اختلافات الائمة المجتهدين فهل لكل من اهل المذاهب ان يعرض قوله عليه السلام على ما قرر في مذهبه فان وافق قوله لما في مذهبه قبله والا رده بل الواجب عليهم الاخذ بقوله وترك قول الائمة لانه حجة الله على الخلق كالانبياء عليهم السلام والحجة لا يحتج عليها ولا تحتاج الى الحجة وايد لما ذكره ابو شكور في التمهيد في كيفية المرور على الصراط ذلك يكون للمؤمنين والكافرين غير الانبياء والمرسلين عليهم السلام لان الدخول في النار والمرور على الصراط يكون للجزاء والثواب والحساب والوزن والكتاب كلها يكون لازمة للعامة غير الانبياء والمرسلين لان هذه الاشياء لظهور الحسنات من السيئات ولاصابة الجزاء والمكافات والانبياء خلقوا معصومين

صحیح ہے امام ابوحنیفہؒ کے پاس اور صحیح نہیں ہے امام شافعیؒ کے پاس اور اسی پر قیاس کرائمہ مجتہدینؒ کے سارے اختلافات کو پس کیا مذاہب اربعہ میں سے ہر ایک مذہب والے کو جائز ہے کہ وہ اپنے مذہب کی مقررہ چیز سے قول مہدی علیہ السلام سے معارضہ کرے اور اگر قول مہدیؑ ان کے مذہب کے مقررہ چیز کے موافق ہو تو قبول کرے ورنہ رد کردے (ایسا نہیں ہے) بلکہ تمام اہل مذاہب پر واجب ہے کہ مہدیؑ کے قول کو قبول کریں اور ائمہؒ کے قول کو ترک کردیں اس لئے کہ مہدیؑ انبیاءؑ کی طرح خلق پر اللہ کی حجت ہے اور اللہ کی حجت پر حجت نہیں لائی جاتی ہمارے اس بیان کی تائید وہ چیز کرتی ہے جس کا ذکر ابوشکور سالمی نے اپنی تمہید میں پلصراط پر سے گذرنے کی کیفیت میں کیا ہے کہ یہ معاملہ مومنوں اور کافروں کے لئے ہوگا سوائے انبیاء اور مرسلین کے کیونکہ دخول دوزخ اور پلصراط پر سے گذرنا جزا ثواب حساب وزن اور نامۂ اعمال یہ ساری باتیں انبیاء و مرسلین کے سوائے عام مومنوں کے لئے لازم ہیں اس لئے کہ یہ ساری چیزیں جو مذکور ہوئیں نیکی اور بدی کے ظاہر ہونے اور نیکی اور بدی کا بدلہ دینے کے لئے ہیں اور انبیاءؑ ان برائیوں سے معصوم اور پاک پیدا کئے گئے ہیں کیونکہ انبیاءؑ بندوں پر اللہ کی حجت

فقد سميت عن ذلك لانهم حجج الله على العباد والحجة لا يحتج عليها ولا تحتاج الى الحجة الى هنا كلامه قوله لو ثبتت بالبعض لثبت المهدوية فى كل من يوجد فيه بعض تلك العلامات فيوجد المهديون فى زمان واحد وكذلك عيسى والدجال قلت العجب من ركاكة هذا الفهم كيف يلزم اجتماع المهديين يوجد ان بعض الاوصاف فيهم لانه لابد لهذا الامر من الدعوة اليه باعلام الله اياه واصراره عليه فى حال الصحو حال كون المدعى موصوفا بالاخلاق الحسنة المرضية ويابى الله ان يزين المخطى او المكذب بالاوصاف المحمودة والاخلاق المشكورة ثم يتركه على ذلك الى ان يموت ثم يحيى اثاره بعد موته كما قال النبى ؑ عند موته لقد هممت ان ارسل الى ابى بكر وابنه واعهد ان يتمنى المتمنون او يقول القائلون ثم قلت يابى الله ان يكون احد خليفة عند

ہیں اور اللہ کی حجت پر حجت نہیں لائی جاتی اور نہ وہ کسی حجت کی محتاج ہوتی ہے یہانتک ہے اُس کا کلام قولہ اگر مہدی بعض حدیثوں سے ثابت ہوجائے تو البتہ ثابت ہوجائے گی مہدیت ہر اُس شخص کی جس میں بعض اُن علامات میں سے پائے جائیں پس ایک ہی زمانہ میں کئی مہدی پائے جائیں گے اور اسی طرح بہت سے عیسیٰ اور دجال بھی پائے جائینگے قلت شیخ کی اس کوتاہ اندیشی پر تعجب ہوتا ہے کہ بعض علامات کے پائے جانے سے بہت سے مہدیوں کا جمع ہونا کیسے لازم آجائیگا اس لئے کہ ثبوت مہدیت کے ساتھ اللہ کی تعلیم سے دعوت مہدیت اور اخلاق نیک و پسندیدہ سے متصف ہوکر حالت ہشیاری میں تا موت دعوی پر مصر رہنا مدعی پر فرض ہے اور اللہ تعالی نہیں چاہتا کہ خاطی اور مکذب کو اخلاق نیک و پسندیدہ سے زینت دے اور انہی اوصاف پر اس کو تا موت چھوڑے پھر اس کی آثار کو اس کی موت کے بعد زندہ رکھے چنانچہ نبی ؐ نے اپنی وفات کے قریب فرمایا کہ بتحقیق میں نے ارادہ کیا ہے کہ ابوبکر اور اس کے فرزند کو کہلا بھیجوں اور عہدنامہ کردوں کہ آرزومند آرزو کر رہے ہیں یا کہنے والے کہہ رہے ہیں پس میں نے کہا کہ اللہ نہیں چاہے گا اور مومن دفع کریں گے یعنے اللہ نہیں چاہے گا کہ ابوبکر کی موجودگی میں کوئی دوسرا خلیفہ ہو ایسا ہی ہے مہدیت کی بحث میں اور اگر کسی شخص میں مہدی کے بعض علامات پائے

وجوده الی بکره کذلک ههنا ولو
کان شخص وجد فیه بعض
اوصاف المهدیؑ ولیس هو
بذلک یابی الله ان یتم بغیته
ویمضی امره قوله فما وجدت
تمثیل هؤلاء الطائفة الا کتمثیل
شخص اخذ بقة وربط فی
رجلها خیطا لطیفا وامسک
فی یده وجاء الی رجل وقال
من یشتری منی الفیل قال الرجل
فما قیمته قال کذا وکذا فقال الرجل
هات نشتری ففتح یده وقال
هذا فتعجب الرجل من حمقه
وقال کیف تقول لهذا فیلا قال
اماتری له خرطوما فقال هذه
الطائفة مثل هذا الرجل بمجرد
علمهم انه من اولاد الرسول
علیه السلام واسمه محمد یعتقدون
انه هو المهدیؑ اعاذنا الله من
جهلهم قلت صدق الشیخ ما وجد
من عماه تمثیلا آخر حتی یضرب
به صدق الاعمی فی قوله ما
رایت شمسا قط ولا ضوءها لانه
اخبر عن حاله بمقاله هکذا
حال من جعل الله حجاب

جائیں اور وہ واقع میں مہدیؑ ہو تو اللہ اُس کی خواہش
پوری کرنا نہیں چاہتا اور نہ اُس کے دعویٰ کو جاری
کرنا چاہتا ہے قولہ میں نے اس جماعت مہدویہ
کیلئے کوئی تمثیل نہیں پائی مگر ایک تمثیل کہ ایک
شخص نے ایک مچھر کو پکڑا اور اس کے پاؤں میں
ایک باریک تاگا باندھا اور اپنے ہاتھ میں مچھر
کو پکڑا ہوا ایک آدمی کے پاس آیا اور کہا کہ
کون ہے جو مجھ سے ہاتھی خریدے تو اُس آدمی
نے کہا کہ اس کی قیمت کیا ہے کہا کہ اتنی اور
اتنی پس اُس آدمی نے کہا کہ لا ہاتھی تاکہ میں
خریدوں پس اُس شخص نے اپنا ہاتھ کھولا اور کہا
کہ یہ ہے ہاتھی پس اُس آدمی نے اس کی حماقت
پر تعجب کیا اور کہا کہ تو مچھر کو ہاتھی کس طرح کہتا
ہے تو کہا کیا تو نے اس کی سونڈ نہیں دیکھی پس
اس جماعت مہدویہ کی مثال اس مچھر والے کی جیسی
ہے محض اپنے علم کی بنا پر کہ وہ (سید محمدؒ) اولاد رسول سے
ہیں اور ان کا نام محمد ہے معتقد ہوگئے کہ وہی
مہدی ہیں ان کے جہل سے اللہ ہم کو بچائے قلت
شیخ نے سچ کہا کہ اپنی نابینائی کی وجہ سے اسے
دوسری تمثیل نہیں پائی شیخ کی یہ سچائی اس نابینا
کی سچائی کے موافق ہے جو کہا کہ میں نے ہرگز نہیں
دیکھا آفتاب اور اُس کی روشنی کو اس لئے کہ اس
نے اپنی زبان سے اپنے حال کی خبر دی ہے ایسا ہی
ہو حال اُس شخص کا جس کے دل کان اور آنکھ پر
اللہ نے نابینائی کا پردہ ڈالدیا ہے اس [illegible]

ادعوا نا علی قلبه وسمعه وبصره
يحبط فكره في الامور خبط عشواء
كما حكى الله عن مثله واذا
رأوهم قالوا ان هؤلاء لضالون
اي قالوا للمؤمنين في الدنيا
انهم لضالون لكن سيندمون
ويتحسرون حين يقولون
ما لنا لا نرى رجالا كنا نعدهم
من الاشرار اتخذنهم سخريا
ام زاغت عنهم الابصار . نسبوهم
الى الضلالة مع انهم هم الكاملون
في الهداية اما قوله بمجرد علمهم
انه من اولاد الرسول واسمه
محمد يعتقدون انه هو المهدي
فمن اغفاله لان الذي وجب
التصديق به غير ما وجب به
تصديق الانبياء من الاخلاق
لانها هي العلة في التصديقات
والاصل فيها فنحن ايضا نتمسك
ونستدل بها في التصديق كما
استدل ارباب البصائر على
نبوته لانا وجدنا بعض
الاحاديث متفقة فيه وبعضها
لا تصلح للاعتقاد والاحتجاج به
ووجدنا ايضا اقوال العلماء فيه

ہیں اس کی فکر ایسی ہی پریشان ہوتی ہے جیسی کہ اندھی
اونٹنی اندھیری رات میں پریشان ہوتی ہے چنانچہ اللہ
تعالیٰ نے شیخ کے جیسے لوگوں کی حکایت بیان فرمائی
ہے کہ واذا رأوهم قالوا ان هؤلاء لضالون
یعنی کافر اور منافق دنیا میں مومنوں کو کہتے ہیں کہ مومنین
البتہ گمراہ ہیں لیکن جب مومنین جنت میں جائینگے
تو منافقین و کافرین اس وقت حسرت اور ندامت
سے کہیں گے کہ ہمکو کیا ہوگیا کہ ہم ان لوگوں کو جن کو
ہم برے لوگوں میں گنتے تھے اور ان کے ساتھ مسخرا پن
کرتے تھے (کیا ان کو دوزخ میں نہیں لائے یا ان
سے ہماری آنکھیں مڑ گئی ہیں ہم ان کو دوزخ میں نہیں
دیکھتے ہیں کافروں نے مومنوں کو گمراہی سے نسبت
کی باوجودیکہ مومنین **کاملین فی الہدایت** تھے لیکن
شیخ کا قول بمجرد علمهم انه من اولاد الرسول
الخ (محض اپنے علم کی بناء پر کہ وہ اولاد رسول ہے اور
ان کا نام محمد ہے اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہی مہدی ہے) شیخ
کی غفلتوں میں سے ایک غفلت ہے اس لیے کہ مہدی کی
تصدیق ایسی چیز سے واجب ہوتی ہے جس چیز سے کہ
انبیاء ع کی تصدیق واجب ہوتی ہے وہ چیز اخلاق ہے
اس لیے کہ اخلاق ہی انبیاء ع کی تصدیق کی علت
اور اصل ہیں پس ہم بھی تصدیق مہدیؑ کے باب میں
ان ہی اخلاق سے تمسک کرتے اور دلیل لاتے
ہیں جیسا کہ صاحبان بینائی نے نبی ع کی نبوت پر دلیل
لائی ہے اس لیے کہ ہمنے بعض ایسی حدیثوں کو پایا
جو مہدیؑ کی ذات میں ثابت ہوئیں اور بعض ایسی

مختلفة حتی توقف بعضهم فی
تعیین کیفیة المهدیؑ فمنها انا اذکر فی
الآن حجج صحة الاستدلال بالاخلاق
فمنها ما ذکر فی شرح العقائد
فی استدلال النبوة ویستدل ارباب
البصائر علی نبوته بوجهین احدهما
ما تواتر من احواله قبل النبوة و
حال الدعوة وبعد تمامها واخلاقه
العظیمة واحکامه الحکیمة واقدامه
حیث یحجم الابطال ووثوقه
بعصمة الله فی جمیع الاحوال و
ثباته علی حاله لدی الاهوال
بحیث لم یجد اعداؤه مع شدة
عداوتهم وحرصهم علی الطعن
فیه مطعنا ولا الی القدح فیه
سبیلا فان العقل یجزم بامتناع
اجتماع هذه الامور فی غیر
الانبیاء علیهم السلام وان
یجمع الله هذه الکمالات فی
حق من یعلم انه یفتری علیه
ثم یمهله ثلثا وعشرین سنة
ثم یظهر دینه علی سائر الادیان
وینصره علی اعدائه ویحیی
آثاره بعد موته الی یوم القیمة
وثانیهما انه ادعی ذلک الامر

حدیثیں پائیں جو اعتقاد و حجت کی صلاحیت نہیں
رکھتی تھیں اور نیز ہم نے مہدیؑ کے باب میں علماء کے
اقوال کو مختلف پایا یہانتک کہ بعض علماء نے
کیفیت مہدیؑ کے تعین میں توقف کیا ہے۔ اب
میں ان حجتوں کو پیش کرتا ہوں جو مہدیؑ کے اخلاق سے
حجت میں پیش ہونے کی صلاحیت رکھتی ہیں پس منجملہ
اُن حجتوں کے ہے جو شرح عقاید میں نبوت کے
استدلال میں ذکر کیا ہے اور صاحبان بینائی نے نبیؐ
کی نبوت پر دو وجہوں سے دلیل لائی ہے اُن دونوں
میں سے ایک وجہ پے در پے قبل نبوت کے احوال
ہیں اور زمانۂ دعوت اور دعوت تمام ہونے کے
بعد کا حال ہے اور آپ کے بڑے اخلاق اور حکیمانہ احکام
اور آپ کا اقدام ایسی جگہ پر جہاں بڑے بڑے پہلوان
مقابلہ پر سے ہٹے ہوئے ہوں اور ہر حال میں آپ کا اللہ پر
بھروسہ کرنا اور ہولناک مقامات میں آپ کی ثابت
قدمی ایسی کہ آپ کے دشمنوں نے بھی شدت عداوت
اور طعن کرنے کی حرص کے باوجود آپ پر طعن کرنے کی
گنجائش اور آپ کی چوک پکڑنے کی راہ نہ پائی ہیں
تحقیق کہ عقل غیر انبیاءؑ میں امور مذکورہ کے جمع نہ ہونے
کا یقین کرتی ہے اور نیز عقل منع کرتی ہے اس بات کو
کہ اللہ تعالی کمالات مذکورہ ایسے شخص میں جمع کرے
جس کو اللہ جانتا ہے کہ وہ اللہ پر افترا کرتا ہے پھر اس کو
مہلت دے تیئیس برس اور اس کے دین کو تمام ادیان
پر غلبہ دے اور اس کو فتح دے اس کے دشمنوں پر
اور اس کے آثار کو زندہ رکھے اس کی وفات کے بعد

العظیم بین اظهر قوم لا کتاب
لهم ولا حکمة معهم وبین لهم
الکتاب والحکمة وعلمهم الاحکام و
الشرائع واتم مکارم الاخلاق
واکمل کثیرا من الناس فی
الفضائل العلمیة والعملیة ونور
العالم بالایمان والعمل الصالح
واظهر الله دینه علی الدین
کله کما وعده ولا معنی للنبوة و
الرسالة سوی ذلک الی هنا
کلامه فانظر ایها المنصف اذا کانت
استدلال ارباب البصائر بالاخلاق
الحمیدة والاوصاف المحمودة فی
اثبات النبوة فای مانع لک من
الاحاد الظنیة فی اثبات امر
دونها بالاخلاق لشخص متصف
بها قضها وقضیضها لانها دلیل
قطعی لا یعارضها الظنی ولقد
کان اوصافه الشریفة واخلاقه
الکریمة مشهورة کالشمس فی
الظهیرة وتاثیر کلامه منتشر فی
الآفاق ولقد صار بصحبته اجبن
الناس اشجعهم واجهلهم اعلمهم
وافسقهم اعبدهم وابخلهم اسخاهم
وهذا هو عین املاء القسط و

قیامت تک۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ پیغمبر ؑ نے
دعویٰ کیا اس امر بزرگ یعنی نبوت کا ایسی قوم کے درمیان
جس کے پاس نہ کتاب تھی اور نہ حکمت ظاہر کیا اُن پر
کتاب اور حکمت کو اور ان کو دینی احکام اور روشن
راستوں کی تعلیم دی اور بزرگ اخلاق سے مکمل کیا اور
اکثر لوگوں کو فضائل علم وعمل سے لبریز کیا اور عالم کو
ایمان اور عمل صالح سے منور کیا اور اللہ تعالیٰ
نے اس کے دین کو تمام ادیان پر غالب کیا جیسا
کہ اُس سے وعدہ کیا۔ اور ان امور کے سوائے نبوت
اور رسالت کے اور کوئی معنی نہیں ہیں یہاں تک
ہے اس کا کلام۔ پس دیکھ اے منصف حکیم صاحبان
بینائی نے اثبات نبوت کے لئے اخلاق حمیدہ اور
اوصاف محمودہ سے استدلال کیا ہے تو ان اخلاق کو کامل
طور پر متصف ہونیوالے کی مہدیت کے اثبات کے
لئے تجھ کو کونسی حدیث ظنی مانع ہو رہی ہے اس
لئے کہ وہ اخلاق دلیل قطعی ہیں احاد ظنی سے
اُن کا معارضہ نہیں کیا جاسکتا یہ بات پایۂ ثبوت
کو پہنچ چکی ہے کہ مہدی ؑ کے اوصاف شریفہ اور
اخلاق کریمہ آفتاب کی طرح عالم میں روشن و
منور ہوچکے اور آپ کے کلام کی تاثیر جہاں میں مشہور
ہے اور بتحقیق آپ کی صحبت سے بزدل سے
بزدل بڑا بہادر ہوگیا اور جاہل سے جاہل بڑا عالم
ہوگیا اور فاسق سے فاسق بڑا عبادت گذار بن
گیا اور انتہائی کا بڑا بخیل بڑا سخی ہوگیا اہل زمین سے
جور وظلم مٹا کر ان کے دلوں میں قسط وعدل بھر دیئے

والعدل فی قلوب اهل الارض بنفی الجور والظلم الذی هو ضد ما ذکر فهؤلاء اهل الارض حقیقة وغیرهم کعیرهم ومنها ما ذکر فی الطوالع واخلاقه العظیمة شواهد صدقه کملازمة الصدق و الاعراض عن الدنیا مدة عمره والسخاوة الی غایة لم یمسك الاقوت یومه والشجاعة الی حد لم یفر قط وان اعظم الرعب مثل یوم احد والفصاحة التی ابکمت مصاقع الخطباء من العرب العرباء والاصرار علی الدعوی مع ماتری من المتاعب والمشاق والترفع عن الاغنیاء والتواضع مع الفقراء وذلك لایکون الا للانبیاء علیهم السلام اذ لو یتفق لاحد من الخلق اجتماع هذه الصفات فی ذاته وکان اجتماعها فی ذاته من

کے حقیقی معنی یہی ہیں وہ جور و ظلم جو ضد ہیں اس چیز کے جو ذکر کی گئی پس (فرمان خدا اولئك یبدل الله سیئاتهم حسنٰت ۔ تو اللہ بدلیگا اُن کی برائیوں کو بھلائیوں سے ۔ کے موافق) یہی قوم مہدی در حقیقت اہل ارض ہے ان کے سوائے جو لوگ ہیں وہ اُن کے گدھوں کے مانند ہیں اور منجملہ اُن حجتوں کے ہی جو ذکر کیا ہے ۔ طوالع ہیں کہ اس کے بڑے اخلاق اس کی سچائی کے گواہ ہیں مثلاً سچائی کی پابندی اور مدۃ العمر دنیا سے منہ موڑے ہوئے رہنا (ترک دنیا کئے ہوئے رہنا) اور انتہا درجہ کی سخاوت کہ اپنے ایک دن کے قوت سے زیادہ روک نہ رکھا اور شجاعت اس حد تک کہ کبھی نہیں بھاگا اگرچہ کہ یوم احد کے مانند بڑا رعب دیکھا اور ایسی فصاحت کہ عرب عربا کے فصیح ترین خطیب آپ کے مقابلہ میں گونگے ہو گئے تکلیفوں اور مشقتوں کے باوجود اپنے دعوی نبوت پر اصرار تونگروں سے بے نیازی فقیروں کیساتھ تواضع یہ اخلاق انبیاء ع کے سوا دوسروں میں نہیں ہوتے جو صفات آپ کی ذات میں تھیں وہ کسی غیر میں جمع نہ ہوئیں اور ان صفات کا آپ کی ذات میں جمع ہونا ایک بڑا معجزہ اور آپ کی

ے من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئك یبدل الله سیاتهم حسنٰت وکان الله غفورا رحیما ومن تاب وعمل صالحا فانه یتوب الی الله متابا جزء ۱۹ رکوع ۴ جس نے توبہ کر لی اور ایمان لایا اور ترک حیات دنیا کیا تو یہی لوگ ہیں کہ اللہ بدلدیگا ان کی برائیوں کو بھلائیوں سے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو شخص توبہ کرے اور ترک حیات دنیا کرے تو بیشک وہ رجوع کرتا ہے اللہ کی طرف رجوع کرنا ۔

اعظم المعجزات واقوى الدلالات
على نبوته الى هنا كلامه فانظر
ايها المنصف اذا وجد شخص
يدعى امرا ممكنا دون امر النبوة
متصفا باوصاف توجب تصديق
مدعى النبوة فى زمانها الا توجب
تصديقه وترك المعارضة معه
بالاحاد الظنية ومنها ما قال
الراغب لكل نبى آيتان عقلية
يعرفها البصراء كالانوار الرائقة
عليهم والاخلاق الكريمة لهم
والعلوم الظاهرة بان يكون
كلامهم ذا الحجة وبيان يشفى
السامعين وهذه احوال لا يطلب
معها البصير معجزة الا عنادا و
الثانية معجزة لابد للقاصر عن
ادراك الفرق بين كلام الله
وكلام البشر عن طلبها وقال
بعض المحققين القاصر يستدل
بالمعجزات على الاعتقادات
الصادقة والاعمال الصالحة و
الكامل يستدل بكمال الصفات
شخص على صدقه ووجوب
اتباعه اذا الامراض الروحانية
غالبة على الاكثر لنقصانهم

نبوت پر ایک قوی تر دلیل تھا یہانتک ہی اُنکا کلام
پس غور کر اے منصف کہ جب پایا گیا ایک شخص
کہ دعوی کرتا ہے امر ممکن کا (مہدیت کا) جو امر نبوت
کے قریب ہو اور آنحالیکہ وہ متصف ہو اُن صفات
سے جو بزمانہ نبوت مدعی نبوت کی تصدیق کو واجب
کرتی تھیں تو کیا وہ واجب نہ کرینگی اس امر ممکن
(مہدیت) کے مدعی کی تصدیق اور احادیث ظنیہ کو
اس کے ساتھ ترک معارضہ کو اور منجملہ اُن حجتوں کے
ہے وہ جو کہا امام راغب نے کہ ہر نبی کیلئے دو
نشانیاں ہیں ایک انمیں سے عقلی ہے جس کو صاحب
بصیرت پہچانتے ہیں مثلاً ان پر انوار رائقہ کا ہونا
اور انمیں اخلاق کریمہ کا پایا جانا اور انمیں علوم
ظاہرہ کا ہونا اس طرح کہ ان کا کلام صاحب حجت
ہو اور اُن کا بیان سامعین کو تشفی دے یہ احوال
ایسے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے کوئی صاحب بصیرت
معجزہ کا طالب نہیں ہوتا ہاں جسمیں عناد ہے وہی
طالب ہوتا ہے اور دوسری نشانی معجزہ ہے جس کا طلب
کرنا ضروری ہے اس شخص کیلئے جو کلام اللہ اور کلام بشر
میں فرق کے ادراک سے قاصر ہے اور بعض محققین نے
کہا ہے کہ قاصر العقل اعتقادات صادقہ اور اعمال
صالحہ کی صحت پر معجزات سے دلیل طلب کرتا
ہے اور کامل العقل کمال اعتقادات صادقہ و
اعمال صالحہ سے مدعی کے دعوی کی سچائی اور اسکی
اتباع کے وجوب پر دلیل لیتا ہے اس لئے کہ
امراض روحانی اکثر لوگوں پر ان کے عقاید و اعمال

فی القوتین فاذا رأینا من یعالجها
ویکمل النفوس علمنا انه طبیب
حاذق ونبی صادق انتهی کلامہ
هذا النقل مذکور فی التفسیر
الرحمانی تحت قوله تعالیٰ انعمت علیهم
فانظر ایها المنصف اذا وجد
طبیب حاذق داو عن الامراض
الروحانیة وشفی الله بصحبته
ونصیحته الوفا من المرضیٰ
فکیف لا یصدق وکیف یدفع
دعواه بالاحاد الظنیة ولقد
وجدت انا کثیرا من اصحابنا
باکین من الم الفراق متورمی
الاقدام من قیام اللیالی منتفخی
العیون من البکاء وسهرها
وکم منهم صارخ مرتفع الاجفان
وکم منهم متاوه قائم علی الاقدام
وکم منهم متضرع ساقط علی
الجنوب وکم منهم صائح مستلق
علی الظهور فهؤلاء تابعون لاصحاب
المهدی ؑ فاذا کان اصحابه اطباء
حذاقین اوفت المرضیٰ بالامراض
الروحانیة فما ظنک بنفسه والله
الهادی الی الرشاد والملهم
للسداد ومنها ما قال صاحب التفسیر

ہیں نقصان ہونیکی وجہہ سے غالب ہیں پس جب
ہم نے دیکھا کسی شخص کو جو امراض روحانی کا علاج
کرتا ہو اور لوگونکو کامل بنادیتا ہو تو ہم سمجھہ گئے کہ بیشک
وہی طبیب حاذق اور نبی صادق ہے تمام ہوا اس کا کلام۔
یہ نقل اللہ تعالیٰ کے قول انعمت علیہم کے تحت
تفسیر رحمانی میں مذکور ہے پس دیکھہ اے منصف کہ جب
پایا جاوے طبیب حاذق روحانی امراض (فساد اعتقاد
خرابی اعمال سختی دل غفلت اور غیرت سے روح
کی الفت) کا علاج کرنیوالا اور اللہ تعالیٰ نے اس
کی صحبت اور نصیحت میں ہزاروں روحانی امراض
رکھنے والوں کو شفا بخشی تو کیوں مہدی ؑ کی
تصدیق نہیں کی جائیگی اور دعوی مہدی ؑ کو احادیث
احاد ظنیہ سے کس طرح دفع کیا جائیگا اور (حضرت
عالم باللہ فرماتے ہیں) البتہ تحقیق میں نے پایا ہے اکثر
اپنے اصحاب (تابعین مہدی ؑ) کو درد فراق سے
زاری کرنیوالے راتوں کو ذکر خدا میں کھڑے رہنے
سے پاؤں سوجے ہوئے شب بیداری کثرت
زاری سے آنکھیں پھولی ہوئیں اور انہیں کے کئی
اشخاص جن کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہتیں چیخ
چیخ کر رونیوالے اور انہیں سے کئی اشخاص
کھڑے کھڑے آہ کرنیوالے اور ان میں
کئی اشخاص لیٹے ہوئے زاری کرنیوالے اور
انہیں سے کئی اشخاص چت لیٹے ہوئے چیخنے
والے پس یہ گروہ مذکورہ اصحاب مہدی ؑ کے
تابعین ہیں جبکہ مہدی ؑ کے صحابہؓ روحانی امراض

المسمی بنیسابوری مجیبا لاشکال
الامام فخر الدین الرازی والاشکال
قوله انا لا نعلم کون ابلیس غیر
صادق ولا معصوم من الکذب
والتلبیس الا بالدلائل السمعیة
وصحة الدلائل السمعیة موقوفة
علی صدق محمد ؐ وصدقه یتوقف
علی ان هذا القرآن معجز من
قبل الله لا من قبل الشیطان
الخبیث والعلم بذلک یتوقف
علی العلم بان جبرئیل صادق
مبرأ من التلبیس وافعال
الشیاطین وحینئذ یلزم الدور
وهذا مقام صعب الی هنا اشکال
فخر الدین وجواب النیسابوری
قوله قد ذکرنا مرارا ان الفرق
بین المعجزة والسحر ان صاحب
المعجزة یدعو الی الخیر وصاحب
السحر یدعو الی الشر والفرق
بین الملک والشیطان هو ان
الملک یلهم بالخیر والشیطان
یوسوس بضده واذا کان الامر

کا علاج کرنیوالے طبیبانِ حاذق تھے تو امام مہدی
کی ذاتِ پاک کے متعلق اسے مغفرت ہی تیرا کیا گمان
ہے اور اللہ سیدھی راہ دکھانے والا اور صواب کا
الہام دینے والا ہے اور منجملہ اُن حجتوں کے ہے جو صاحب
تفسیر نیشاپوری نے امام فخر الدین رازی کے اشکال
کے جواب میں کہا ہے اور وہ اشکال امام رازی کا یہ
قول ہے کہ ابلیس کے سچے ہونے اور جھوٹ کہنے اور
مکر کرنے سے محفوظ ہونے کو میں نہیں جانتا ہوں مگر
دلائل سمعیہ (قرآن وحدیث) سے اور دلائل سمعیہ کی
صحت موقوف ہے محمد ؐ کی سچائی پر اور محمد کی سچائی موقوف
ہے اس بات پر کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے معجزہ ہے
شیطان خبیث کی طرف سے نہیں اور اس علم کا (قرآن
اللہ کی طرف سے معجزہ ہے شیطان کی طرف سے نہیں ہے سو
علم کا) حاصل ہونا موقوف ہے اُس علم کے حاصل
ہونے پر کہ جبرئیل سچے اور شیاطین کے افعال اور
مکر سے پاک ہیں اور اس سے دور لازم آتا ہے اور یہ
مقام سخت تر یا تنگ ہے امام فخر الدین رازی کا
اشکال اور اس کا جواب نیشاپوری کا یہ قول ہے کہ
میں نے کئی بار ذکر کیا ہے کہ معجزہ اور سحر میں فرق یہ
ہے کہ صاحب معجزہ بلاتا ہے خیر کی طرف اور صاحب
سحر بلاتا ہے شر کی طرف اور فرشتہ و شیطان کے
درمیان فرق یہ ہے کہ فرشتہ خیر کا الہام کرتا ہے اور

سه یعنے جبرئیل کے سچے ہونے کے علم کا حاصل ہونا موقوف ہے دلائل سمعیہ کے صحیح ہونے پر اور دلائل سمعیہ کا صحیح ہونا
موقوف ہے جبرئیل کے صادق ہونے پر ۱۲

كذلك فكيف يشتبه المعجزة
بالسحر وجبرئيل بابليس و
من اين يلزم الدور انتهى
هذا النقل مذكور في التفسير
المذكور تحت قوله تعالى اتى
امر الله فلا تستعجلوه فانظر ايها
المنصف انما حصل التفصي عن
هذا المضيق الصعب بالخير
الذي هو اسم جامع لجميع
الاخلاق المحمودة والشر الذي
هو الاخلاق المذمومة و اذا
كان كذلك فلا يبقى للمنصف
شبهة في صدق شخص موصوف
هو وقومه بمكارم اخلاق
الانبياء عليهم السلام ومنها ما
قال الامام ابو محمد بن النصر آبادي
في تفسيره كاشف المعاني تحت
قوله تعالى واذ اخذ الله ميثاق
النبيين لما آتيتكم من كتاب
وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق
لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه
الآية قوله تعالى مصدق لما معكم
من الاقوال والافعال والاحوال
بحكم الكتاب اي موافق له
باعماله واحواله واقواله فهذه

شیطان شر کا الہام کرتا ہے جب یہ بات ہے تو معجزہ سحر
کے مشابہ اور جبرئیل ابلیس کے مشابہ کیوں کر ہو گئے
اور دور کیسے لازم آگیا انتہی تمام ہوا جواب نیساپوری کا
زیر قول خدا تعالیٰ اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ
(آیا حکم اللہ کا پس اس کی جلدی نہ مچاؤ) پس دیکھ
اے منصف کہ امام رازی کے وارد کردہ اشکال
کے تنگ دشوار مقام سے خلاصی خیر سے حاصل
ہوئی جو تمام اخلاق محمودہ کا جامع نام ہے اور شر
سے حاصل ہوئی جو سراپا اخلاق مذمومہ ہے جب
اس طرح ثابت ہو چکا تو جو شخص کہ موصوف ہو وہ
اور اس کی قوم پیغمبروں کے مکارم اخلاق سے تو
اس کی سچائی میں کسی منصف کو کوئی شبہ
باقی نہیں رہتا اور منجملہ ان حجتوں کے ہے وہ جو کہا امام
محمد نصر آبادی نے اپنی تفسیر کاشف المعانی میں قول
خدا واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الخ (اور
جب لیا اللہ نے نبیوں سے عہد کہ جو کچھ میں تم کو
دوں کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی
رسول جو تصدیق کرتا ہوا اس چیز کی جو تمہارے
پاس ہے تو ضرور اس کو مانو گے اور اس کی مدد کرو
گے) تحت کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول مصدق لما
معکم سے مراد من الاقوال والافعال والاحوال
بحکم الکتاب ہے یعنے وہ رسول اپنے اقوال افعال
اور احوال میں حکم کتاب کے موافق ہے اگرچہ
یہ آیت قرآن میں ہمارے نبی کی تصدیق کے لئے
نازل ہوئی ہے لیکن اس کا حکم آپ سے پہلے انبیاء

الآية وان نزلت لتصديق
نبينا عم في القرآن لكن حكمها
كان جاريا في الانبياء من
قبله حيث جعل الشيخ ابو منصور
الماتريدي رح مصدقا لجميع الانبياء
والمرسلين فما من نبي ولا امة
الا كان مامورا بموجبه ومقتضاه
وكان الامر فيهم اذا اتاهم
رجل صالح موافقا في الاقوال
والافعال والاحوال للانبياء
الماضية والحالية ثم ادعى النبوة
وجب عليهم ان يقبلوه ثم
من كان من الامة شاكا
مرتابا يطلب المعجزة فمن آمن
قبل رؤية المعجزة كان ايمانه
اقوى الايمان كايمان ابي بكر رض
لان الاصل في امر النبوة هو
الاخلاق واما المعجزة فقد تعارضها
السحر اي تشابهها في كونهما خارقين
للعادة فلذلك من لم يؤمن
بالاخلاق جعل المعجزة سحرا
فلم يؤمن ابدا واما في امة
محمد اذا كان ولي موصوفا
باخلاق الانبياء في كمال
الولاية ثم جاء الخطاب من

سابقین پر جاری تھا چنانچہ ابو منصور ماتریدی رح نے
مصدقا لما معکم کی تفسیر مصدقا لجمیع الانبیاء
والمرسلین کی ہے یعنے وہ رسول تمام انبیاء و مرسلین
کی تصدیق کرنیوالا ہوتا ہے پس کوئی نبی اور کوئی امت
نہیں ہوئی مگر اس کے موجب اور مقتضا (وہ چیز
جس کو وہ واجب کرے اور وہ چیز جو اس کی چاہی
ہوئی ہو) کے موافق عمل کرنے پر مامور ہوتے ہیں اور
جب ان کے پاس کوئی مرد صالح اقوال و افعال و
احوال انبیاء گزشتہ و حالیہ کے موافق ہو کر آئے
اور پھر نبوت کا دعوی کرے تو ان پر اس کا قبول کرنا واجب
ہو جاتا ہے پھر امت سے جو شخص شک و شبہ
کرنے والا ہوتا ہے تو معجزہ طلب کرتا ہے اور جو شخص
معجزہ دیکھنے سے پہلے ایمان لاتا ہو تو اس کا ایمان
قوی ترین ایمان ہو مثل ایمان ابوبکر رض کے
اس لئے کہ اصل چیز امر نبوت کے قبول کرنے میں
مدعی کے اخلاق ہیں و لیکن معجزہ کہ متعارض ہوتا ہے
اس کا سحر یعنے معجزہ اور سحر دونو خارق ہونے کی
حیثیت سے مشابہت رکھتے ہیں لیکن واقع میں نہیں
لہذا جو شخص اخلاق کو نہیں مانتا معجزے کو سحر سے
منسوب کرتا ہے پس نہیں ایمان لاتا ہمیشہ اور لیکن امت
محمدیہ میں جب کوئی ولی موصوف ہو اخلاق انبیاء
سے کمال ولایت میں پھر وہ ولی اپنے دعوی خلافت
و پیری میں [illegible] اللہ اور اس کے رسول کی طرف
سے خطاب پاتا ہے (یعنی کہ ہے تجھے اللہ کا یہ حکم ہوا
ہے اور رسول اللہ نے تجھے یہ فرمایا ہے) اور

الله ورسوله واخبر عن حاله
باذن من الله ممكنا بحيث
لا يستقبحه الشرع وجب على
الخلق ان يقبلوه ولا يجوز تكذيبه
اذ لم يظهر على لسانه شطح
قبل ذلك ويكون سكره
ممتزجا بالصحو والصحو غالب
لا سكرا محضا فكان تكذيبه
كتكذيب احد من الانبياء لان
في تكذيبه تكفيره وتكفير المؤمن
الصالح كفر كما لا يخفى وكان اخباره
من الله بواسطة روح رسول
الله دليلا قطعيا فيسقط الدليل
الظني اذا تعارضه لان من
وصل هذا المقام لا يفتري على
الله الكذب فكان ذاته واجب
التصديق لان وجوب تصديق
الانبياء لم يلزم الا للخصال المحمودة
الموافقة لخصال الانبياء الماضية
فكانت الخصلة علة لوجوب
التصديق وذلك موجود في
هذا الولي فيدور الحكم عليه
وذلك من اصول الفقه
الحنفية الى هنا كلامه فانظر ايها
المنصف كيف يبقى للمنصف

اپنے حال کی اللہ کے حکم سے خبر دی اس حالمیں کہ وہ
ممکن ہو اور اس حیثیت سے ہو کہ شریعت اس کو برا نہ
سمجھے تو خلق پر واجب ہے کہ اس کو (اس کے دعوی کو)
قبول کرے اور اس کی تکذیب جائز نہیں کیونکہ اسکی
زبان پر اس سے پہلے (دعوی سے پہلے) شرع کے
خلاف کوئی بات ظاہر نہ ہوئی ہوگی اور اس کا سکر
حالت ہشیاری سے مخلوط اور ہشیاری اس پر غالب
ہوگی سکر محض نہ ہوگا (جذبۂ حق میں محض مست نہ ہوگا)
پس اس کی تکذیب انبیاء ع میں سے کسی ایک
کی تکذیب ہوگی کیونکہ اس کی تکذیب میں اس
کی تکفیر ہوتی ہے اور مومن صالح کی تکفیر کفر ہے جو
ایک واضح بات ہے اور اس کا اللہ کی طرف سے
خبر دینا بذریعہ روح رسول اللہ م کے دلیل قطعی ہو جاتا
ہے اور دلیل قطعی سے جب دلیل ظنی متعارض ہوتی
ہے تو ساقط ہو جاتی ہے کیونکہ جو شخص اس مقام
کو پہنچتا ہے تو اللہ پر جھوٹ کا بہتان نہیں باندھتا
ہے پس اس کی ذات واجب التصدیق ہوگی
کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کا وجوب نہیں
لازم ہوا مگر ان ہی محمودہ خصال کی وجہ سے
جو انبیاء سلف کے خصائل کے موافق ہیں پس محمودہ
خصلت وجوب تصدیق کی علت
ہوگی اور وہ یعنے محمودہ خصلت
اس ولی (مدعی مہدیت) میں
موجود ہے پس تصدیق کے واجب ہونے کا حکم اسی
کے اوپر دورہ کریگا (مدعی مہدیت کی تصدیق واجب ہوگی)

شبهة بعد هذا البيان في التمسك بالاحاد في رد من اثبت دعواه بما ثبت به دعوى الانبياء من الاخلاق السنية والخلال المرضية ومنها ما ذكر في البخاري من قول خديجة للنبي ع عند قوله زملوني زملوني لقد خشيت على نفسي قالت والله ما يخزيك الله ابدا انك لتصل الرحم و تحمل الكل وتكسب المعدوم و تقري الضيف وتعين على نوائب الحق فانظر ايها المنصف كيف نفت اعتراء الشيطان عن النبي ع بهذه الاخلاق قال الكرماني تحت قول خديجة ان خصال الخير سبب للسلامة من مصارع السوء والمكارم سبب لدفع المكاره ومنها ما قال الامام ابو حامد محمد الغزالي في مختصر الاحياء في بيان النبوة بعد ما عدد اخلاقه وادابه وان ذلك كله لا يتصور لكذاب ولا يلبسه بل كانت شمائله و احواله شواهد ناطقة بصدقه

اور یہ امر جو مذکور ہوا فقہ حنفیہ کے اصول میں سے ہے یہاں تک ہی کلام امام ابو محمد نصر آبادی کا پس غور کر اے منصف کہ اس بیان شافی وکافی کے بعد کسی منصف کے لئے حدیث احاد سے تمسک کرکے اُس شخص کے دعویٰ کو رد کرنے کا شبہ کس طرح باقی رہ سکتا ہے جس کا دعویٰ اُس چیز سے ثابت ہوا جس سے کہ انبیاء ع کا دعویٰ ثابت ہوا یعنے اخلاق نیک و خصلتہای پسندیدہ سے۔ اور منجملہ اُن حجتوں کے یہ ہے کہ بخاری میں ذکر کیا گیا ہے خدیجہ رض کا قول جو پیغمبر ع سے کہا پیغمبر ع کے اس قول کے بعد کہ مجھکو کمبل اڑادو مجھکو کمبل اڑادو کہ میں اپنی ذات پر ڈرتا ہوں اس کے جواب میں خدیجہ رض نے کہا اللہ کی قسم کہ کہ اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کریگا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں آپ مشقت اٹھاتے ہیں اور ایسی چیزیں حاصل کرتے ہیں جو دوسرے نہیں پا سکتے اور مہمان کی مہمانداری کرتے ہیں اور مصیبتوں میں آپ حق کی مدد فرماتے ہیں پس دیکھ اے منصف کہ خدیجہ رض نے پیغمبر ع کی ذات سے اخلاق مذکورہ کی وجہ سے شیطان کی زحمت دینے کی کس طرح نفی کی ہے کرمانی شارح بخاری نے خدیجہ رض کے قول کے تحت کہا ہے کہ نیک خصلتیں بدی سے بچنے کا سبب ہوتی ہیں اور اخلاق بزرگ مکروہات کو دفع کرنے کا ذریعہ ہیں۔

اور منجملہ اُن حجتوں کے ہے جو کہا امام ابو حامد محمد غزالی رح نے مختصر احیاء میں بیان میں نبوت کے پیغمبر ع کے اخلاق و آداب کے گننے کے بعد او تحقیق کہ وہ تمام اخلاق جو مذکور ہوئے کسی جھوٹے کے لیے متصور نہیں ہوسکتے اور نہ اُن اخلاق کو چھپایا جاسکتا ہے بلکہ پیغمبر ع

حتی ان الاعرابی الجلف کان یراہ فیقول واللہ ما ھذا بوجہ کذاب ولو لم یکن الا ھذہ الامور الظاہرۃ لکان فیھا کفایۃ انتھی فانظر ایھا المنصف الی الحجج الموجبۃ تصدیق الانبیاء ومنھا ما قال الامام المذکور فی رسالتہ المسماۃ بغایۃ العلوم فان وقع الشک فی شخص معین انہ نبی ام لا فلا یحصل لک الیقین الا بمعرفۃ احوالہ اما بالمشاھدۃ او بالتواتر والتسامع فانک اذا عرفت الطب والفقہ یمکنک ان تعرف الفقہاء والاطباء بمشاھدۃ احوالھم وسماع اقوالھم فان لم تشاھد فلا تعجز ایضا عن معرفۃ کون الشافعی فقیھا وکون جالینوس طبیبا معرفۃ بالحقیقۃ لا بالتقلید عن الغیر بل بان تتعلم شیئا من الفقہ والطب وتطالع کتبھما وتصانیفھما فیحصل لک علم ضروری بحالھما فکذلک اذا فھمت معنی النبوۃ فاکثرت

کے خصائل محمودہ واحوال پسندیدہ پیغمبرؐ کی سچائی کے گواہ ہیں یہاں تک کہ ایک نادان اعرابی نے آپ کو دیکھا تو بے ساختہ کہدیا کہ خدا کی قسم یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے اور اگر پیغمبرؐ میں ان امور ظاہری کے سوائے امور باطنی نہ بھی ہوتے تو امور ظاہرہ ہی پیغمبرؐ کی تصدیق کیلئے کافی تھے انتہیٰ پس اے منصف انبیاءؑ کی تصدیق کو واجب کرنیوالی حجتوں کو دیکھ اور منجملہ اُن حجتوں کے ہے وہ چیز جس کو امام غزالی رح نے اپنی کتاب غایۃ العلوم میں کہا ہے کہ اگر کسی شخص معین کے نبی ہونے یا نہونے میں شک ہو تو تجھکو شخص معین کا یقین حاصل نہوگا مگر اُس کے احوال کی معرفت کی وجہ سے یا اپنی آنکھوں سے احوال کو دیکھنے سے یا پے درپے احوال کی روایات سے اور راویوں سے احوال سننے سے پس تحقیق کہ تو جب جان لیگا علم طب اور علم فقہ کو تو تیرے لئے فقہاء اور اطباء کو جاننا ممکن ہوگا اُن کے احوال کو دیکھنے سے اور انکے اقوال کو سننے سے پس اگر تو فقہا اور اطباء کا احوال اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہ کیا ہو تو بھی امام شافعیؒ کے فقیہ ہونے اور جالینوس کے طبیب ہونیکی معرفت سے عاجز نہ ہوگا بسبب ان کی ماہیت کی معرفت کے نہ کہ غیر کی تقلید کی وجہ سے بلکہ تو علم فقہ و طب کو سیکھتا ہے اور اُن دونوں کی کتابوں اور تصانیف کا مطالعہ کرتا ہے پس تجھکو حاصل ہوتا ہے ان دونوں کے احوال کا علم ضروری کہ وہ فقیہ ہیں اور یہ طبیب ہیں پس اسی طرح جب تو نبوت کے معنی کو جان لیا تو قرآن اور احادیث کے

النظر فی القرآن والاخبار
یحصل لک العلم الضروری
بکونہ علی اعلی درجات
النبوۃ واعتضد ذلک بالتجربۃ
فیما قالہ فی العبادات وتاثیرہا
فی تصفیۃ القلوب کیف صدق
فی قولہ من عمل بما علم یرزقہ
اللہ علم مالم یعلم وکیف صدق
فی قولہ من اعان ظالما
سلطہ اللہ علیہ وکیف صدق
فی قولہ من اصبح وھمومہ
ھم واحد کفاہ اللہ ھموم الدنیا
والآخرۃ فاذا جربت ذلک
فی الف والفین والاف
حصل لک علم ضروری لاتمادی
فیہ فمن ھذا الطریق اطلب
الیقین بالنبوۃ لا فی قلب العصا
ثعبانا وشق القمر فان ذلک
اذا نظرت الیہ وحدہ ولم
تنضم الیہ القرائن الکثیرۃ الخارجۃ
عن الحصر ربما ظننت انہ
سحر وانہ تخییل وانہ من

کے معانی پر غور کریگا تو تجھکو یہ علم ضروری حاصل ہوجائیگا
کہ پیغمبر ع درجات نبوت میں بلند تر درجہ رکھنے والے
ہیں اور تو اپنے اس علم ضروری کو مضبوط کر ان چیزوں
کے تجربہ سے جن کو پیغمبر ع نے عبادات اور ان کی
تاثیر اور دل کی صفائی کے متعلق فرمایا ہے کیا خوب
فرمایا پیغمبر ع نے کہ جو شخص اپنے علم کے موافق عمل کرتا
ہے تو اللہ تعالے اس کو وہ علم عطا کرتا ہے جس کو وہ
نہیں جانتا (علم باطن) اور پیغمبر ع نے کیا خوب فرمایا ہے
کہ جس نے ظالم کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ اُسی ظالم کو
اس پر مقرر کردیتا ہے اور پیغمبر ع نے کیا خوب فرمایا ہے
کہ جس نے صبح کی اور اس کے مقاصد کا مقصد ایک ہی
(خدا کا دیدار) ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت
کے ارادوں سے بے فکر کردیتا ہے پس جب تجھکو ہزار
دو ہزار اور ہزاروں اشخاص میں قول پیغمبر ع کے ظہور کا
تجربہ ہوگیا تو تجھکو حاصل ہوگیا علم ضروری اس میں تجھکو
شک نہ ہوگا پس تو اس طریق سے ثبوت نبوت کا یقین
حاصل کر نہ کہ عصای موسیٰ ع کے اژدہا بننے اور چاند
کے دو ٹکڑے ہونے سے اس لئے کہ جب تو محض
عصا کے اژدہا بننے کو دیکھے اور ان بے شمار قرینوں
کو جن کا شمار نہیں ہوسکتا اس کے ساتھ پیش نظر نہ
رکھے تو بہت ممکن ہے کہ گمان کرے تو کہ وہ سحر
ہے اور خیال ہے اور منجانب اللہ گمراہی ہے اس لئے

۵ قال اللہ تعالیٰ والکافرون ھم الظلمون جزء ۳ رکوع ۲ ۔ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اور
جو کافر ہیں وہی ظالم ہیں ۔

الله اضلال فانه يضل من
يشاء و يهدى من يشاء و هذه
احوال الايمان القوى العلمى و
اما الذوق فهو كالمشاهدة و
الاخذ باليد ولا يوجد ذالك
الا فى طريق الصوفية فهذا
القدر من حقيقة النبوة كاف
فى الغرض الذى اقصده الان
الى هنا كلامه فاعلم ايها المنصف
ان معرفة المهدى باحواله
واقواله وتاثيراته فكم من
ظالم صاحب الجاه والتكبر ياكل
دماء الناس لما استصحبه يوما
او يومين رجع عن ذلك
كله وبذل امواله فى سبيل
الله واثر الفقر والقناعة وكم
من سارق قطاع الطريق و
ناقب الجدر لما انس معه يوما
او يومين رجع عن ذلك
كله واختار الذكر والفكر
واستغرق فى الاشتغال مع الله
وذهب عنه الامراض الروحانية
وظهر فيه احوال الصوفية من
التجريد والتفريد واحتمال
الجوع والسهر والقناعة والصبر

کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو
چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور یہ جو کچھہ مذکور ہوا
علمی ایمان قوی کا احوال تھا لیکن ذوق مثلاً آنکھوں
سے دیکھنا اور ہاتھ سے پکڑنا ہے سو یہ بات طریق صوفیہ میں
نصیب ہوتی ہے پس ثبوت نبوت کی ماہیت کا جو کچھہ
میں نے ذکر کیا ہے ثبوت نبوت کی غرض کیلئے کافی ہے
وہ غرض جس کا میں نے اب ارادہ کیا تھا یہانتک ہے
امام غزالیؒ کا کلام پس جان اے منصف کہ مہدیؑ
کی معرفت مہدیؑ کے احوال اقوال اور تاثیرات سے
ثابت ہے پس بہت سے صاحب جاہ و تکبر ظالموں نے
جو لوگوں کا خون کھاتے تھے مہدیؑ کی ایک یا دو
روزہ اثر صحبت سے اپنی تمام برائیوں سے رجوع کر لی
اور اپنے تمام مال کو خدا کی راہ میں لٹا دیا فقر و فاقہ
اور قناعت اختیار کی اور بہت سے چور رہزنی کرنے
والوں اور دیواروں میں نقب لگانے والوں نے
جب آپ سے ایک یا دو روز انست اختیار کی
تو اپنے تمام افعال مذمومہ سے باز آ گئے ذکر و فکر اختیار
کر لی اور اشتغال مع اللہ میں مستغرق ہو گئے اور اُن سے
روحانی امراض دور ہو گئے اور انہیں صوفیہ کے احوال
ظاہر ہو گئے یعنے مخلوق سے دور ہونا (خالق کے
نزدیک ہونا) تنہا رہنا فقر و فاقہ اور شب بیداری
اختیار کرنا تھوڑی چیز پر قناعت کرنا مصائب اور
شدائد میں صبر کرنا خدا کے ذکر کیلئے عزلت اختیار
کرنا سر گریبان میں ڈالے ہوئے ذکر و فکر میں بیٹھے
رہنا یہ تمام تاثیرات تابعان مہدیؑ بلکہ تابع تابعان

والعزلة والمراقبة ولم یزل هذه
التاثیرات فی تابعیه بل فی
تبع تابعیه وقد جربت ذلك
فی الف والفین والاف فان
لم یحصل لك الیقین ایها المنصف
بهذه الاخلاق فی تصدیق
المهدی ع فکیف حصل بها فی
النبی ع لبعض اعز مانه ع لازال
حاله رضی الله عنه فی الدعوة
الی الله بلسان ذلق الیه
میل کل نفس نبعث الشوق
والجذبات وماکان الاسکران
التجلیات والمشاهدات مستغرقا
فی بحر المعائنات والمکالمات
فانیا فی الله وباقیا به فی کل الحالات
وماکان نطقه الا باذن من
الله وماکان کلامه الا من آیات
کلام الله حتی لو فرضنا ظهور هذا
الذات موصوفا بهذه الصفات
فی زمن بعث الانبیاء بدعوی
النبوة للزم قبول نبوته لما ذکرنا
من الدلائل فکیف یکذب فی
دعوی المهدیة ولیعارض بالاحاد
الظنیة من اوجب تصدیقه
ما اوجب تصدیق الانبیاء

مہدی ع میں موجود تھے میں نے تاثیرات صحبت مہدی ع کو
ہزار دو ہزار اور کئی ہزار اشخاص میں آزمایا ہے پس اے
منصف اگر تجھکو اخلاق مذکورہ سے مہدی ع
کی تصدیق کا یقین حاصل نہوا تو نبی کی اخلاق
سے نبی ع کی نبوت کا یقین آپ کے زمانہ کی عاقلوں
کو کیونکر حاصل ہوا ہمیشہ دعوت الی اللہ میں امام
مہدی موعود کا حال کہ خدا اس حال سے راضی ہو گیا
ایسا رہا کہ آپ نہایت فصیح زبان سے جاذب
احد سے دعوت الی اللہ فرماتے رہے آپ کی
طرف کامل شوق اور جذبات کیساتھ ہر ایک کا
میلان خاطر رہا نہیں تھا حال آپ کا مگر تجلیات
ومشاہدات میں مست مکالمات ومعائنات
کی سمندر میں مستغرق اپنے تمام حالات میں اللہ
تعالے کی ذات میں فانی اور باقی رہنے والے
آپ کی ہربات اللہ کے حکم سے تھی اور آپ کا
ہر کلام آیات کلام اللہ میں سے ایک آیت تھا یہاں
تک کہ اگر ہم فرض کریں کہ آپ کی ذات انبیاء
صفات کا ظہور انبیاء ع کے دعوی نبوت کے
زمانوں میں ہوتا تو آپ کی نبوت کو قبول کرنا
اُن دلائل سے لازم آتا جن کا ذکر ہم نے کیا ہے
تو پھر آپ کے دعوی مہدیت کو کس طرح
جھٹلایا جا سکتا ہے اور احاد ظنیہ سے اس کا
معارضہ کیونکر کیا جا سکتا ہے کہ جس کی تصدیق وہ
چیز واجب کرتی ہے جس چیز نے کہ انبیاء ع کی تصدیق
واجب کی یعنی اخلاق اور معجزہ حجتوں کے ہے وہ

من الاخلاق ومنها ما ذکر فی
البخاری من حدیث هرقل
اخبرنا ابو الیمان الحکیم بن
نافع قال اخبرنا شعیب عن
الزهری قال اخبرنی عبد الله
بن عتبة بن مسعود ان عبد
الله بن عباس رض اخبره ان ابا
سفیان بن حرب اخبره ان
هرقل ارسل الیه فی رکب
من قریش وکانوا تجارا بالشام
فی المدة التی کان رسول الله
ماد فیها ابا سفیان وکفار قریش
فأتوه وهم بایلیاء فدعاهم فی
مجلسه وحوله عظماء الروم ثم
دعاهم فدعا بالترجمان فقال ایکم
اقرب نسبا بهذا الرجل الذی
یزعم انه نبی قال ابو سفیان
فقلت انا اقربهم نسبا فقال ادنوه
منی وقربوا اصحابه فاجعلوهم
عند ظهره ثم قال لترجمانه قل
لهم انی سائل هذا عن هذا
الرجل فان کذبنی فکذبوه قال
ابو سفیان فوالله لولا الحیاء من
ان یاثروا علی کذبا لکذبت
عنه ثم کان اول ما سألنی

چیز جو ذکر کی گئی ہے بخاری میں حدیث ہرقل سے خبر
دی ہم کو ابو الیمان حکیم ابن نافع نے اس نے کہا خبر
دی ہم کو شعیب نے اور وہ زہری سے روایت کرتے
ہیں اس نے کہا خبر دی مجھکو عبد اللہ ابن عتبہ ابن مسعود
نے عبد اللہ ابن عباس کی روایت سے خبر دی
ان کو ابو سفیان ابن حرب نے کہ ہرقل (شاہ روم)
نے ان کے پاس ایک آدمی بھیجا تھا جبکہ وہ قریش کے
چند سواروں میں (بیٹھے) تھے اور وہ لوگ شام میں
تاجرین کر گئے تھے (اور یہ واقعہ) اُس زمانہ میں ہوا
جبکہ رسول خدا م نے ابو سفیان اور (نیز دیگر) کفار قریش
سے ایک محدود عہد کیا تھا غرض سب قریش ہرقل
کے پاس آئے اور یہ لوگ اس وقت ایلیا میں تھے
تو ہرقل نے ان کو اپنے دربار میں طلب کیا اور اُس کے
اطراف اکابران روم تھے پس بلایا ان کو اپنے پاس اور
ترجمان کو طلب کیا پس ہرقل نے ترجمان سے کہا کہ ان سے
پوچھ کہ تم میں سب سے زیادہ اُس شخص کا قریب النسب
کون ہے جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے ابو سفیان کہتے ہیں میں
نے کہا ان سب سے زیادہ میں اُن کا قریب النسب ہوں
یہ سنکر ہرقل نے کہا ابو سفیان کو میرے قریب کرو اور اُن
کے ساتھیوں کو بھی قریب رکھو یعنے ان کو ابو سفیان کی
پس پشت کھڑا کرو پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ اُن لوگوں
سے کہو کہ میں ابو سفیان سے اس شخص کا حال پوچھتا ہوں
جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے پس یہ اگر مجھسے جھوٹ بیان کرے
تو تم فوراً اس کی تکذیب کر دینا (ابو سفیان کہتے
ہیں کہ) اللہ کی قسم اگر (مجھے) اہانت کی عزت نہوتی

عنه ان قال كيف نسبه فيكم
قلت هو فينا ذو نسب قال فهل
قال هذا القول منكم احد قط قبله
قلت لا قال فهل كان من
اٰبائه من ملك قلت لا قال
اشراف الناس اتبعوه ام ضعفاءهم
قلت بل ضعفاءهم قال ايزيدون
ام ينقصون قلت بل يزيدون
قال فهل يرتد احد منهم سخطة
لدينه بعد ان يدخل فيه قلت
لا قال فهل كنتم تتهمونه
بالكذب قبل ان يقول ما قال
قلت لا قال فهل يغدر قلت
لا ونحن منه في مدة لا ندري
ما هو فاعل فيها ولم يمكني كلمة
ادخل فيها شيئا غير هذه الكلمة
قال فهل قاتلتموه قلت نعم قال
فكيف كان قتالكم اياه قلت
الحرب بيننا وبينه سجال
ينال منا وننال منه قال فماذا يأمركم
قلت يقول اعبدوا الله وحده
ولا تشركوا به شيئا واتركوا ما
كان يعبد اٰبائكم ويأمرنا بالصلوٰة
والزكوٰة والصدق والعفاف و
الصلة فقال للترجمان قل له

کہ لوگ مجھ پر جھوٹ بولنے کا الزام لگائیں گے تو یقیناً میں آپؐ کی نسبت غلط باتیں بیان کر دیتا غرض سب سے پہلے ہرقل نے مجھ سے جو پوچھا یہ تھا کہ اُن کا نسب تم لوگوں میں کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ ہم میں (بڑے) نسب والے ہیں پھر ہرقل نے کہا کہ کیا تم میں سے کسی نے اُن سے پہلے بھی یہ بات کہی ہے (دعویٰ نبوت کیا ہے) میں نے کہا نہیں پھر ہرقل نے کہا کیا ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ گذرا ہے میں نے کہا نہیں پھر ہرقل نے کہا کہ امیر لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے میں نے کہا صرف کمزور لوگوں نے پھر اُس نے پوچھا ان کے پیرو بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں۔ میں نے کہا زیادہ ہوتے جاتے ہیں پھر اسنے کہا کہ کوئی ان میں سے ان کے دین سے ناخوش ہو کر پھر بھی جاتا ہے بعد اس کے کہ اسمیں داخل ہو جائے میں نے کہا نہیں اس نے کہا کہ آیا اس سے پہلے کہ انھوں نے یہ بات کہی کبھی تم انھیں جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے تو میں نے کہا نہیں پھر اس نے کہا کہ کیا کبھی وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ اور اب ہم اس کی مہلت میں ہیں ہم نہیں جانتے کہ وہ اس (مہلت میں) کیا کریں گے (وعدہ خلافی یا وعدہ وفائی) ابوسفیان کہتے ہیں کہ سوا اس کلمہ کے اور مجھے قابو نہیں ملا کہ میں کوئی بات آپ کے حالات میں داخل کر دیتا۔ پھر ہرقل نے کہا کہ آیا تمنے کبھی اُن سے جنگ بھی کی ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ تو اُس نے کہا پھر تمہاری جنگ اُن سے کیسی رہی۔ میں نے

انی سالتک عن نسبه فذکرت
انه فیکم ذو نسب وکذٰلک
الرسل تبعث فی نسب قومها
وسالتک هل قال احد منکم
هذا القول قبله فذکرت ان
لا فقلت لو کان احد منکم قال
هذا القول قبله لقلت رجل
یتاسّٰی بقول قیل قبله وسالتک
هل کان فی اٰبائه من ملک
فذکرت ان لا فقلت لو کان
من اٰبائه من ملک قلت رجل
یطلب ملک ابیه وسالتک
هل کنتم تتهمونه بالکذب
قبل ان یقول ما قال فذکرت
ان لا فقد اعرف انه لم یکن
لیذر الکذب علی الناس ویکذب
علی الله وسالتک اشراف
الناس اتبعوه ام ضعفائهم
فذکرت ان ضعفائهم اتبعوه
وهم اتباع الرسل وسالتک
ایزیدون ام ینقصون فذکرت
انهم یزیدون وکذٰلک امر
الایمان حتی یتم وسالتک ایرتد
احد منهم سخطة لدینه بعد
ان یدخل فیه فذکرت ان

کہا ہمارے اور اُن کے درمیان لڑائی ڈول کی مثل رہی کہ کبھی وہ ہمسے لے لیتے ہیں اور کبھی ہم ان سے لے لیتے ہیں اس نے کہا کہ وہ تم کو کیا حکم دیتے ہیں میں نے کہا وہ کہتے ہیں صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور جو تمہارے باپ دادا کیا کرتے تھے چھوڑ دو۔ (اس کے ساتھ) نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے سچ بولنے پرہیزگاری اور صلۂ رحم کا حکم دیتے ہیں اس کے بعد ہرقل نے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان سے کہدے کہ میں نے تمسے ان کا نسب پوچھا تو تم نے بیان کیا کہ وہ تمہارے درمیان نسب والے ہیں اور تمام پیغمبر اپنی قوم کے نسب میں اسیطرح (عالی نسب) مبعوث ہوا کرتے ہیں پھر میں نے تمسے پوچھا کہ آیا یہ بات (اپنی نبوت کی خبر) تم میں سے کسی اور نے بھی کہی تھی تو تمنے بیان کیا کہ نہیں۔ تو میں نے اپنے دلمیں کہا تھا کہ اگر یہ بات اُن سے پہلے کوئی کہہ چکا ہوتا تو میں کہدونگا کہ وہ ایک ایسے شخص ہیں جو اس قول کی تقلید کرتے ہیں جو اُن سے پہلے کہا جا چکا ہے پھر میں نے تم سے پوچھا کہ اُن کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا تو تم نے بیان کیا کہ نہیں پس میں نے کہا تھا کہ اگر اُن کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہوگا تو میں کہدونگا کہ وہ ایک ایسے شخص ہیں جو اپنے باپ دادا کا ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں پھر میں نے تمسے پوچھا کہ آیا اس سے پہلے کہ انھوں نے یہ بات کہی کہیں تم انھیں جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے۔ تو تمنے کہا نہیں۔ پس

لا وكذلك الايمان حين تخالط بشاشة القلوب وسالتك هل يغدر فذكرت ان لا وكذلك الرسل لا تغدر وسالتك بما يامركم فذكرت انه يامركم ان تعبدوا الله وحده ولا تشركوا به شيئا وينهكم عن عبادة الاوثان ويامركم بالصلوة و الصدق والعفاف الحديث فاعلم ايها البصيرات من تصدقه بالمهدية كان من شانه و اصحابه ماذكر فى الحديث و يطابق اوصافه واوصاف اصحابه باوصاف النبى ؐ مطابقة النعل بالنعل والقذ بالقذ فكيف ينكر من هو موصوف باوصاف الانبياء عليهم السلام فعليك ان تتفكر فى ذاته كما تفكر البحراؑ فى ذات نبيّنا ؐ ثم انظر ايها المنصف ان اكثر اصحاب النبى ؐ صدقوا باخلاقه الرضية وخلاله السنية كما يعلم من سبب اسلام اصحاب النبى ؐ كابى بكر الصديق وعلى وابى ذر رضى الله عنهم وقصتهم

میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایسا شخص جو لوگوں پر جھوٹ بولنا نہ چاہے خاص اللہ پر کیونکر جھوٹ بولیگا پھر میں نے تمسے پوچھا کہ آیا بڑے لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے تو تم نے کہا کہ کمزور لوگوں نے اور (واقعی) تمام پیغمبروں کے پیرو یہی لوگ ہوا کرتے ہیں جب میں نے تمسے پوچھا کہ ان کے پیرو زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم تو تم نے کہا وہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور درحقیقت ایمان کا یہی حال ہوتا ہے یہانتک کہ کمال کو پہنچ جائے پھر میں نے تمسے پوچھا کہ کیا کوئی شخص بعد اس کے کہ ان کے دین میں داخل ہو ان کے دین سے ناخوش ہو کر پھر بھی جاتا ہے تو تمنے بیان کیا کہ نہیں اور ایمان ایسا ہی ہے جبکہ اس کی بشاشت دلوں میں مل جائے پھر میں نے تم سے پوچھا کہ آیا وہ وعدہ خلافی بھی کرتے ہیں تو تم نے بیان کیا کہ نہیں اور تمام پیغمبر اسی طرح وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ جب میں نے تم سے پوچھا کہ وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں تو تم نے بیان کیا کہ وہ تمہیں یہ حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کیساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور تمہیں بتوں کی پرستش سے منع کرتے ہیں خدا کی نماز پڑھنے سچ بولنے اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہیں الخ۔ پس جان اے عاقل کہ وہ ذات کہ جس کی مہدیت کی تصدیق ہمنے کی ہے اس کی شان اور اُس کے صحابہؓ کی شان وہی ہے جو حدیث ہرقل میں مذکور ہے اُس کے اور اُس کے صحابہؓ کے اوصاف انبیاءؑ کے اوصاف کے موافق ہیں مانند موافق ہونے نعل بنعل کے ساتھ اور تیر بتیر کے ساتھ پس کیونکر انکار کیا جا سکتا

مذکورة فی البخاری وبریدة
مع ستین راکبا وقصته مذکورة
فی روضة العلماء وغیرهم ولو
عدوا ما عدوا وکذلک العرب
امنوا بعد فتح مکة افواجا افواجا
کما یعلم من صحیح البخاری من
جواب ابی جمیلة وکانت
العرب تلوم باسلامهم قبل
الفتح فیقولون اترکوه وقومه فانه
ان یظهر علیهم فهو نبی صادق
فلما کانت وقعة اهل الفتح
بادر کل قوم باسلامهم وبادر فی
قومی باسلامهم فلما قدم قال
جئتکم من عند النبی حقا
فانظر ایها المنصف الی قول
ابی جمیلة بادر کل قوم باسلامهم
فای معجزة راوا فی فتح مکة
وفی ای کتاب قرؤا ان فتح
مکة علامة صحته مع انهم راوا
وسمعوا معجزاته قبل فلم یومنوا
فعلم ان الایمان محض هبة
الله وعطائه وقصة ابی جمیلة
مذکورة فی الجزء السابع عشر
من اجزاء الثلثین للبخاری
فی باب مقام النبی بمکة من

ہر اُس کا جو انبیاءؑ کے اوصاف سے موصوف ہو پس اے
عاقل مہدیؑ کی ذات میں تجھکو فکر کرنی ایسی ہی لازم ہے
جیسی کہ عقلاء نے پیغمبرؑ کی ذات میں فکر کی پس دیکھ اے
منصف کہ نبی ع کے اکثر صحابہؓ نے نبی ع کے اخلاق پسندیدہ
اور خصائل جمیلہ کو دیکھکر تصدیق کی ہے چنانچہ یہ بات بیخ
کے اصحابؓ کے اسلام لانے کے سبب سے جانی گئی
مثلاً ابوبکر صدیق علی ابوذر اور صہیب رضی اللہ عنہم
کا اسلام لانا اور ان کا قصہ بخاری میں مذکور ہے اور ایسا
ہی بریدہ رضؓ کا ساٹھ سواروں کے ساتھ اسلام لانا اس
کا قصہ روضۃ العلماء میں مذکور ہے اور ان کے سوائے دوسروں
کا اسلام لانا اگر تو ان کو گنے گا تو نہیں گن سکیگا اسی
طرح عرب ایمان لائے فتح مکہ کے بعد فوج فوج چنانچہ
یہ بات جانی جاتی ہے صحیح بخاری سے ابو جمیلہ کی جواب سے
اور عرب فتح مکہ کے قبل اسلام لانے والوں کی ملامت
کرتے تھے اور کہتے تھے کہ چھوڑ و اس کو اور اس کی قوم
کو اس لئے کہ اگر محمدؐ اہل مکہ پر غالب آ جائیں تو وہ پیغمبر
صادق ہیں پس جس وقت کہ اہل فتح کو غلبہ ہوا تو ہر
ایک قوم نے اسلام لانے کی جلدی کی اور میری قوم نے
اپنے مسلمان ہونے میں مجھ سے جلدی کی پس جب ابو
جمیلہ پیغمبرؐ کے پاس سے آئے تو اپنی قوم سے کہا کہ
میں تمہارے پاس نبیؐ کے پاس سے آیا ہوں جو حق ہے
پس دیکھ اے منصف ابو جمیلہ کے قول بادر کل
قوم باسلامهم (ہر ایک قوم نے اسلام لانیکی جلدی
کی) کو پس انھوں نے فتح مکہ میں کونسا معجزہ دیکھا اور
کس کتاب میں پڑھا کہ فتح مکہ صحت نبوت پیغمبرؑ کی

الفتح وكذلك الاعراب امنوا
بمجرد سماعهم بايمان اهل مكة
كما ذكر فى الكرمانى وكانت العرب
فى البوادى ينتظرون اسلام
اهل مكة فلما اسلموا اسلم العرب
كلهم والحمد لله على ذلك و
هذا النقل مذكور فى الكرمانى
فى باب الصلح مع المشركين
فى الجزء العاشر من اجزاء
الثلثين للبخارى فانظر ايها
المنصف ان اهل البوادى
ما امنوا الا تقليدا لاهل مكة
وما اثر فيهم المعجزات وما استدلوا
بالاخلاق كما استدل اهل
البصائر فهل هذا الا هدى الله
من يشاء من عباده وكذلك
عبد الله بن سلام امن بالنبى
عليه السلام بعد سواله عن
ثلثة اشياء كما ذكر فى البخارى
قال حدثنا حميد عن انس قال
سمع عبد الله بن سلام مقدم
رسول الله وهو فى ارض
يخترف فاتى النبى ع فقال انى
سائلك عن ثلث لا يعلمهن
الا نبى فما اول اشراط الساعة

علامت ہے باوجودیکہ انھوں نے فتح سے پہلے پیغمبرؑ کے
معجزے دیکھے اور سنے مگر ایمان نہیں لائے پس معلوم ہوا
کہ ایمان خالص اللہ تعالی کی بخشش اور عطا ہے اور ابو
جمیلہ کا قصہ بخاری کی تیس جزو میں سے سترہویں جزو کے
باب مقام پیغمبرؑ بمکہ بزمانہ فتح میں مذکور ہے اور اسی طرح بدوی
عرب اہل مکہ کے ایمان لانے کی خبر سنکر ایمان لائے
جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کرمانی میں کہ اور بدوی عرب اہل
مکہ کے اسلام لانے کے منتظر تھے پس جب اہل مکہ اسلام
لائے تو جنگلی عرب بھی سب کے سب مسلمان ہو گئے اور
تمام تعریف اللہ کے لئے سزاوار ہے ان کے اسلام
لانے پر اور یہ نقل کرمانی میں صلح المشرکین کے
باب بخاری کے دسویں جزو میں مذکور ہے پس دیکھ اے
منصف کہ جنگلی عرب اہل مکہ کی محض تقلید سے ایمان لائے
نہ تو ان میں معجزات کا اثر ہوا اور نہ انھوں نے صاحبان
بصیرت کی طرح اخلاق سے دلیل طلب کی یہ
محض اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتا
ہے ہدایت دیتا ہے اور اسی طرح عبد اللہ ابن سلام (علماء
یہود سے ایک عالم جو مدینہ میں مقیم تھے) تین چیزوں کا سوال
کرنیکے بعد نبیؐ پر ایمان لائے چنانچہ بخاری میں مذکور ہے بخاری
نے کہا حدیث بیان کی ہم کو حمید نے انس کی روایت
سے کہا انس نے کہ عبد اللہ ابن سلام نے سنا کہ رسول اللہ
مدینہ تشریف لائے ہیں اور وہ اس وقت زمین سے
کھجور چن رہے تھے پس آیا پیغمبرؑ کے پاس اور کہا کہ میں
آپ سے تین چیزوں کا سوال کرتا ہوں کہ جن کو نبیؐ کے
سوائے دوسرا شخص نہیں جانتا۔ قیامت کی شرطوں

وما اول طعام یاکله اهل الجنة
وما ینزع الولد الی ابیه او الی
امه قال اخبرنی بهن جبرئیل
انفا قال جبرئیل قال نعم قال
ذالک عدو الیهود من الملئکة
فقرأ هذه الاٰیة من کان
عدوا لجبریل فانه نزله علی
قلبک. اما اول اشراط الساعة
فنار تحشر الناس من المشرق
الی المغرب. واما اول طعام
یاکله اهل الجنة کبد حوت
واذا سبق ماء الرجل ماء المرأة
نزع الولد واذا سبق ماء المرأة
نزعت نزعه قال اشهد ان
لا اله الا الله واشهد انک رسول
الله فاعلم ایها المنصف ان الاخبار
عن الاشیاء الثلثه لا یفید
القطع بانه نبی لاحتمال السماع
من الیهود الذین یأتون مکة
تاجرین او من بعض المشرکین
الذین یذهبون الی بلادهم
للتجارة فسمعوا منهم ومع هذا
الاحتمال لا یجزم المنکر الازلی
بانه نبی وهذه الروایة مذکورة
فی البخاری فی باب من کان

میں سے پہلی شرط کیا ہے پہلی کیا چیز ہے جس کو بہشتی
کھائیں گے وہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے بچہ باپ
یا ماں کی مشابہت رکھتا ہے پیغمبرؐ نے کہا کہ اب
مجھے جبرئیل نے ان چیزوں کی خبر دی عبداللہ نے
کہا کیا جبرئیل نے خبر دی تو پیغمبرؐ نے کہا ہاں عبداللہ
نے کہا جبرئیل تو ملائکہ میں سے یہود کا دشمن ہے تو پیغمبرؐ
نے یہ آیت پڑھی من کان عدوا لجبریل الاٰیة
(جو دشمن ہو جبرئیل کا (ہوا کرے) جبرئیل نے اتارا ہے
یہ کلام تمہارے دل پر) قیامت کی پہلی شرط آگ ہے
جمع کرے گی لوگوں کو مشرق سے مغرب تک اور اہل
جنت کی پہلی غذا کہ جس کو کھاوینگے مچھلی کا جگر ہے
اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب ہو تو بچہ
باپ کی شباہت رکھتا ہے اور جب غالب ہو عورت
کا پانی تو بچہ ماں کی شباہت رکھتا ہے عبداللہ نے
کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود
نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تو اللہ کا رسول
ہے پس جان اے منصف کہ تین چیزوں کی خبر دینا
محمدؐ کے پیغمبر ہونے کی قطعیت کا فائدہ نہیں دیتا
بہ سبب اس احتمال کے کہ آپنے اُن یہود سے سن لیا
ہو جو تجارت کیلئے مکہ آتے تھے یا بعض اُن مشرکین
سے سن لیا ہو جو یہود کے شہروں کو تجارت کے لیے
جاتے تھے اور اُن سے سنا تھا اور اس شبہ کی وجہ سے
منکر ازلی کو ان اخبار سے یقین نہیں ہوتا کہ محمدؐ
پیغمبر ہیں اور یہ روایت بخاری کے باب من کان
عدوا لجبریل تیس جزءوں میں سے اٹھارویں جزء

عن والجبرئيل في الجزء الثامن
عشر من اجزاء الثلثين للبخاري
وفي رواية ان سبب اسلامه
سماع قوله تعالى يا ايها الذين
اوتوا الكتاب أمنوا بما نزلنا مصدقا
لما معكم من قبل ان نطمس
وجوها فنردها على ادبارها او
نلعنهم كما لعنا اصحاب السبت
وروى انه قد سمع الاية قافلا
من الشام فاتى النبي ع مسلما
قبل ان ياتي اهله وقال ماكنت
ارى ان اصل الى اهلي قبل
ان يطمس الله وجهي كذا
في المدارك فانظر ايها المنصف
اى معجزة رأها عبد الله بن
سلام فان قيل انه راى
افضل المعجزات الباقي الى اخر
الدهر وهو كلام الله يقال انما
يستقيم هذا لو عرض هذه الاية
على فصحاء العرب وبلغائهم
وطلب منهم اتيان المثل ثم
عجزوا عن الاتيان بمثلها فحصل
له العلم بان هذا الكلام كلام
الله لعدم امكان مثله عن
طوق البشر فما احسن ماذكر

میں مذکور ہے نیز بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ
عبداللہ ابن سلام کے اسلام کا سبب اللہ تعالے
کے اس قول کو سننا ہے یاایھا الذین اوتوا
الکتاب الآیۃ (اے اہل کتاب ایمان لاؤ قرآن پر
جو ہم نے اتارا ہے سچا بتانیوالا ہے اُس کتاب کو جو تمہارے
پاس ہے اس سے پہلے کہ ہم تمہارے منہہ بگاڑ کر ان کو پھیر دیں
ان کی پیٹھ کی طرف یا ہم ان پر لعنت کریں جس طرح ہمنے
لعنت کی ہفتہ والوں پر) اور روایت کی گئی ہے کہ جب
عبداللہ ابن سلام شام کے سفر سے واپس ہوئے تو انہوں
نے یہ آیت شریفہ سنی اور اسلام قبول کرکے آنحضرتؐ
کے حضور میں آئے اور کہا کہ مجھے یقین نہیں تھا کہ میں اپنی
صورت مسخ ہونے سے پہلے اہل خانہ کو پہنچوں اسی طرح
مذکور ہے تفسیر مدارک میں پس غور کر اے منصف
کہ عبداللہ ابن سلام نے کونسا معجزہ دیکھا (جو
اسلام قبول کر لیا) پس اگر کہا جائے کہ انہوں نے ایک
ایسا بڑا معجزہ دیکھا جو قیامت تک قائم رہنے والا
ہے اور وہ معجزہ اللہ کا کلام ہے تو اس کا جواب یہ ہے
کہ یہ بات اس وقت مضبوط رہ سکتی ہے کہ جب عبداللہ
اس آیت کو فصحاء و بلغاء عرب کے روبرو پیش کرتے
اور اُن سے اس کی جیسی آیت طلب کرتے اور وہ ایسی
آیت پیش کرنے سے عاجز ہوتے تو اس وقت عبداللہ
کو یقین حاصل ہوتا کہ یہ کلام اللہ کا کلام ہے اس کی جیسی
آیت کو پیش کرنے کی طاقت بشر میں نہیں
کیا ہی اچھی بات ہے جو بعض کتابوں میں لکھی گئی ہے کہ
پیغمبروں کی تصدیق کا سبب اُن کے اور اُن کی

في بعض الكتب ان سبب
تصديق الانبياء المناسبة
الباطنية بينهم وبين قومهم
فحسب كما نطق به الحديث
الصحيح الارواح جنود مجندة فما
تعارف منها ائتلف وما تناكر
اختلف وكذلك عبد الله بن
ابي ابن سلول ومن تبعه
بعد وقعة بدر كما ذكر في البخاري
في الجزء الثامن عشر من
اجزاء الثلثين للبخاري في
باب ولتسمعن من الذين
اوتوا الكتاب فلما غزا رسول الله
بدرا فقتل صناديد كفار قريش
فقال ابن ابي ابن سلول و
من معه من المشركين و
عبدة الاوثان هذا امر قد
توجه فبايعوا رسول الله على
الاسلام فاسلموا انتهى فانظر ايها
المنصف ان سبب اسلام عبد
الله واصحابه غلبة النبي ؑ على
اهل بدر فهل هذا الا هداية
من الله لعباده والا فكيف يكون
الغلبة حجة مصححة للنبوة فالانبياء
وغيرهم يغلبون ويغلبون

قوم کے درمیان باطنی مناسبت ہے اور بس
چنانچہ بخاری کی صحیح حدیث اسی مناسبت باطنی
کی ناطق ہے کہ لوگوں کی ارواح کے کئی لشکر
بنائے گئے ہیں پس ارواح میں سے جو روح پہچانتی
ہے الفت اختیار کرتی ہے اور جو روح نہیں پہچانتی
پیغمبر سے اختلاف کرتی ہے اور اسی طرح عبداللہ
ابن سلول اور (ان) کی پیروی کرنے والوں نے واقعہ
بدر کے بعد ایمان لایا چنانچہ بخاری کے اٹھارویں
جزو باب ولتسمعن من الذین اوتوا
الکتاب میں مذکور ہے پس جس وقت کہ رسول اللہ ؐ
نے جنگ بدر فرمائی تو کفار قریش کے سرداروں کو
قتل کیا پس ابن ابی ابن سلول اور ان کے
ساتھی یعنے مشرکوں اور بت پرستوں نے کہا کہ یہ
نیک انسان آگیا ہے پس انہوں نے رسول اللہ
سے اسلامی بیعت کی اور مسلمان ہو گئے انتہی۔
پس دیکھ اے منصف کہ عبداللہ اور ان کے
ساتھیوں کے اسلام لانے کا سبب اہل بدر پر نبی ؑ
کا غالب ہونا ہے نہیں ہے یہ مگر منجانب اللہ
اپنے بندوں کی ہدایت ہے ورنہ کافروں پر غلبہ کا ہونا
نبوت کی صحت کی حجت کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ
انبیاء و غیر انبیاء کبھی غالب ہوتے ہیں اور کبھی
مغلوب ہیں لہذا یہ بات صحت نبوت کے
لئے قابل استدلال نہیں پس معلوم ہوا کہ اللہ
تعالی جس کو جس چیز سے چاہتا ہے ہدایت
کرتا ہے اور اگرچہ معجزہ اگلوں کے حق میں صحت

فما هذا الاستدلال على الصحة
فعلم ان الله يهدي من
يشاء بما يشاء وان كانت المعجزة
سببا في حق الاولين و
كذلك غلام اليهودي الذي
كان يخدم النبي ع فانه لما
مرض جاءه النبي ع يعوده
قال اسلم فاسلم فانظر ايها
المنصف ان الغلام الخادم لما
جاءه وقته اسلم بمجرد قوله ع
اسلم وما اثر فيه المعجزات
والخوارق قال الله تعالىٰ وما
كان لنفس ان تؤمن الا
باذن الله. فعلم ان الايمان
موقوف على الاذن دون
المعجزة وان كانت المعجزة مفحمة
للخصم وقصة هذا الغلام مذكور
في البخاري في باب عيادة
المشرك في الجزء الثالث
عشر وكذا ان النجاشي و
اصحابه من الرهبان والقسيسين
امنوا بعد سماع القرآن بلا تاخير
ولا تفتيش في امكان المقابلة
من البلغاء والفصحاء كما نطق
به القرآن العظيم واذا سمعوا

نبوت کا سبب تھا اور اسی طرح ایمان لایا یہودی
کا لڑکا جو نبی ع کی خدمت کیا کرتا تھا جب وہ
بیمار ہوا تو نبی ع اُسکی عیادت کے لیے آئے
اور کہا کہ مسلمان ہو تو وہ مسلمان ہو گیا پس دیکھ
اے منصف کہ یہودی کا لڑکا جو آنحضرت ع
کی خدمت کرتا تھا جب اُس کی موت کا وقت
قریب پہنچا تو محض قول رسول ع پر مسلمان ہو گیا اور
اس میں کسی معجزہ یا خارق عادت کا اثر نہ ہوا اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور کسی شخص کے اختیار میں نہیں
کہ ایمان لائے مگر اللہ کے حکم سے۔ پس اس آیت
سے معلوم ہوا کہ ایمان موقوف ہے اللہ کے
حکم پر معجزہ پر نہیں اگرچہ کہ معجزہ دشمن کو الزام
دیتا ہے اور اُس یہودی بچہ کا قصہ بخاری کے
تیرہویں جزء عیادت مشرک کے باب میں مذکور
ہے اور اسی طرح نجاشی بادشاہ حبش اور اُس
کے اصحاب راہب اور داناؤں نے قرآن
سننے کے بعد بلا تاخیر و تحقیق ایمان لایا
باوجود بلغاء و فصحاء سے مقابلہ
ممکن ہونے کے چنانچہ قرآن عظیم بلا تاخیر
ایمان لانے پر ناطق ہے کہ اور جب سنتے
ہیں قرآن جو اترا رسول پر تو تو ان کی آنکھوں
کو دیکھتا ہے کہ امنڈتی ہیں آنسوؤں
سے اس وجہ سے کہ انھوں نے حق بات
پہچان لی ہے۔ اور اسی طرح جنّوں نے
کلام اللہ سنتے ہی ایمان لایا جہاں کہ۔ کہا ہمنے

ما أنزل الى الرسول ترى اعينهم
تفيض من الدمع مما عرفوا
من الحق. وكذلك الجن
آمنوا بمجرد سماع كلام الله حيث
قالوا انا سمعنا قرآنا عجبا يهدى
الى الرشد فآمنا به وقد منهم
من آمن بعد طلب المعجزة
لان المعجزة ايضا مفتقرة فى
صحتها الى الاخلاق فمن
لم يؤمن بها نسب المعجزة الى
السحر والدليل على ان الاخلاق
هى الاصل فى باب التصديق
ماذكرنا من المنقولات وقوله
تعالى ام لم يعرفوا رسولهم
اى بالامانة والصدق ونور
العقل والعلم من غير التعلم
وحسن الاخلاق اى عرفوا
موصوفا بهذه الاوصاف اجمع
المفسرون على تفسير هذه
الآية بهذه المعانى ولم يختلف
فيه احد منهم لان الآية واردة
فى المشركين ولم تكن لهم
معرفة النبى الا بهذه الاوصاف
ولو كان الكلام مع اهل الكتاب
لامكن تفسيرها بما ظهر فرلا سب.

سنا ہے ایک عجیب قرآن جو راہ دکھاتا ہے نیکی کی سو
ہم ایمان لائے اور ان میں تھوڑے ایسے بھی ہیں
جو معجزہ طلب کرنے کے بعد ایمان لائے اس لئے کہ معجزہ
کی صحت بھی اخلاق کی محتاج ہے پس جو شخص کہ اخلاق
سے ایمان نہیں لاتا معجزہ کو سحر سے منسوب کرتا ہے
تصدیق کے باب میں اخلاق کے اصل ہونے کی
دلیل ہماری مذکورہ منقولات ہیں اور اللہ تعالے کا
قول ام لم یعرفوا رسولھم (یا انھوں نے نہیں
پہچانا اپنے رسول کو) یعنے امانت سچائی کامل عقل
کسی سے تعلیم پانے کے بغیر کامل علم اور نیک اخلاق
سے یعنی انھوں نے پیغمبر کو ان اوصاف سے موصوف
ہونیکو پہچانا۔ تمام مفسرین نے اس آیت کی تفسیر
ان معانی سے ہونے پر اجماع کیا ہے کسی مفسر نے آیت
کے اس معنی میں اختلاف نہیں کیا اس لئے کہ یہ آیت
مشرکوں کے حق میں وارد ہوئی ہے اور مشرکین کو
پیغمبرؑ کی معرفت نہ ہوئی مگر ان اوصاف سے اگر اس
آیت کا خطاب اہل کتاب سے ہوتا تو اس آیت کی
تفسیر یہ ممکن ہوتی کہ انھوں نے پیغمبر کو اس چیز سے
پہچانا جو چیز ان کی کتاب میں ہے پس یہ لوگ اس
پیغمبر کا انکار حسد و عناد کی وجہ سے کرتے ہیں ایسا
ہی مذکور ہے تفسیر مدارک اور تفسیر کواشی میں۔ (آیت
مذکورہ میں) استفہام سرزنش اور انکار کے لئے ہے یعنے
انھوں نے پیغمبر کو ان اوصاف سے متصف پہچانا اور
انھوں نے پیغمبر کا انکار کیا (یعنی) اس پہچاننے کے بعد
پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے ان اوصاف

لمانی کتابهم فهم له منكرون
حسدا وعنادا كذا في المدارك
وفي الكواشي الاستفهام للتوبيخ
والانكار اي عرفوه موصوفا بهذه
الاوصاف فهم له منكرون
بعد معرفتهم اياه فنعلم من هذه
الآية ان موجب التصديق
هو معرفتهم اياه موصوفا بهذه
الخصال ولو لم يكن هذه المعرفة
موجبة للتصديق لما وجه التوبيخ
فنعلم ان الانكار بعد هذه المعرفة
من حسد وعناد. اقرأ كتابك
كفى بنفسك اليوم عليك حسيبا
وانما اوردت ايراداتهم والروايا
لان المتوغلين في الانكار
علينا قرروا ان هذا القوم
جاهلون لايعلمون شيئا
فما بال قوم ينسبون الى الضلالة
قوما استدلالهم كاستدلال
اصحاب الانبياء في كل زمان
واوصافهم كاوصافهم يا اخي لو
تاملت في عباد الرحمن وجدتهم
كانهم هم عباد الرحمن واذا
قرأت ان المسلمين والمسلمات
عرفتهم في المسلمين والمسلمات

سے متصف ہونیکی ان کی معرفت پیغمبرؐ کی تصدیق کا
سبب ہے اور اگر یہ معرفت تصدیق کا سبب نہ ہوتی
تو سرزنش کی وجہ کیا ہو سکتی ہے پس معلوم ہوا کہ اس
معرفت کے بعد ان کا انکار ان کے حسد اور عداوت
کی وجہ سے ہے (ہم کہیں گے کہ) پڑھ لے اپنا اعمال
نامہ وہی کافی ہے آج اپنا حساب لینے والا۔ اور میں
نے دیے حجتیں اور روایتیں جو لائی ہیں اس کی وجہ
یہ ہے کہ غلو کرنے والوں اور ہمارا انکار کرنے والوں
نے قرار دے لیا ہے کہ یہ قوم بیہودہ و جاہل ہے
اور کوئی چیز نہیں جانتی پس کیا حال ہوگا
اس قوم کا جو ایسی قوم کو گمراہی سے
نسبت کرتی ہے کہ تصدیق مہدیؑ پر ان کا
استدلال ایسا ہی ہے جیسا کہ انبیاءؑ
کے اصحاب رضؓ نے ہر زمانہ میں
انبیاءؑ کی تصدیق پر استدلال کیا ہے اور
اصحاب مہدیؑ کے اوصاف اصحاب انبیاء
کے موافق ہیں۔ اے بھائی اگر تو عباد الرحمن
کی آیت میں غور کرے گا تو قوم مہدیؑ کو پائے
گا کہ وہی بندگان خدا ہیں اور جب تو
پڑھے گا ان المسلمین والمسلمات کی
آیت تو انہی کو مسلمین اور مسلمات پہچانے
گا اور جب تو قد افلح المؤمنون کے
سورہ کا مطالعہ کرے گا تو جان لے گا کہ فلاح پانے
والے مومن یہی ہیں اور جب تو الا المصلین
الذین ہم علی صلاتہم دائمون (مگر وہ نمازی

واذا طالعت قد افلح المومنون علمت انهم هم المومنون المفلحون واذا تمنيت الا المصلين الذين هم على صلوتهم دائمون. صادفتهم هم المصلين الدائمين على صلوتهم واذا فكرت في خرّوا سجّدا وبكيّا ايقنت انهم هم الساجدون الباكون وتلك الاوصاف انما حصلت لهم بتصديق المهدی فصاروا احياء بعد ما كانوا امواتا فای شخص اكثر منه فيضا وايهم اصدق منه قولا واحذق منه طبا وای طبيب اشد منه فی المعالجة قال الله تعالیٰ ومن احسن قولا ممن دعا الی الله وعمل صالحا وقال انني من المسلمين. وانما اطنبت فی ايراد الحجج ليعلم المنصف انه اذا ثبت كونه مهدیا بما ثبت به كون الانبياء انبياء لا يمنعه عن التصديق ما يختلج فی باله من الشبهات ويجب عليه تقليد اقواله بلا طلب الحجة ثم الان اذكر بعض الاحاديث واقوال السلف التی وردت فی ذاته

جو اپنی نماز پر ہمیشہ قایم ہیں، کی آیت کی آرزو کریگا تو تو ان کو ہمیشہ اپنی نماز میں قایم رہنے والے پائیگا۔ اور جب تو خروا سجدا وبکیا (گر پڑتے تھے سجدہ کرتے اور روتے ہوئے) کی آیت میں فکر کریگا تو یقین کریگا کہ یہی ہیں سجدہ کرنے والے سجدہ میں زاری کرنے والے یہ سارے اوصاف قوم مہدیؑ کو مہدیؑ کی تصدیق کے سبب سے حاصل ہوئے پس یہ لوگ زندہ ہوگئے بعد اس کے کہ تھے مردہ پس کونسا شخص ہی مہدیؑ سے بڑھا ہوا فیض دیتے ہیں اور کون ہے مہدیؑ سے زیادہ صادق القول اور بڑا حاذق طب میں اور کونسا طبیب مہدیؑ سے زیادہ محکم ہے روحانی امراض کا معالجہ کرنے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور اُس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل صالح کرے (ترک حیات دنیا کرے) اور کہے کہ میں فرمانبردار بندوں میں ہوں۔ اور میں نے حجتوں کے لانے میں اس لئے طوالت دی کہ منصف جان لے کہ جب مہدیؑ کا مہدی ہونا اُس چیز سے ثابت ہوگیا جس سے کہ انبیاءؑ کا انبیاء ہونا ثابت ہے تو منصف کو تصدیق مہدیؑ سے منع نہیں کریگی وہ چیز جو احادیث ظنیہ کی شبہات سے اُس کے دلمیں گھومتی ہے اور بغیر کسی حجت کے طلب کرنے کے مہدیؑ کے اقوال کی تقلید منصف پر واجب ہوجائے گی۔ اب میں بعض اُن احادیث اور اقوال سلف کو پیش کرتا ہوں جو مہدیؑ اور قوم مہدی

وقومه فمنها ماقال ابواسحاق قال قال علی رضی الله عنه ونظر الی ابنه الحسن فقال ان ابنی هذا سید کما سماه رسول الله صلی الله علیه وسلم وسیخرج الله من صلبه رجلا یسمی باسمه یشبهه فی الخلق یملاء الارض عدلا اخرجه الامام ابوداؤد فی سننه والامام ابوعیسیٰ الترمذی فی جامعه والامام ابوعبدالرحمٰن النیسابوری فی سننه قلت قد کان المهدیؑ مشابها فی الخلق بضم الخاء اما البحث عن قوله یملأ الارض فقد مر ومنها ماقال علی رضی الله عنه قال قلت یارسول اللهؐ امنا المهدیؑ ام من غیرنا فقال رسول اللهؐ بل منا یختم الله به الدین کما فتحه بنا ای اظهره باتم الظهور فی زمانه واوصل اصحابه فی منازل المقربین والصدیقین

میں پائے گئے اور منجملہ اُن احادیث کے ہے جو کہا ابواسحاقؓ نے کہا فرمایا علی رضؓ نے درآنحالیکہ دیکھا اپنے بیٹے حسن رضؓ کو پس فرمایا تحقیق یہ میرا بیٹا سیّد ہے جیساکہ نام رکھا اس کا رسول عمؐ نے اور اور قریب میں نکالیگا اللہ اُس کی صلب سے ایک مرد کو جس کا نام نبیؐ کے نام کے موافق ہوگا اور نبی کے مشابہ ہوگا خلق میں بھریگا زمین کو عدل سے سند سے بیان کیا اس کو ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور امام ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنی جامع میں اور امام ابوعبدالرحمٰن نیساپوری نے اپنی سنن میں۔ میں کہتا ہوں کہ مہدی عمؐ نبی عمؐ کے اخلاق کی شباہت رکھنے والا ہے رہی بحث حضرت علی رضؓ کے قول یملاء الارض کی سو اس کی بحث پہلے گذر چکی اور منجملہ ان کے ہے جو کہا علی رضؓ نے کہا میں نے کہا یارسول اللہ صلعم مہدی ہم سے ہوگا یا ہمارے غیر سے تو فرمایا رسول اللہ صلعم نے ہماری غیر سے نہ ہوگا بلکہ ہم سے ہوگا ختم کریگا اللہ اُس سے دین کو یعنے ظاہر کریگا اس کو پورا ظاہر کرنا اس کے زمانہ میں اور پہنچائے گا اُس کے اصحاب کو مقربوں اور صدیقوں کے درجوں میں پس وہ لوگ مشاہدہ والے معاینہ والے اور مکالمہ والے ہوں گے لیکن نہیں پہچانیگا اُن کو کوئی سوائے اللہ اور اس کے اولیاء

سہ اخرج ابوداود ونعیم بن حماد فی الفتن عن علیؓ انہٗ نظر الی ابنہ الحسن فقال ان ابنی هذا سید کما سماہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسیخرج من صلبہ رجل یسمی اسم نبیکم یشبھہ فی الخلق ثم ذکر القصۃ وزاد یملاء الارض عدلا (از عرف الوردی فی اخبار المھدیؑ تالیف علامہ جلال الدین سیوطیؒ قلمی صـ۶ کتب خانہ آصفیہ)

فهم اهل المشاهدة والمعائنة
والمكالمة ولكن لايعرفهم الا الله
واولياؤه كما قال الله تعالى
اوليائى تحت قبائى لايعرفهم
غيرى اخرج هذا الحديث جماعة
من الحفاظ فى كتبهم منهم ابو
القاسم الطبرانى وابونعيم الاصفهانى
وعبد الرحمن بن حاتم وابو
عبد الله نعيم بن حماد وغيرهم
ومنها ما روى عن كعب الاحبار
رضى الله عنه قال المهدى ع
خاشع لله كخشوع النسر جناحيه
رواه الامام ابومحمد الحسين
فى كتاب المصابيح واخرجه
الامام ابوعبد الله نعيم بن حماد و
منها ما روى ابوسعيد مولى بن
عباس قال سمعت ابن عباس
يقول انى لارجوان لاتذهب
الايام والليالى حتى يبعث الله
منا اهل البيت غلاما شابا حدثا
لم تلبسه الفتن ولم يلبسها يقيم
امر هذه الامة كما فتح هذا الامر
بنا ارجوان يختمه الله بنا اخرجه
الحافظ ابوبكر البيهقى فى البعث
والنشور قلت قد وجد هذه

سکے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے میرے اولیاء میری قبا
کے نیچے ہیں ان کو میرا غیر نہیں پہچانے گا سند سے
بیان کیا اس حدیث کو حافظوں کی ایک جماعت
نے اپنی کتابوں میں جن میں سے ابوالقاسم
طبرانی اور ابونعیم اصفہانی اور عبدالرحمن بن حاتم اور
ابوعبداللہ نعیم بن حماد وغیرہ ہیں۔ اور منجملہ اُن
کے ہے جو کعب الاحبار رض سے روایت کی گئی
ہے کہ مہدی مراقبہ کرنے والا ہے خاص خدا
کے لئے مانند سرجھکائے رہنے گدھ کے
اپنے دونوں پروں میں۔ روایت کی اس
کی امام ابومحمد حسین نے اپنی کتاب مصابیح
میں اور سند سے بیان کیا اس کو امام ابو
عبداللہ نعیم ابن حماد نے۔ اور منجملہ اُن کے
ہے وہ جو روایت کی گئی ہے ابوسعید مولی ابن
عباس سے کہا سنا میں نے ابن عباس سے
کہ فرماتے تھے بیشک میں امید رکھتا ہوں اس
بات کی کہ نہیں ختم ہوں گے دن اور راتیں یہاں
تک کہ بھیجے گا اللہ ہم اہل بیت میں سے ایک
لڑکے کو کہ وہ لڑکا نوجوان کم سن ہوگا زمانہ کے
فتنے اُس سے نہ ملیں گے اور نہ زمانہ کے فتنوں
سے وہ ملے گا اس امت کے امر کو قائم کریگا
جیسا کہ ابتدا کی گئی ہے اس امر کی ہم سے میں امید
رکھتا ہوں کہ اللہ ختم کریگا اس امر کو ہم ہی سے
سند سے بیان کیا اس کو حافظ ابوبکر بیہقی نے
بعث و نشور کے بیان میں میں کہتا ہوں تحقیق کہ

الامة على ما كان في النمط الاول
في عهد النبي عليه السلام والمراد
من الامة امة الاطاعة والاجابة
لا امة الدعوة اما المنكرون فلم
يقم الانبياء امرهم ومنها ماروى
عن جابر بن عبد الله رضي الله
عنه قال دخل رجل على ابي
جعفر محمد بن علي رضي الله عنه
فقال له اقبض مني هذه الخمسمائة
درهم فانها زكوة مالي فقال
له ابو جعفر خذها انت فضعها
في جيرانك من اهل الاسلام
والمساكين من اخوانك المسلمين
ثم اذا قام مهدينا اهل البيت
قسم بالسوية وعدل في الرعية
فمن اطاعه فقد اطاع الله و
من عصاه فقد عصى الله اخرجه
الامام ابو عبد الله نعيم بن حماد
في كتاب الفتن قلت قد
وجد القسمة بالسوية والعدل
في الرعية اي فمن اطاعه
واما من عصاه فقد عصى الله
فلا يقبل عدله ومنها ماروى
عن كعب الاحبار انه قال اني
لاجد المهدي مكتوبا في اسفار

پائی گئی یہ صفت مہدیؑ میں قایم کیا اس امت کے امر
کو جیسا کہ تھا پہلے نبیؐ کے زمانہ میں (آنحضرتؐ نے جو یقیم
امر هذه الامة فرمایا ہے) امت سے مراد مہدیؑ کی
اطاعت کرنیوالی اور مہدیؑ کو قبول کرنیوالی امت ہے
امت دعوت یعنے بلائے جانیوالے سب لوگ مراد
نہیں رہے منکرین (سو وہ امت دعوت میں داخل ہیں)
پس نہیں قایم کیا انبیاءؑ نے بھی منکروں کے امر کو اور
منجملہ اُن کے ہے وہ جو روایت کی گئی ہے جابر ابن
عبداللہ سے کہا داخل ہوا ایک آدمی ابو جعفر محمد بن
علیؓ کے پاس پس کہا آپ لے لیجئے مجھسے ان پانچ سو
درہم کو پس بیشک وہ میرے مال کی زکوٰۃ ہے پس
فرمایا اس کو ابو جعفر نے تو خود اس کو لے لے اور ان
کو صرف کر اپنے اہل اسلام پڑوسیوں مسکینوں اور اپنے
مسلمان بھائیوں میں پھر جب قایم ہوگا ہمارا مہدی
اہل بیت تو تقسیم کریگا سویت کے ساتھ اور عدل
کریگا رعیت میں پس جسنے اس کی اطاعت کی اللہ
کی اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی پس اس
نے اللہ کی نافرمانی کی سند سے بیان کیا اس کو امام
ابو عبداللہ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں میں کہتا
ہوں تحقیق کہ مہدیؑ میں پایا گیا تقسیم کرنا (آزاد غلام
بچے اور بڑوں میں) اور پایا گیا مہدیؑ کا عدل رعیت
یعنے مہدیؑ کی اطاعت کرنیوالوں میں اور جس نے
مہدیؑ کی نافرمانی کی پس اس نے اللہ کی نافرمانی کی
پس نافرمانی کرنے والا مہدیؑ کے عدل کو قبول نہیں
کرتا ہے اور منجملہ اُن کے ہے وہ جو روایت کی

الانبياء مافي حكمه ظلم ولا عيب
اخرجه الامام ابو عبد الله نعيم
بن حماد قلت قد تحقق الرواية
عن المهدي ع انه قال ذكره في
كتاب الله وكتب الانبياء ولم
يكن في حكمه ظلم ولا عيب كما
هو المشهور ومنها ما روي ايضا
عن ابي جعفر بن علي رضي الله
عنه قال سئل امير المومنين
علي بن ابي طالب رضي الله
عنه عن صفة المهدي ع فقال
هو شاب مربوع من الوجه
يسيل شعره على منكبيه يعلو
نور وجهه سواد شعره ولحيته
ورأسه قلت هكذا كان
وصف المهدي ع الذي نصدقه
ومنها ما روي عن الحارث بن
المغيرة البصري قال قلت لابي
عبد الله الحسين بن علي كرم الله
وجهه باي شيء يعرف الامام
المهدي ع قال بالسكينة والوقار
فقلت وباي شيء قال و
بمعرفة الحلال والحرام وبحاجة
الناس اليه ولا يحتاج الى احد
قلت صدق الحارث هكذا

کعب احبار رض سے کہ کہا بیشک میں پاتا ہوں مہدیؑ کو
لکھا ہوا انبیاء کی کتابوں میں اس کے حکم میں ظلم اور
عیب نہیں ہے سند سے بیان کیا اس کو امام ابو
عبد اللہ نعیم بن حماد نے۔ میں کہتا ہوں تحقیق کعب
احبار رض کی یہ روایت مہدیؑ سے ثابت ہوئی آپؑ
نے فرمایا کہ اپنا ذکر اللہ کی کتاب اور انبیاء ع کی
کتابوں میں ہے اور آپ کے حکم میں کوئی ظلم اور
کوئی عیب نہ تھا چنانچہ یہ بات مشہور ہے اور نیز منجملہ
اُن کے وہ ہے جو ابو جعفر ابن علی رض سے روایت
کی گئی ہے کہا ابو جعفر نے کہ امیر المومنین علی ابن ابی
طالب رض سے صفت مہدیؑ کے متعلق سوال کیا
گیا تو حضرت علی رض نے فرمایا کہ مہدی جوان اور
میانہ قد چہرہ ہوگا اس کے سر کے بال اس کے
دونوں کندھوں پر دراز ہوں گے اس کے چہرہ کا
نور اس کے سر اور داڑھی کے بال پر غالب
ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ ایسا ہی تھا مہدیؑ کا وصف
جس کی ہم نے تصدیق کی ہے اور منجملہ اُن کے
وہ ہے جو روایت کی گئی ہے حارث ابن مغیرہ
بصری کی روایت سے کہا میں نے ابو عبد اللہ حسین ابن
علی رض سے کہا کس چیز سے پہچانا جائے گا امام مہدیؑ
تو فرمایا سکون اور وقار سے پس میں نے کہا اور
کس چیز سے تو کہا حلال اور حرام کی معرفت سے
اور محتاج ہونے سے لوگوں کے اس کی طرف
اور نہیں محتاج ہوگا وہ کسی کا۔ میں کہتا ہوں حارث
نے سچ کہا مہدیؑ ایسے ہی تھے اور منجملہ اس کے

كان المهدیؑ ومنها ما روی
عن ابی عبد الله الحسین بن
علیؑ انه قال لو قام المهدیؑ
لانکره الناس لانه یرجع الیهم
شابا وهم یحسبونه شیخا کبیرا
فانظر ایها المنصف الی قول
الحسین بن علی رضی الله عنه
لو قام المهدیؑ لانکره الناس
یفهم منه ان الانکار من مویداته
ومنها ما روی عن علی بن
المهزیلی عن ابیه قال دخلت
علی رسول الله صلی الله علیه و
سلم وهو فی الحالة التی قبض
فیها فاذا فاطمة عند راسه والحدیث
طویل ذکر فی آخره یا فاطمة والذی
بعثنی بالحق ان منهما یعنی
الحسن والحسین مهدی هذه
الامة اذا صارت الدنیا هرجا و
مرجا وتظاهرت الفتن وتقطعت
السبل واغار بعضهم بعضا فلا کبیر
یرحم صغیرا ولا صغیر یوقر کبیرا
فیبعث الله عند ذلک منهما
من یفتح حصون الضلالة و
قلوبا غلفا یقوم بالدین فی آخر
الزمان کما قمت به فی اول

وہ ہے جو روایت کی گئی ہے ابو عبد اللہ حسین ابن علیؑ
سے آپنے فرمایا اگر قایم ہوگا مہدیؑ تو لوگ اس سے انکار
کریں گے کیونکہ وہ رجوع ہوگا ان کی طرف اس
حالمیں کہ جوان ہی توفیق دیا ہوا ہی خیر کی کیونکہ بڑی بلا
یہ ہے کہ وہ نکلیگا ان کی طرف اس حالمیں کہ جوان ہی
اور سمجھیں گے وہ اس کو بہت بوڑھا پس دیکھ لے
منصف حسین ابن علی رضؓ کے قول اگر قایم ہوگا مہدیؑ
تو لوگ اس سے انکار کریں گے تسے سمجھا جاتا ہے کہ
انکار مہدیؑ جملہ مویدات مہدیؑ سے ہی اور منجملہ انکے
وہ ہی جو علی ابن ہزیلی کی روایت سے اور وہ اپنے
باپ کی روایت سے کہا داخل ہوا میں رسول اللہؐ
کے پاس اور آپ اس حالت میں تھے جس حالت
میں کہ آپ کی روح مبارک قبض کی گئی پس کیا دیکھتا
ہوں کہ بی بی فاطمہؓ آپ کے سرھانے ہیں اور حدیث
طویل ہے اس حدیث کے آخر میں ذکر کیا گیا ہے کہ
اے فاطمہؓ قسم ہے اس ذات کی جس نے
مجھے بھیجا حق کیساتھ کہ اس امت کا مہدیؑ ان دو
سے یعنے حسن وحسین سے ہی جبکہ ہوجائے گی دنیا
غال غول اور فتنے ظاہر ہوجائیں گے اور راستے
کٹ جائیں گے ایکدوسرے پر لوٹ مار کریں گے
نہ بڑا چھوٹے پر رحم کریگا اور نہ چھوٹا بڑے کی عزت کریگا
پس بھیجے گا اللہ ایسے وقت میں ان دونوں سے
اس شخص کو جو فتح کریگا گمراہی کے قلعوں کو اور
بند دلوں کو، دین کو آخر زمانہ میں قایم کریگا جیسا کہ
قایم کیا میں نے اس کو اول زمانہ میں دنیا کو عدل سے

الزمان ويملاء الدنيا عدلا كما ملئت جورا وظلما اخرجه الحافظ ابونعيم الاصفهانى فى صفة المهدى ع فانظر ايها المنصف الى قوله عليه السلام وقلوبا غلفا وهو عطف تفسير لقوله حصون الضلالة نعلم ان المهدى ع يفتح القلوب الغلف بفيضه فيملاها بعدله وهذا معنى يملاء الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما كما ذكر الامام احمد بن حنبل فى مسنده ويملأ الله قلوب امة محمد غنا ويسعهم عدله ومنها ماروى عن امير المومنين على بن ابى طالب رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدى ع منا اهل البيت يصلحه الله فى ليلة واحدة اى فى بعضها وهذه القصة لاتدخل تحت الرقم ولا يذكر لطولها والله لقد صدق الراوى عن امير المومنين على كرم الله وجهه ومنها ماروى عن طاؤس قال علامة المهدى ع ان يكون شديدا على العمال رحيما بالمساكين

بھریگا جیسی کہ جور وظلم سے بھری ہوگی سند سے بیان کیا اس کو حافظ ابونعیم اصفہانی نے مہدیؑ کی صفت میں پس دیکھ اے منصف نبی ع کے قول قلوبا غلفا کو کہ یہ قول عطف تفسیر ہے نبی ع کے قول حصون الضلالۃ پر پس معلوم ہوا کہ مہدی ع کھولدیگا بندہ دلوں کو اپنے فیض سے اور بھردے گا دلوں کو اپنے عدل سے اور یہی معنی ہیں یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما کے چنانچہ امام احمد حنبل رح نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے کہ اور اللہ بھردیگا محمد ص کی امت کے دلوں کو تونگری سے اور شامل ہوگا ان کو اس کا عدل اور منجملہ ان کے ہے وہ جو روایت کی گئی ہے روایت سے امیر المومنین علی ابن ابی طالب رض کے کہا کہا رسول اللہ ص نے مہدی ع ہم سے ہوگا اہل بیت سے صلاحیت پیدا کردیگا اللہ اس کے لئے ایک رات میں یعنی پارۂ شب میں اور یہ قصہ ضبط تحریر نہیں کیا گیا اور نہیں ذکر کیا گیا اس کی طوالت کی سبب سے قسم بخدا راوی نے سچ کہا روایت سے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے اور منجملہ ان کے ہے وہ جو روایت کی گئی طاؤس رح سے کہا مہدی ع کی علامت یہ ہے کہ وہ حکام کے مقابلہ میں سخت ہوگا اور مسکینوں پر مہربان ہوگا میں کہتا ہوں کہ مہدیؑ اہل دنیا پر ایسے ہی سخت تھے کہ ان کے لئے مہدی ع سے باہم

قلت هكذا كان المهدي شديدا
على اهل الدنيا لا يمكن بهم
المؤانسة معه من الهيبة اما
الفقراء فيؤانسون معه مؤانسة
الاخ بالاخ والابن بالاب اخرجه
الحافظ ابو عبد الله نعيم بن حماد في
كتاب الفتن ومنها ما روي
عن عبد الله بن عطاء قال سألت
ابا جعفر محمد بن علي فقلت
اذا خرج المهدي ع باي سيرة
يسير قال يهدم ما قبله كما صنع
رسول الله صلى الله عليه وسلم
ويستانف الاسلام جديدا كذا
في عقد الدرر اي يهدم البدع
وما اخطأ المجتهدون فيه من
الخلافيات والاعتقاديات وهذا
من خصائصه كما ذكرنا قبل ويدل
عليه قوله عليه السلام يقوم بالدين
في آخر الزمان كما قمت به
في اول الزمان اذ لو لم يحكم
بتخطية المخطئين لا يقوم بالدين
كما قام به النبي عليه السلام فعلم
ان المهدي يكون حاكما بين
المذاهب كما ذكرت قبل ومنها
ما روي عن علي ابن ابي

دوستی پیدا کرنا غیر ممکن تھا خوف سے لیکن فقرا
اہل دین مہدی ع سے دوستی رکھتے تھے جیسا
کہ بھائی بھائی سے بیٹا باپ سے دوستی رکھتا ہے
سند سے بیان کیا اس کو ابو عبد اللہ نعیم ابن حماد نے
کتاب الفتن میں۔ اور منجملہ ان کے ہے وہ جو روایت
کی گئی ہے عبد اللہ بن عطاء سے کہا میں نے ابو
جعفر محمد بن علی رض سے پوچھا اور میں نے کہا کہ
جب مہدی ظاہر ہوگا تو کس سیرت پر ہوگا
تو فرمایا اپنے قبل کی چیزوں کو گرا دیگا جیسا کہ
کئے تھے رسول اللہ صلعم اور اسلام کو از سر نو
تازہ کریگا اسی طرح عقد الدرر میں ہے یعنی
بدعتوں کو گرا دیگا اور مجتہدین خلافیات و
اعتقادیات میں جو کچھ خطا کئے ہونگے اُن
کو بھی گرا دیگا اور یہ مہدی کے خصایص میں
سے ہے چنانچہ ہم نے اس کا ذکر پہلے کر دیا ہے اور
آنحضرت صلعم کا قول یقوم بالدین فی آخر الزمان
الحدیث (قایم کریگا دین کو آخری زمانہ میں جیسا کہ
میں نے قایم کیا دین کو اول زمانہ میں) رہبری کرتا ہے
ابو جعفر کے قول کی اسلئے کہ اگر مہدی مخطی کے خطا
ہونے کا حکم نہ کرے تو نبی ع کی طرح مہدی ع کا دین
کو قایم کرنا ثابت نہ ہوگا پس معلوم ہوا کہ مہدی مذاہب
اربعہ پر حاکم ہے چنانچہ اس کا ذکر میں نے پہلے
کر دیا ہے اور منجملہ اُن کے ہے وہ جو روایت
کی گئی ہے علی ابن ابی طالب رض سے مہدی ع کے قصہ
میں کہا اور نہیں چھوڑیگا کسی بدعت کو مگر

طالب فی قصة المهدیؑ قال و لا
یترك بدعة الا ازالها ولا سنة
الا اقامها کذا فی عقد الدرر و
معنی هذا القول انه یکون
فاعلا بنفسه وامرا لغیره وهذا
المعنی مؤید بما ذکره الشیخ سعدی
بالفارسیة بیت

یتیمی که ناکرده قرآں درست
کتب خانهٔ چند ملت بشست

ای حکم بنسخها فصدق المؤمنون
بانها منسوخة لان الکتب السماویة
لیست مغسولة بالماء بل مغسولة
عن قلوب من امن به علیه
السلام ای عملها وجمیع هذه المنقولات
من عقد الدرر وان کان بعضها
ضعافا لکن لما وجدت فیمن ادعی
ظهر انها کانت صحاحا فی نفس
الامر وان لم تبلغ درجتها
ومنها ما ذکر الطبری فی تاریخه
ان المهدیؑ یظهر علی خمس و
تسعمائة سنة وکان ظهور هذه
الذات علی هذا التاریخ و
منها ما ذکر فی شرح الحدیث
المروی عن ابی هریرة قال فیما
اعلم عن رسول الله انه قال

زائل کریگا اس کو اور نہیں چھوڑیگا کسی سنت
کو مگر قائم کریگا اس کو اسی طرح عقد الدرر میں ہے
اور اس قول کے معنی یہ ہیں کہ مہدیؑ اپنی ذات پر
عمل کریگا اور دوسروں کو حکم کریگا اور اس معنی کی تائید
کرتا ہے شیخ سعدی رح کا وہ قول جو فارسی
میں فرمایا ہے۔

ایسا یتیم کہ قرآن کو لکھنے پڑھنے کے بغیر
چند ملت کی کتابوں کو دھو دیا

یعنے ان کے منسوخ ہونے کا حکم دیدیا اور
مومنوں نے کتابوں کے منسوخ ہونے کو درست
جانا اس لئے کہ کتب سماویہ پانی سے نہیں دھوئے
گئے بلکہ جنھوں نے نبیؑ پر ایمان لایا ان کے دلوں
سے دھوئے گئے یعنے ان پر عمل کرنا دھویا گیا یہ
تمام منقولات عقد الدرر سے لئے گئے اگرچہ کہ
بعض ان میں کے ضعیف ہیں لیکن جب وہ پائے
گئے دعوی مہدیت کرنے والے کی ذات میں تو
ظاہر ہو گیا کہ وہ نقول صحیح ہیں نفس الامر میں اگر
چیکہ درجۂ صحت کو نہ پہنچے ہوں اور منجملہ ان کے
سے وہ جو ذکر کیا ہے طبری نے اپنی تاریخ میں کہ
مہدی ۹۰۵ھ پر ہوگا اور ذات مہدی (کہ دعوی
موکد مقبل مومن و منکر کافر) کا ظہور اسی تاریخ
میں ہوا۔ اور منجملہ ان کے ہے وہ قول جو مذکور ہے
اس حدیث کی شرح میں جو مروی ہے ابو ہریرہ رض
سے کہا جو میں جانتا ہوں رسول اللہ صلعم سے یہ ہی

ان الله يبعث لهذه الامة على
راس كل مائة سنة من يجدد
لها دينها وقال ان المجدد في
المائة العاشرة هو المهدي ۴
كما ذكر في تنبيه التحرز وغيره
من الكتب وكما ذكر النووي و
كذا قال الولي الصادق السيد
محمد گيسودراز في ملفوظه قوله
فعلم ان السيد الميت ليس
بمهدي لانه لم يوجد فيه ما ورد
في شان المهدي ومنها انه
يكون اماما قلت والحق ان
يقال ومنه اذ الضمير يرجع الى
ما هو مذكر قوله وهو ليس
بامام لان الامامة وهو الرياسة
العامة وتنعقد باحد طرق ثلثة
احدها بيعة اهل الحل والعقد
من العلماء والرؤساء ووجوه
الناس الذين تيسر حضورهم
من غير اشتراط عدد معين
ولا اتفاق من سائر البلدان
بل لو تعلق بواحد مطاع كفت
بيعته والثاني استخلاف الامام

کہ آپ نے فرمایا اللہ بھیجیگا اس امت میں ہر صدی
کے راس پر ایک ایسے شخص کو جو تجدید کریگا اس
امت کے لئے اس کے دین کی اور کہا کہ دسویں
صدی میں مجدد مہدی ہی ہے چنانچہ ذکر کی گئی یہ
روایت تنبیہ التحرز وغیرہ کتب میں اور جیسا کہ
ذکر کیا ہے نووی نے اور اسی طرح فرمایا ولی صادق
سید محمد گیسودراز نے اپنے ملفوظ میں قولہ پس
معلوم ہوا کہ سید متوفی مہدی نہیں ہے اس لئے
کہ نہیں پائی گئی اس میں وہ چیز جو مہدی کے شان
میں وارد ہوئی ہے منجملہ ان کے یہ ہے کہ مہدی امام
ہوگا (دنیاوی تجمل رکھنے والا بادشاہ ہوگا) قلت
سچ تو یہ ہے کہ شیخ منہا کے بجائے منہ کہتا
اس لئے کہ ضمیر ما کی طرف لوٹتی ہے اور وہ مذکر
ہے قولہ اور مہدی امام نہیں ہے اس لئے کہ
امامت ریاست عامہ ہے اور منعقد ہوتی ہے
تین طریقوں میں سے ایک سے انہیں کا پہلا طریقہ
اہل حل وعقد یعنے علماء ورؤساء اور ان
کے سرداروں کا بیعت کرنا ہے بغیر شرط عدد
معین اور تمام شہروں کے متفق ہونے کے
جو آسانی سے حاضر ہوسکیں بلکہ اگر ایک شخص
بھی اطاعت قبول کرے تو اس کی بیعت امامت
کے لئے کافی ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بادشاہ
اس کو خلیفہ بنائے اور اس کا عہد لوگوں سے

سه دسویں صدی کے لئے راس کی قید نہیں ہے۔

وعهده والثالث القهر والغلبة
كذا في شرح المقاصد وكل منها
لم يوجد فيه اما الاخيران
فظاهر اما الاول فانه لم يقع له
بيعة من اهل الحل والعقد
فسقط قول من اثبت امامته
قلت هو الامام على التحقيق و
ان رغم انف المنكر الزنديق
اذ ثبت امامته بجعل الله اياه
اماما كالانبياء عليهم السلام فانهم
انما صار والانبياء بجعل الله اياهم
انبياء لا باجابة الخلق واطاعتهم
اياهم مثاله ان نصب الخليفة
قاضيا في بلد وامرهم ان
يرجعوا الى حكمه صار قاضيا
بجعل الخليفة اياه قاضيا اطاعه
الناس اولم يطيعوه فان اطاعوه
افلحوا وان لم يطيعوه ولم يجيبوا
دعوته فله ان يقهرهم ويعزرهم
ان قدر وان لم يقدر على
قهرهم وزجرهم لا يخرج من
كونه قاضيا لان علة ثبوت
قضاءه نصب الامام اياه لا اطاعة
الناس له ويستذكر عليه الدلائل
منها ما قال الامام ابو شكور السالمي

سے اور تیسرا طریقہ یہ ہے کہ امام کیلئے قہر و غلبہ ہو ایسا
ہی ہے شرح مقاصد میں اور یہ تینوں طریقے مہدی
میں نہیں پائے گئے لیکن آخر کے دو طریقوں کا
مہدی میں نہ ہونا سو یہ بات ظاہر ہے لیکن پہلا
طریقہ پس نہیں واقع ہوئی اہل حل و عقد کی بیعت
مہدی کے لئے پس ساقط ہوا اُس کا قول جس نے
مہدیؑ کی امامت ثابت کی قلت مہدیؑ تحقیقی
طور پر امام ہیں اگرچہ کہ منکر زندیق ناک پر خاک
مل لیا ہو (اس کی بیعت کا مخالف ہو)
اس لئے کہ مہدیؑ کو خدا تعالیٰ امام بنانے کی وجہ
سے مہدیؑ کی امامت ثابت ہوئی انبیاءؑ کی طرح
کہ انبیاءؑ کو خدا تعالے انبیاء بنانے سے
انبیاء ہوئے نہ کہ خلق کے اُن کی اطاعت کرنے
اور ان کو قبول کرنے سے اس کی مثال یہ ہے
کہ اگر بادشاہ شہر میں کسی کو قاضی مقرر کرے اور
اہلیان شہر کو قاضی کی اطاعت کا حکم دے تو
بادشاہ کے اس کو قاضی بنانے سے وہ قاضی ہوجائیگا
خواہ لوگ اس کی اطاعت کریں یا نہ کریں پس
اگر اطاعت کریں گے تو فلاح پائیں گے اور اگر
اطاعت نہیں کریں گے اور اس کی دعوت کو
قبول نہیں کریں گے تو قاضی کو چاہیئے کہ اگر قادر
ہو تو ان پر قہر کرے اور ان کو سزا دے اور اگر
ان کو قہر اور زجر کرنے پر قادر نہ ہو تو قاضی اپنی
قضاوت سے خارج نہ ہوگا اس لئے کہ بادشاہ
کا اُس کو قاضی مقرر کرنا اس کے قاضی ہونیکے ثبوت

في كتابه المسمى بالتمهيد قال قال
بعض الناس بان الامام
اذا لم يكن مطاعا فلا يكون
اماما قلنا ليس كذلك لان
اطاعة الامام فرض على الناس
فلو لم يطع الامام فالعصيان حصل
منهم وعصيانهم لا يضر بالامامة
الا ترى ان النبي ع ما كان
مطاعا في اول الاسلام وكان
لا يمكنه القهر على اعدائه بطريق
العادة والكفرة تمردوا عن نصره
ودينه وكان هذا لا يضره ولا
يعزله عن النبوة فكذلك الامام
خليفة رسول الله لا محالة وكذلك
علي ابن ابي طالب رضي الله عنه
ما كان مطاعا من جميع المسلمين
ومع ذلك ما صار معزولا فيصح
ما قلنا ولو ان الناس ارتدوا
عن الاسلام فان الامام
لا ينعزل عن الامامة فكذلك
في العصيان ثم ان لم يكن
له القهر فذلك من اثر التامل
منه وتمرد الناس وتمردهم
لا يعزله فانظر ايها المنصف الى
ما قال ابو شكور ومنها ما قال

کی علت ہو لوگوں کا اس کی اطاعت کرنا علت نہیں
ہے اور میں اپنے اس بیان کی تائید میں دلائل پیش
کرتا ہوں منجملہ اُن دلائل کے ہے جو کہا امام ابو
شکور سالمی نے اپنی کتاب تمہید میں۔ کہا بعض
لوگوں نے کہا ہے کہ جب امام کی اطاعت نہ
کیجائے تو وہ امام نہ ہوگا۔ ہم (امام ابو شکور سالمی)
کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ امام کی اطاعت
لوگوں پر فرض ہے پس اگر اطاعت نہ کریں امام کی
تو قصور اطاعت نہ کرنے والوں کا ہے اور ان کا
قصور امامت کو ضرر نہیں پہنچاتا کیا نہیں دیکھا تو نے
کہ نبی ع ابتداءِ اسلام میں اطاعت کئے گئے نہیں تھے
اور لشکر کے ذریعہ اپنے دشمنوں پر غالب آنیکا امکان
بھی نہیں رکھتے تھے عادت کے طور پر (لشکر بھی نہیں
رکھتے تھے) اور کفار نے آپ کو قبول کرنے اور
آپکی مدد کرنے سے سرکشی کی اور یہ اُن کی سرکشی
نبی ع کو نقصان نہیں پہنچائی اور نہ نبی ع کو نبوت سے
معزول کی پس اسی طرح امام مہدی موعود بالضرور
رسول اللہ ع کے قائم مقام ہیں اور اسی طرح علی ابن
ابی طالب رض کی اطاعت تمام مسلمانوں نے نہیں کی
باوجود اس کے علی رض امامت سے معزول نہوئے پس
ہماری بات صحیح ہوگئی کہ اگر لوگ اسلام سے
پلٹ بھی جائیں تو امام اپنی امامت سے معزول نہ
ہوگا پس اسی طرح لوگوں کے گناہ کرنے سے امام معزول
نہ ہوگا پھر اگر امام کو غلبہ نہ ہو تو یہ امام کے تامل اور
لوگوں کی سرکشی کا نتیجہ ہے اور ان کی سرکشی

الامام حجة الاسلام محمد الغزالیؒ
فی کتابه مختصر الاحیاء واعلم
ان من رغب فی طلب الدنیا
واقبل علی الریاسة واعرض
عن الآخرة فهو دجال الدین
وقوام مذاهب الشیاطین
لا امام الدین اذ الامام هو الذی
یقتدی به فی الاعراض عن
الدنیا والاقبال علی الله کالانبیاءؑ
والصحابة والسلف الی هنا
کلامه فانظر ایها المنصف الی
ما قال الامام الغزالیؒ فانه لم
یشترط القهر والغلبة لصحة
الامامة ومنها ما ذکر فی الحمیدی
شرح الهدایة وذا نه الحق
هو الذی استجمع فیه شرائط
صحة الامامة من الاسلام و
الحریة والبلوغ والعقل والعدالة
وصار امامًا ببیعة جماعة من
المسلمین وهم رضوا بامامته
وهو یرید اعلاء کلمة الاسلام
وتقویة المسلمین ویؤمن منه
دماء المسلمین واموالهم وفروجهم
ویکون عادلا مشفقا لینا علی
المسلمین کالاب الرحیم الخ.

امام کو معزول نہیں کرتی پس اے منصف امام اتونسکو
سالمی کے قول کو غور سے دیکھ اور منجملہ اُن کی
ہے وہ جو کہا امام حجۃ الاسلام محمد غزالیؒ نے
اپنی کتاب مختصر الاحیاء میں۔ اور جان کہ جس نے
دنیا طلبی کی رغبت کی اور ریاست کو قبول
کیا اور آخرت سے منہ پھیر لیا تو وہ دین کا
دجال اور شیاطین کے مذاہب کو قایم کرنے
والا ہے نہیں ہے وہ دین کا امام اس لیئے کہ دین کا
امام وہ ہے کہ جس کی اقتدا کی جاتی ہے دنیا سے
منہ پھیرنے اور خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے
کے لیئے مانند انبیاءؑ صحابہؓ اور علماء سلفؒ
کے یہانتک ہے اس کا کلام پس دیکھ اے منصف
امام غزالیؒ کے قول کو کہ امام غزالیؒ نے صحت
امامت کے لیئے قہر اور غلبہ کی شرط نہیں لگائی
اور منجملہ ان کے ہے وہ جو ذکر کیا گیا ہے حمیدی شرح
ہدایہ میں کہ امامت کے لایق وہ شخص ہے جسمیں
صحت امامت کے شرایط جمع ہوں یعنے اسلام
آزادی بلوغ عقل اور عدالت مسلمانوں میں
سے ایک جماعت بیعت کرنے سے امام ہوتا ہے
اور وہ جماعت اس کی امامت پر راضی ہو اور وہ
امام کلمہ اسلام کے بلند کرنے اور مسلمانوں کو
تقویت دینے کا ارادہ رکھتا ہو اور اس سے
مسلمانوں کا خون ان کے اموال اور ان کی عصمت
محفوظ رہے اور وہ شفیق بھائی اور رحیم باپ کی
طرح مسلمانوں پر عادل مشفق اور نرم مزاج رہے

الشفیق ومن لم یکن کذلک
فلیس بالامام الحق فلا یجب
اعانته بل یجب القتال معه و
الخروج علیه حتی یستقیم او
یقتل وھذا تاویل کشف الشبھۃ
الی ھنا کلامہ فانظر ایھا المنصف
ان الشارح لم یقید البیعۃ
باھل الحل والعقد کما قید البعض
بل ذکر مطلقا ببیعۃ جماعۃ من
المسلمین واللہ لقد کان من
نثبت امامتہ موصوفا بجمیع ھذہ
الشروط قد بایعہ جماعۃ من
المسلمین الکاملین التارکین
للدنیا والمعرضین عن الخلق
بالھام ربانی وکشف صمدانی
وشھود حقانی الھمھم اللہ قبل
اظہار دعوی المھدیۃ بسنین
ان المھدیؑ ھو ھذا الذات
ثم جاؤا وعرضوا معلوماتھم
علی المھدیؑ فقال ان اللہ
سیظھرہ فقول الشیخ لم یقع لہ
بیعۃ اھل الحل والعقد فسقط
قول من اثبت امامتہ من
عدم العلم باوصاف البائعین
لہ واین اھل الحل والعقد

اور جو ایسا نہ ہو وہ امامت کے لایق نہیں اسکی
اعانت کرنی واجب نہیں بلکہ اُس سے جنگ
کرنا اور اس پر حملہ کرنا واجب ہے یہانتک
کہ وہ اوصاف مذکورہ پر مستقیم ہو جاے یا
قتل کردیا جائے اور یہ شبہ کو کھولنے والے حق
ہیں یہاں تک ہے اس کا کلام پس دیکھ اے منصف
کہ شارح نے اہل حل وعقد کی بیعت کی
قید نہیں لگائی جیسا کہ بعض نے قید لگائی ہے
بلکہ مسلمانوں کی جماعت کی بیعت کا مطلق ذکر
کیا ہے خدا کی قسم البتہ تحقیق وہ شخص امام (مہدیؑ)
کہ جس کی امامت کو ہم ثابت کرتے ہیں موصوف
ہے اُن شرایط سے جو مہدی میں مذکور ہیں تحقیق
کہ طالبانِ دنیا سے رخ پھیرنے والے اللہ کی
طلب میں جینے کے لیے دنیا کی زندگانی کو ترک
کرنیوالے کامل مسلمانوں کی جماعت نے الہام ربانی
کشف صمدانی اور شہود حقانی سے امام مہدی ع
کی بیعت کی۔ امام مہدی ع کے اظہار دعوی مہدیت
کے کئی سال پہلے اللہ تعالی اُن کو الہام کرچکا تھا
کہ یہی ذات مہدیؑ ہے پس وہ آئے مہدیؑ کے
حضور میں اور اپنی معلومات کو عرض کیا اور مہدیؑ نے
فرمایا کہ اللہ تعالی قریب میں دعوی کو ظاہر کریگا
پس شیخ کا قول ہذا لم یقع لہ بیعۃ اھل الحل
والعقد فسقط قول من اثبت امامتہ
(اہل حل وعقد نے مہدی کی بیعت نہیں کی پس ساقط
ہوگیا قول اُس شخص کا جس نے مہدیؑ کی امامت

من مرتبتهم هم القوم حفتهم الملائكة
ونزلت عليهم السكينة وذكرهم
الله فيمن عنده لا يشقى بهم
جليسهم كما نطق به الحديث
قد ارتفعوا درجات يغبطهم
الانبياء والشهداء وليسوا منهم
فسقط قول من لم يثبت امامته
وتثبت قول من اثبت وقد
ذكرت اوصاف قومه قبل فها
انا اذكر الآن بعض اوصافهم
الموافقة لما في الاحاديث الواردة
في اوصاف الاولياء في قوله
تعالى الا إن اولياء الله لا خوف
عليهم ولا هم يحزنون (جز ١١ ركوع ١٢) روى
عمر بن الخطاب رضي الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان من عباد الله لاناسا
ما هم بانبياء ولا شهداء ولكن
يغبطهم الانبياء والشهداء يوم
القيمة بمكانهم من الله تعالى
قالوا يا رسول الله تخبرنا من هم
قال هم قوم تحابوا بروح الله من
غير ارحام بينهم ولا اموال
يتعاطونها فوالله ان وجوههم
نور وانهم لعلى منابر من

ثابت کی) امام مہدیؑ سے بیعت کرنے والوں کی صفات
تو شیخ کی ناواقفیت کی ہیں دلیل ہو ان کے مرتبہ کو
آگے اہل حل وعقد کا کیا مرتبہ وہ ایسی قوم ہیں جن کو
فرشتے گھیرے ہوئے ہیں نازل ہوئی ان پر اللہ کی
سکینہ (سکون) اللہ تعالے نے انکو اپنے مصاحبوں
میں شمار کرلیا ان کے ساتھ بیٹھنے والا نیک بخت
ہوتا ہے چنانچہ حدیث بھی یہی کہہ رہی ہے کہ اللہ نے
ان کے درجوں کو بلند کردیا ہے اگرچہ کہ یہ لوگ انبیاء اور
شہداء سے نہیں ہیں مگر انبیاء اور شہداء ان کے
درجوں کی آرزو کریں گے (جب اللہ کے پاس ایسے
مدارج رکھنے والی قوم نے امام مہدیؑ سے بیعت
کرلی تو) ساقط ہوگیا قول اس کا جس نے مہدیؑ کی مہدیت
و امامت کو ثابت نہ کیا اور ثابت ہوا قول اس کا
جس نے مہدیؑ کی امامت و مہدیت کو ثابت کیا اس
سے پہلے میں نے قوم مہدیؑ کے اوصاف بیان کئے
ہیں اب میں قوم مہدیؑ کے بعض ان اوصاف کو
بیان کرتا ہوں جو موافق ہیں ان چیزوں کے جو احادیث
میں ہیں وہ احادیث کہ اولیاء کے اوصاف میں وارد
ہوئی ہیں ثابت ہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان سے آگاہ
ہو تحقیق کہ اولیاء اللہ ان پر کچھ خوف نہ ہوگا نہ
وہ غمگین ہوں گے۔ روایت کی ہے عمر ابن خطاب رضی
نے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے بندگان خدا سے ایسے
بھی لوگ ہیں کہ نہیں ہیں یہ لوگ انبیاء اور نہ شہداء
ولیکن ان کی آرزو کریں گے انبیاء اور شہداء قیامت
کے روز ان کے درجوں کی جو خدا کے نزدیک ان کو

نور لا یخافون اذا خاف الناس
ولا یحزنون اذا حزن الناس
وقرأ هذه الآیة الا ان اولیاء
الله لا خوف علیهم ولا هم
یحزنون اخرجه ابو داؤد فی
سننه متفق علیه وروی عن
ابی هریرة رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم یقول الله تبارک
وتعالی یوم القیمة این المتحابون
بجلالی الیوم اظلهم فی یوم لا ظل
الا ظلی اخرجه مسلم وعن
معاذ بن جبل قال سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم
انه قال یقول الله تبارک و
تعالی این المتحابون بجلالی
لهم منابر من نور یغبطهم النبیون
والشهداء اخرجه الترمذی
وروی البغوی باسناده عن
ابی مالک الاشعری قال
کنت عند النبی علیه السلام
فقال ان لله عبادا لیسوا
بانبیاء ولا شهداء ولکن یغبطهم
النبیون والشهداء بقربهم
ومقعدهم من الله یوم القیمة

عطا ہونگے صحابہؓ رسول اللہ سے کہا یا رسول اللہ ہمکو
ان کی خبر دیجئے کہ یہ کون لوگ ہیں فرمایا یہ ایک گروہ
ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لئے ایک دوسرے کو دوست
رکھتے ہیں باوجود آپسمیں قرابتداری نہ ہونے کے اور باوجود
ایکدوسرے کو مال نہ عطا کرنیکے پس خدا کی قسم کہ انکے
منہ روشن ہیں اور یہ نور کے منبروں پر ہونگے یہ نہیں ڈرینگے
جبکہ لوگ ڈریں گے اور یہ غمگین نہیں ہونگے جبکہ
لوگ غمگین ہونگے۔ اور (آنحضرت نے) یہ آیت پڑھی
الا ان اولیاء اللہ الخ سن رکھو جو اولیاء اللہ ہیں نہ اُن پر کچھ
خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے سند ہی بیان کیا ہے اس کو
ابو داؤد نے اپنی سنن میں اور یہ روایت صحیحین کی متفقہ
ہے اور روایت کی گئی ہے ابوہریرہ رضہ سے کہا فرمایا رسول
اللہ نے کہ قیامت کے روز اللہ تعالی فرمائیگا کہاں ہیں
وہ لوگ جو باہم دوستی رکھنے والے ہیں میرے
جلال کی قسم آج میں اُن کو اپنے سایہ میں جگہ دونگا کہ
میرے سایہ کے سوا آج دوسرے کا سایہ نہیں ہے سند ہی
بیان کیا ہے اس کو مسلم نے اور روایت کی گئی ہے
معاذ ابن جبل سے کہا سنا میں نے رسول اللہ سے فرمایا
کہ فرمائیگا اللہ تعالی کہاں ہیں وہ لوگ جو ایکدوسرے
سے دوستی رکھنے والے ہیں میرے جلال کی قسم ان کی
لئے نور کے منبر ہیں آرزو کریں گے ان کی انبیاء اور
شہداء سند ہی بیان کیا ہے اسکو ترمذی نے روایت
کی ہے بغوی نے اپنی اسناد سے روایت ابو مالک
اشعری کی کہا کہ میں پیغمبرؐ کے نزدیک تھا پس فرمایا
تحقیق کہ اللہ کے لئے بندے ہیں نہیں ہیں وہ

قال وفی ناحیة القوم اعرابی فجثی
علی رکبتیه ورمی بیدیه فقال حدثنا
یارسول الله عنهم من هم قال
فرایت فی وجه رسول الله البشر
فقال هم عباد من عباد الله
من بلدان شتی وقبائل شتی
لم یکن بینهم ارحام یتواصلون
بها ولا دنیا یتباذلون بها یتحابون
بروح الله یجعل الله وجوههم نورا
ویجعل لهم منابر من لؤلؤ قدام
الرحمن یفزع الناس ولا یفزعون
ویخاف الناس ولا یخافون و
یروی عن النبی علیه السلام
انه قال ان اولیائی من عبادی
الذین یذکرون بذکری و
اذکر بذکرهم هکذا اروی
البغوی بغیر اسناده عن ابی
هریرة رضی الله عنه قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم
ان من عباد الله عبادا یغبطهم
الانبیاء والشهداء قیل من هم
یارسول الله لعلنا نحبهم قال هم
قوم تحابوا فی الله من غیر اموال
ولا انساب وجوههم نور علی
منابر من نور لا یخافون اذا

انبیاء اور شہداء ویکن قیامت کے روز منجانب اللہ
ان کے قرب اور مقام کے سبب سے انبیاء اور شہداء
ان کی آرزو کریں گے کہا ابی مالک اشعری نے اس وقت
قوم کی ایک گوشہ میں ایک اعرابی موجود تھا یہ سنتے ہی
دوزانو بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر مار کر
عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم کو خبر دیجئے ان کی کہ وہ
کون لوگ ہیں کہا ابی مالک نے کہ میں نے
(اس وقت) رسول اللہ کے چہرۂ مبارک کو بہت
بشاش دیکھا پس آنحضرت نے فرمایا یہ بندے
ہیں اللہ کے بندوں سے مختلف شہروں اور
مختلف قبیلوں کے ہونگی ان کے درمیان
قرابتداری جس کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کریں
اور نہ ہوگا روپیہ پیسہ کہ باہم خرچ بذل کریں ایک
دوسرے کیساتھ دوستی کریں گے خدا کی خوشنودی
کے لئے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کے چہروں کو
نورانی بنادیگا اور بنادیگا ان کیلئے گوہر کے
بلند منبر اپنے روبرو لوگ اس روز کی ہیبت
سے گھبرائیں گے اور یہ نہیں گھبرائیں گے اور ڈرینگے
لوگ اور یہ نہیں ڈرینگے۔ روایت کی گئی ہے نبی ع
سے آپ نے فرمایا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ میرے
بندوں سے میرے دوست وہ ہیں جو ذکر کرتے
ہیں میرا ذکر اور میں ذکر کرتا ہوں اُن کا ذکر اسی
طرح بغوی نے اپنی اسناد کے بغیر روایت کی ہے روایت
ہے ابو ہریرہ سے کہا ابو ہریرہ رض نے فرمایا رسول
اللہ نے کہ اللہ کے بندوں سے بندے ہیں جن کی

يخاف الناس ولا يحزنون اذا
حزن الناس فانظر ايها المنصف
ان الاوصاف المذكورة في حق
اولياء امة محمد صلى الله عليه وسلم
توجد في هذا القوم فلم لا يكون
بيعتهم مثبتة امامة من بايعوه
واستدلالهم حجة لغيرهم والله
يقول الحق وهو يهدي السبيل
قوله ثم اعلم رحمك الله ان
من اول الاسلام الى الآن
كثير من الناس ادعوا هذه
المهدوية من الامراء والمشائخ
منهم شيخ يسمى سيد محمد نوربخش
ومنهم كان شيخ في الروم قلت
وجدت في الاصل كان مقدما
على الشيخ وليس بسديد بل ينبغي
ان يقال ومنهم شيخ كان في
الروم قوله يسمى اويس في زمن
بايزيد مع كان له ثمانون خليفة
لما عرض له هذا الامر طلب
خلفاءه وقال لهم يظهر لي كذا و
كذا انتم توجهوا الى الله قلت
الصواب الفصيح ان يقال فتوجهوا
الى الله انتم قوله والذي يظهر
لكم قولوا لي فلما استفتوا امره

آرزو انبیاء اور شہید اوکریں گے صحابہ نے عرض کیا
کہ وہ کون لوگ ہیں یا رسول اللہ شاید کہ ہم اون کو
دوست رکھیں آنحضرت نے فرمایا کہ وہ ایک گروہ
ہے خدا کی محبت میں ایک دوسرے سے محبت رکھینگے
ان کے چہرے منور ہوں گے اور نور کی منبروں پر
رہیں گے یہ نہیں ڈریں گے جبکہ لوگ ڈرینگے یہ غمگین
نہ ہوں گے جب کہ لوگ غمگین ہوں گے پس دیکھہ
اے منصف کہ اوصاف مذکورہ جو اولیاء امت محمد کے
حق میں ہیں یہ سب اوصاف قوم مہدویہ میں پائے
جاتے ہیں پس کیونکر نہ ہوگی ان کی بیعت ثابت
کرنیوالی اس کی (مہدی کی) امامت کو جس سے
انھوں نے بیعت کی اور کیونکر نہ ہوگا ان کا استدلال
دوسروں کے لیے حجت اور اللہ سچ فرماتا ہے اور
سیدھا راستہ دکھاتا ہے قولہ پھر جان رحم کرے تجھپر اللہ
ابتدا اسلام سے اب تک امیروں اور مشایخو
سے بہت ہی لوگوں نے مہدیت کا دعوی کیا ہے منجملہ
ان کے ایک شیخ ہے جس کا نام سید محمد نوربخش ہے
اور ان میں سے ایک شیخ ہے جو روم میں تھا قلت
میں نے شیخ کی اصل عبارت میں کان کو شیخ پر
مقدم پایا اور یہ درست نہیں بلکہ یہ کہنا چاہیے تھا
کہ ومنھم شیخ کان فی الروم قولہ شیخ جو روم
میں تھا اس کا نام اویس ہے بایزید کے زمانہ میں تھا او
اس کے اسی خلیفے تھے جب اس کو وہ بڑا امر
مہدیت پیش ہوا تو اپنے خلیفوں کو طلب کیا اور
ان سے کہا کہ مجھپر اس طرح اور اس طرح امر مہدیت

جاؤا كلهم وقالوا ظهر لنا انك
على الحق فلما ذكر هذا الامر للسلطان
وكان السلطان من اولياء
الله قالوا مرحبا انتم اخرجوا نحن
معكم وناصركم ثم بعد ايام
زال هذا الخاطر منه قلت في
هذا الكلام دليل لنا على صحة
مدعينا وهو ان الله لا يدع وليه
على الخطاء الذي يضره في
دينه بل يطلعه على ذلك فيرجع
واما اذا تركه على ذلك حتى
مات ذلك الولي علم انه كان
مصيبا في مدعاه او لم يكن
وليا لان الاصرار على المعصية
محال من الولي كما ذكر الشيخ
اولا قوله ثم شخص شريف في
بلاد المغرب وهو الآن موجود
ذو شوكة عظيمة فتح له من بلاد
المغرب مسيرة اربعة اشهر
والى الآن هو في الترقي
يدعي هذا الامر قلت بلغنا
عن التجار الذين جاؤا من

ظاہر ہوا ہے تم اللہ کی طرف متوجہ ہو قولہ فصیح عبارت
وہ یہ جو کہی جاتی فتوجھوا الی اللہ انتم (پس
توجہ کرو اللہ کی طرف تم سب) قولہ اور جو چیز تم پر
ظاہر ہو مجھے کہو پس جب اس کے یار امر مہدیت
کی تحقیق میں مشغول ہوئے چند روز تک اور وہ سب
آئے اس کے پاس اور کہا کہ ہم پر ظاہر ہوا ہے کہ
تو حق پر ہے (امر مہدیت تیری ذات میں ثابت ہے)
اور جب سلطان وقت کے پاس امر مہدیت کا ذکر
کیا گیا تو چونکہ سلطان اولیاء اللہ سے تھا کہا کہ
بہتر رحمت ہو اس امر مہدیت کی دعوت لیکر باہر
آؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور تمہاری مدد کرنیوالے
ہیں پھر تھوڑے دنوں کے بعد اوس کے دل سے
امر مہدیت کے دعوی کا خطرہ دور ہو گیا قولہ قلت
شیخ کے اس کلام میں ہمارے لئے دلیل ہے ہمارے
مدعی مہدیت کی صحت پر وہ یہ کہ اللہ تعالی ولی کو خطا
پر نہیں چھوڑتا ایسی خطا کہ اوس کو اس کے دین میں
نقصان پہنچاتی ہے بلکہ اوس کو مطلع کر دیتا ہے
اس خطا سے پس وہ ولی رجوع کر لیتا ہے اور جب چھوڑا
جاتا ہے ولی کو دعوی مہدیت پر اوس ولی کے انتقال
تک تو جانا جاتا ہے کہ وہ ولی اپنے دعوی میں سچا ہے
یا نہ ہوگا ولی اس لئے کہ گناہ پر مصر ہونا ولی سے محال
ہے چنانچہ شیخ نے پہلے اس کا ذکر کیا ہے قولہ پھر

ے قولہ ولیس کذلک بل الولی یکون محفوظا یعنی یمکن ان یصدر من الولی الخطاء و
الزلة ولکن لا یصر علی ذلک شیخ کا قول ہے کہ اور نہیں ہے ایسا بلکہ ولی محفوظ ہوتا ہے یعنی ولی سے خطا اور زلت کا صادر ہونا
ممکن ہے لیکن وہ خطا اور زلت پر مصر نہیں رہتا ۱۲

مكة ان ذلك الشخص قتل
وكان رجلا يعلم الكيمياء وكان
غرضه فتح بلاد المسلمين و
لم يكن له دعوة الى ترك
الدنيا والاشتغال مع الله والانبياء
ما بعثوا الا لهذا قال الله تعالى
وجعلنا بعضكم لبعض فتنة
قال في الكشاف اي جعلناك
فتنة لهم لانك لو كنت صاحب
جنات وكنوز لكان طاعتهم
لك للدنيا او ممزوجة بالدنيا
فانما بعثناك فقيرا ليكون طاعة
من يطيعك خالصة لنا
فاجتماع طلاب الدنيا وان كانوا
الوفا لا يعتد به قال الله تعالى قل
لا يستوي الخبيث والطيب
ولو اعجبك كثرة الخبيث قوله
الخاتمة اعلم رحمك الله ان
الآخرة دار جزاء والدنيا دار
ابتلاء وابتلاء الله تعالى لعباده
على انواع فمنهم من يبتلي بشدة
الفقر ومنهم من يبتلي بالامراض
وبانواع البلايا والمصائب ومنهم
من يبتلي بالصحة والعافية
ومنهم من يبتلي بكثرة الاعداء

ایک شخص ہی شریف یعنی سید مغرب کی ولایت میں
اور وہ اس وقت زندہ ہے اور صاحب لشکر بزرگ
ہی بلاد مغرب میں چار ماہ کی راہ تک اس کو فتح ہوئی
ہی اور وہ اب ترقی پر ہی دعوی کرتا ہی امر مہدیت کا قلت
مکہ سی جو تجار آئے ہیں ان سی ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ وہ
شخص شریف قتل کیا گیا اور وہ کیمیا جانتا تھا اور
مسلمانوں کے شہروں کو فتح کرنا اس کی غرض تھی
اور اس کی دعوت ترک دنیا اور اشتغال مع
اللہ کی نہ تھی اور تمام انبیاء ع ترک دنیا اور اشتغال
مع اللہ کی دعوت کیلئے پیدا کئے گئے اللہ تعالی
فرماتا ہی کہ اور ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کیلئے
آزمایش کیا ہے۔ تفسیر کشاف میں کہا ہے
یعنی ای محمد ہم نے تجھکو ان کے لئے آزمایش کیا
ہے اس لئے کہ اگر تو صاحب گنج و باغ ہوتا تو ان
کا تیری اطاعت کرنا دنیا کے لئے اور دنیا سے
ملنے کے لئے ہوتا پھر تو تجھکو فقیر پیدا کیا ہے
تاکہ تیری اطاعت کرنیوالے کی اطاعت خالص
ہمارے لئے ہو پس طالبان دنیا کا جمع ہونا اگرچہ
ہزاروں کی تعداد میں ہو تو اُس جمع ہونیکو دین
کیلئے جمع ہونا نہیں سمجھا جائیگا اللہ تعالی فرماتا ہی
کہ کہدے ای محمد برابر نہیں ہو سکتے ناپاک اور
پاک اگرچہ تجھکو ناپاک کی کثرت اچھی لگے قولہ
جان رحمت کرے تجھپر خدا کہ آخرت جزا کا گھر ہے
اور دنیا آزمایش کا گھر اللہ تعالی نے اپنے بندوں
کو اقسام کی آزمایشوں سے آزمایا پس بعض بندگان

من الكفار والمبتدعة من الفرق
المشهورين وهم اثنان و
سبعون فالله تعالى ابتلانا
في زماننا بهذه الفرقة المبتدعة
اعاذنا الله منهم قلت بالغ
الشيخ في عداوة اصحابنا حتى
جاء من مكة الى الكجرات
بنفسه اتعبها في انكارهم يريد
الطفاء نور الله بفيه ويابى الله
الا ان يتم نوره فانماع كيده كما
يماع الملح في الماء فلم يحصل
مقصوده ثم ذهب الى مكة
ثانيا ثم بعد مدة مديدة كتب
الى سلطان الكجرات بقتل اخواننا
فامتثل امره فقتل احد عشر رجلا
من اخواننا صابرين محتسبين
فاخذ الله ثار اخواننا في مدة
اربعة اشهر بتسلط بعض خدم
السلطان عليه حتى قتله و
وزرائه فالسيف موضوع فيهم
من ذلك الوقت الى يومنا هذا
ولم يخلص زمان من ذلك
الوقت من الشغب والاضطراب
قال الله تعالى الم نهلك الاولين
ثم نتبعهم الآخرين كذلك

خدا وہ ہیں جو فقر و فاقہ کی سختی سے آزمائے گئے اور بعض
وہ ہیں جو بیماری اور پے درپے بلائیں اور مصیبتیں پہنچنے
سے آزمائے گئے بعض وہ ہیں جو صحت اور عافیت
سے (جو بلا حسنہ ہے) آزمائے گئے اور بعض وہ ہیں جو
دشمنوں کی کثرت کافروں بدعتیوں اور مشہور بہتر فرقوں
سے آزمائے گئے اور ہم کو اللہ تعالی نے ہمارے زمانہ
میں اس فرقہ مبتدعہ (مہدویہ) سے آزمایا پناہ مانگتے ہیں
ہم اللہ سے ان کی بدعتوں سے قلت شیخ ہمارے
اصحاب کیساتھ عداوت کرنے میں اس قدر مبالغہ
کیا کہ مکہ سے گجرات کو اپنی ذات سے آیا اور ان کی
نفی لعنت میں اپنی ذات کو تکلیف میں ڈالا۔ اللہ کی
نور کو بجھانیکا ارادہ رکھتا ہے منہہ سے پھونک مارکر
پس اس کا مکر ایسا پگھل گیا جیسا کہ نمک پانی میں
مل جاتا ہے پس نہیں حاصل ہوا اس کا مقصود پھر
واپس گیا مکہ کو دوسرے بار اور ایک مدت کی
بعد گجرات کے سلطان کو ہمارے بھائیوں کے
قتل کے لیے خط لکھا پس سلطان نے شیخ کی حکم کو اعتبار
کیا اور ہمارے بھائیوں سے گیارہ اشخاص کو قتل کیا جو دین
مہدئی پر صبر کرنیوالے ثواب سمجھکر عمل کرنیوالے تھے پس
بدلہ لیا اللہ نے ہمارے بھائیوں کا چار ماہ کی مدت
میں سلطان کی خادموں میں سے ایک خادم کو اوس پر
مقرر کرکے یہانتک کہ اس خادم نے سلطان کو اور
اُس کے وزیروں کو قتل کیا پس تلوار چل رہی ہے ان کی
درمیان اس وقت سے ہمارے اس زمانہ تک اُس
وقت سے ابتک زمانہ کو بے قراری اور بے چینی سے

نفعل بالمجرمین ویل یومئذ
للمکذبین. ثم لما رای باستقامتهم
وصلابتهم فی تصدیقهم کما قال
ابوسفیان قلت لا فی جواب
سوال هرقل ایرتد احد منهم
سخطة لدینه بعد ان یدخل فیه
یئس من انکارهم ودفعهم
فقال فالله ابتلانا بهذه الفرقة
المبتدعة ولو نظرت بالانصاف
لوجدت کلام الشیخ عین کلامهم
حیث قالوا ان هذا لشیء
یراد ما سمعنا بهذا فی الملة الآخرة
ان هذا الا اختلاق. فیا
هنیئا للمصدقین وواویلا
للمکذبین. قوله اعلم رحمک الله
ان سنة الله فی بعض عبادہ
جرت بانه قد یکون الشخص
فی نفسه من اولیاء الله ثم تابعا

نجات نہیں ملی اللہ تعالی فرماتا ہے کہ کیا ہم ہلاک نہیں کر چکے
اگلے لوگوں کو پھر ان ہی کے پیچھے پیچھے چلائیں گے ان
پچھلوں کو ہم یہی کیا کرتے ہیں گنہگاروں کے ساتھ خرابی
ہے[1] اس دن جھٹلانیوالوں کی پھر جب شیخ نے مہدویوں کی
استقامت استواری اور تصدیق مہدی کی شان (ایسی
ہی) دیکھی جیسا کہ ابوسفیان نے کہا کہ ہرقل بادشاہ روم
کے سوال ہذا "کیا کوئی شخص محمدیوں میں دین میں داخل
ہونیکے بعد اپنے دین میں سختی پہنچنے سے پلٹ بھی
جاتا ہے" کے جواب میں میں نے کہا کہ نہیں پس شیخ مہدویوں
کے انکار کرنے اور ان کے دفع ہونے سے مایوس ہو کر کہا
کہ اللہ ہم کو اس فرقہ مبتدعہ مہدویہ سے آزمایا اور اگر تو
شیخ کے کلام کو انصاف سے دیکھے گا
تو البتہ پائے گا شیخ کے کلام کو
مشرکوں کے کلام کے موافق جہاں کہ انھوں نے کہا کہ
بیشک[2] اس بات میں تو کچھ غرض ہے (محمد کی) ہمنے تو یہ بات
سنی نہیں پچھلے مذہب میں بس یہ تو من گھڑت ہے بس
کیا ہی خوشحالی ہے مصدقان مہدی کیلئے اور کیا ہی
ہلاکت ہے منکران مہدی کیلئے قولہ جان اللہ تجھپر رحم

---

[1] اللہ تعالی نے سورہ مرسلات ہی میں دس بار فرمایا ہے کہ ویل یومئذ للمکذبین. خرابی ہے اسدن جھٹلانیوالوں کی.

[2] ان هذا لشیء یراد بیشک یہ مخالفت محمد کی ہمارے ساتھ لشیء یراد ایک چیز ہے ارادہ کی ہوئی ہمارے زمانہ کے حوادث میں سے اور اسکے وقوع سے چارہ نہیں ہے یعنے بڑائی اور برتری جو محمد کا مدعا ہے یہ ایک چیز ہے کہ اس کی خواہش کی جاتی ہے یعنے سب لوگ یہی چاہتے ہیں کہ ہم بڑے اور عالی رتبہ ہیں ما سمعنا بهذا نہیں سنا ہم نے یہ جو محمد کہتے ہیں خدا کی وحدانیت فی الملة الآخرة پچھلی ملت میں جسپر ہمنے اپنے باپوں کو پایا حضرت عیسی کی ملت میں کہ سب ملتوں سے اخیر ہے اسلئے کہ وہ تین خدا ہونیکے قائل ہیں ایک خدا ہونیکے قائل نہیں ان هذا الا اختلاق نہیں ہے یہ توحید جو محمد کہتے ہیں مگر بنا لینا اپنی طرف سے یعنے جھوٹ خود محمد بنا لیتے ہیں

(ملاحظہ ہو تفسیر قادری جلد دوم مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۲۲)

للکتاب والسنة وینشأ بعده
قوم خارجون من الدین
ففی بلاد العجم شخص یسمی
سید نعمت الله الولی فالرافضیة
یعتقدونه ولیسوا منه بشیء
ثم شخص یسمی شاهباز قلندر
بلغنا انه کان رجلا صالحا
والقلندریة الذین یجیئون فی هذا
الزمان ینتسبون الیه وهم
بمعزل عنه ثم شخص یسمی
شاه قاسم انوار کان من
اولیاء الله واصحابه اکثرهم
ملحدون مباحیون ثم فی
بلاد الهند کان شخص یسمی
الشیخ بدیع الدین شاه مدار
کان من اهل الله واصحابه
یسمی مداریون وهم بمعزل
عنه وغیر ذلک ممن لا یحصی
عددهم فالمقصود من هذا ان
بدعة هذه الطائفة المقربین
بمهدویة ذلک السید المرحوم
لا تقتضی ان یکون هو مبتدعا
لا یظن به هذا والله اعلم قلت
هذا الذی ذکر الشیخ انما یصح
اذا لم یصح الروایة عندهم عن

کرے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت اپنے بعض بندوں میں ایسی
جاری ہوئی ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص فی نفسہ
ولی ہوتا ہے پیروی کرتا ہے کتاب اور سنت کی اس ولی
کے انتقال کے بعد دین کے حدود سے باہر ہونیوالا ایک
گروہ پیدا ہوتا ہے بلاد عجم میں ایک شخص ہے جس کا نام سید
نعمت اللہ ولی ہے پس رافضی ان کے معتقد تو ہیں لیکن
ان لوگوں کو اس ولی سے کوئی نسبت نہیں ہے پھر ایک
شخص ہے جس کا نام شاہباز قلندر ہے ہمکو یہ بات پہنچی
ہے کہ وہ مرد صالح تھا اور قلندریہ جماعت جو اس زمانہ
میں ہے اسی قلندر سے منسوب کی جاتی ہے حالانکہ یہ جماعت
شاہ باز قلندر کی راہ سے ہٹی ہوئی ہے پھر ایک شخص شاہ
قاسم انوار اولیاء اللہ سے تھا اس کے اکثر اصحاب ملحد
اور مباحیاں تھے اور پھر بلاد ہند میں ایک شخص ہوا ہے
جس کا نام شیخ بدیع الدین شاہ مدار تھا اہل اللہ سے ہوا ہے
اور اس کے اصحاب کو مداری کہتے ہیں حالانکہ یہ لوگ
اس سے دور ہیں ان کے سوا اور بہت سے لوگ بیشمار
ہیں پس ان اولیاء اللہ کا ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ
ان اولیاء اللہ کے انتقال کے بعد ان کی فرقے ان کے
دین سے خارج ہو گئے اسی طرح اس سید مرحوم (مہدیؑ)
کا اقرار کرنیوالے گروہ مہدویہ کی بدعت اس بات کی مقتضی
نہیں ہے کہ وہ سید مرحوم (امام مہدیؑ) بھی بدعتی ہو کیونکہ سید
مرحوم (مہدیؑ) کے بدعتی ہونے کا گمان نہیں کیا جا سکتا ۔
قلت شیخ نے جو یہ بیان کیا ہے کہ اولیاء کے انتقال کے
بعد ان کی قومیں ان کے دین سے پھر گئیں شیخ کا یہ بیان
اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ ان کے پاس ان کے متبع

متبوعهم بالتواتر اما اذا نقلوا ما
هم عليه من الاعتقاد والعمل
نقلا متواترا بروايت عدول
مرضيين عند متبوعهم فكيف
يظن انهم اخترعوا ما لم يتحقق
عندهم من متبوعهم او غلطوا
في النقل عنه هذا ايضا باب العقل
ويدفعه النقل اذ لو جوز ذلك
لوقع الشك في الدين كله و
يستوى المتواتر والاحاد في
عدم افادة اليقين فانظر ايها
المنصف ان الله عصم المهدى ع
من طعن مثل هذا الشيخ المعاند
ومكن في نفسه حسن اخلاقه
حتى قال لا يظن به مع علمه
ان التخصيص في بعض الايات
انما هو من ذاته دون اصحابه
نص بيانه على تخصيص كلام
الله والاعتقاد عليه لو لم يتحقق
عنه بالتواتر وكيف يظن به
انه افترى على الله كذبا او غلط
اذ الموجب للتصديق هو
الاخلاق الصادقة فنفى التكذيب
فهذا قال الشيخ لا يظن به قوله
ولله الحجة البالغة يضل من

کی روایت بطریق تواتر صحیح نہ ہو لیکن جبکہ یہ لوگ نقل کرتے
ہیں ایسی چیز کو جس پر ان کا اعتقاد اور عمل ہو ایسے لوگوں
سے جو ان کے متبوع کے پاس عادل اور پسندیدہ ہوں تو
پھر ان پر یہ گمان کیسے کیا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اپنے
متبوع سے تحقیق نہ ہونے کے
باوجود نئی چیز پیدا کی یا اپنے
متبوع سے نقل کرنے میں انھوں نے غلطی کی یہ چیز جس کا
ہم نے ذکر کیا ہے منجملہ اُن چیزوں کے ہے کہ عقل اس کو نہیں چاہتی
اور نقل اس کو دفع کر سکتی ہے اگر اس کو جائز رکھا جائے
تو تمام دین میں شک پیدا ہو جائیگا اور یقین کا فائدہ نہ
دینے میں حدیث احاد اور متواتر مساوی ہو جائیں گی پس
دیکھو اے منصف کہ اللہ تعالی نے شیخ کے جیسے معاند
شخص کی طعن سے مہدی کی حفاظت کی اور شیخ نے
اپنی ذات سے مہدی ع کے حسن اخلاق کو استوار رکھا
یہاں تک کہ خود شیخ نے کہدیا کہ مہدی کی ذات
میں بدعت کا گمان نہیں کیا جا سکتا باوجود اس علم کے
کہ قرآن کی بعض آیتوں میں مہدی ع کی ذات سے تخصیص مہدی
کی ذات ہی سے ہوئی ہے صحابہ مہدی کی ذات سے تخصیص نہیں
ہوئی پس کون ہے وہ شخص جو کلام اللہ کی تخصیص کرنے اور
تخصیص پر اعتقاد رکھنے پر قادر ہو جبتک کہ مہدی سے
بالتواتر تحقیق نہ ہو اور کیونکر گمان کیا جا سکتا ہے مہدی
پر کہ مہدی نے اللہ پر جھوٹ افترا کیا یا غلطی کا گمان
کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ مہدی ع کی تصدیق کا سبب
مہدی کے وہ اخلاق ہیں جو تکذیب کو دور کرنے والے
ہیں پس اسی معنی کے لحاظ سے شیخ (شیخ علی متقی نے) کہا

يشاء و يهدى من يشاء و هو
أعلم بالمهتدين قلت هو الذى
اوقع الواصلين فى التحير و
الكاملين فى التدبر لا يسئل
عما يفعل و هم يسئلون تمت
رسالة الشيخ باجوبتها و لله الحمد
و بنعمته تتم الصالحات

کہ ہدیٰ پر بدعت کا گمان نہیں کیا جا سکتا قولہ اور
اللہ کے لئے ہے حجت بالغہ کہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے
اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے تمت وہی
ہے جس نے واصلین کو حیرت میں ڈال دیا ہے
اور کاملین کو انجام کار سوچنے میں۔ اللہ سے اُس
امر کی پوچھ نہیں جو وہ کرے اور لوگوں سے پوچھ ہوتی ہے
تمام ہوا شیخ کا رسالہ مع اس کے جوابات کے اور تمام
تعریف سزاوار ہے اللہ کیلئے کہ اس کی نعمتوں کے سبب سے
تمام نیکیاں پوری ہوتی ہیں۔

ضمیمہ

ثم ارادت ان اذکر بحثا موجزا مستغنیا عن هذه الابحاث کلها بلسانٍ فارسی فقلت سوال اگر کسی پرسد که دلیل تصدیق شما بر مهدیت میران سید محمد مهدی موعود علیه السلام چیست جواب بگوییم که نظر کردیم در وقت آمدن مهدی علیه السلام پس دریافتیم که البته ظهور وی در زمانی باشد که خالی از مجتهدان خواهد شد باتفاق منا و من العلماء و نیز دیدیم که مرتبه ما بالاتر از تقلید نیست پس تمسک با حادیث در ثبوت و رد ما را نشاید لان ذالک مختص بالمجتهدین و اگر فرضا و تقدیرا تمسک با حادیث جایز داریم تا هم تصحیح احادیث و جرح آن و تعدیل و حمل عبارت بر حقیقت یا مجاز در امکان ما نیست زیرا چه کسانیکه درین باب در مرتبه بودند بس هم در مرتبه تعین احادیث بوصف غلط خورده اند چنانچه ابن صلاح که امام در احادیث بود او بر ابن جوزی که محل درین علم بود طعن میکند که ابن جوزی تصنیف در موضوعات کرده است و لا

پھر میں نے ارادہ کیا کہ ان تمام ابحاث سے (جو سراج الابصار میں مذکور ہوئے ان سے بے نیاز کرنیوالی ایک مختصر بحث کا ذکر فارسی زبان میں کروں پس میں کہتا ہوں سوال اگر کوئی پوچھے کہ میران سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کی مہدیت کی تصدیق کی دلیل تمہارے پاس کیا ہے؟ تو میں جواب دیتا ہوں کہ ہم نے مہدی علیہ السلام کی آنیکے وقت میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ مہدی کا ظہور بیشک ایسے زمانہ میں ہوگا کہ مجتہدوں سے خالی ہو ہمارے اور علماء کے اتفاق سے اور نیز ہم نے دیکھا کہ ہمارا مرتبہ تقلید سے بالا نہیں پس کسی امر کے ثبوت ورد کیلئے احادیث سے تمسک کرنا ہمارے سزاوار نہیں اسلئے کہ یہ بات مجتہدوں کی خصوصیت سے تھی؟ اور اگر فرضاً و تقدیراً احادیث سے تمسک کرنیکو جائز بھی رکھیں تو احادیث کی تصحیح اور اُس میں جرح و تعدیل اور محمول کرنا عبارت کا حقیقت یا مجاز پر ہمارے امکان میں نہیں اس لئے کہ جو لوگ اس باب میں (تمسک بالاحادیث میں) درجہ تحقیق و مہارت احادیث کے مرتبہ کے تعین میں غلطی کر گئے ہیں چنانچہ ابن صلاح جو احادیث میں امام تھا ابن جوزی کی جیسے علم حدیث کے مرد میدان پر طعن کرتا ہے کہ ابن جوزی نے موضوعات میں تصنیف کی ہے حالانکہ اُن کے موضوع

ے حضرت بندگی عبدالملک سجاوندی عالم باللہ رح نے سراج الابصار ختم کرنے کے بعد یہ ضمیمہ تحریر فرمایا ہے۔

دلیل علی وضعها بل حققوا ان ذکر فی الضعاف این روایت در ارجوزه که در اصول حدیث است مذکور است همچنین مفسران اجماع کرده اند که شیطان القا در قراءت نبی علیه السلام کرده است آنجا که گفت تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی. ذکر می کنند در بیان آیت وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطن فی امنیته. هیچ تفسیر ازین روایت خالی نیست الا ماشاء الله. و محدثان بر وضع این روایت متفق اند حتی قالوا انه یخشی الکفر علی من اعتقد کذا. همچنین اصولیان حدیث روایت می کنند قال علیه السلام ستکثر لکم الاحادیث من بعدی فاعرضوا علی کتاب الله فان وافق فاقبلوا والا فردوا. و محدثان قائل بوضع او یند وضعه الزنادقة میگویند همچنین اصولیان در بیان اذا تعارضا الروایتان وان لم یسقط فللمجتهد ان یعمل بایهما شاء بشهادة القلب. حدیث اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله. می آرند. این حدیث را محدثان در موضوعات ذکر کرده اند ایضا مشهور در عام و خاص است که انجم الکتاب بجمل

ہونے پر کوئی دلیل نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ ان کا ذکر ضعاف میں کیا جاتا ہے۔ یہ روایت ارجوزہ میں جو اصول حدیث میں ہے مذکور ہے اسی طرح مفسروں کا اجماع ہے کہ نبی ﷺ کی قرأت میں شیطان نے القا کیا جہاں کہ اس نے کہا کہ یہ بت یا مرغان بلند پرواز ہیں انکی شفاعت کی امید کی جا سکتی ہے' کا ذکر (وما ارسلنا الآیۃ اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی رسول اور نبی کو نہیں بھیجا مگر جب اس نے کوئی تمنا کی تو شیطان نے اس کی تمنا میں کچھ ڈال دیا) کے بیان کے تحت کرتے ہیں حالانکہ اس روایت سے کوئی تفسیر خالی نہیں الا ماشاء اللہ۔ اور محدثین اس القا کی روایت کے موضوع ہونے پر متفق ہیں یہاں تک کہتے ہیں کہ جس نے اعتقاد کیا القا کی روایت پر تو اس کے کفر کا خوف ہے اسی طرح اصولیان حدیث روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے بعد قریب ہی تمہارے لئے حدیثیں بہت ہونگی پس تم ان کو کتاب اللہ پر پیش کرو اگر موافق ہوں تو قبول کرو ورنہ رد کردو۔ اور محدثین اس روایت کے موضوع ہونے کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کو زندیقوں نے وضع کیا ہے اسی طرح اصولیان جبکہ دو روایتوں میں تعارض پیدا ہو اور دونوں ساقط نہ ہوں تو مجتہد کو چاہیئے کہ قلب کی شہادت پر ان میں سے جس پر چاہے عمل کرے کے بیان میں حدیث ہذا ڈرو مومن کی دانائی سے کیونکہ وہ دیکھتا ہے اللہ کے نور سے پیش کرتے ہیں لیکن محدثین نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا ہے نیز خاص و عام میں مشہور

كتاب الله تعالى البخاري ومسلم اند
مع ذلك يقول ابن صلاح وقد
روى فيهما ما ضعفا و اين قول ابن صلاح
در ارجوزه مذكور است. در قبول روايت
اهل الاختلاف اگرچه مذهب صحيح آنست كه
مقبول است اذ لم يعتقد وضع الاحاديث
كالخطابية و در ارجوزه ميگويد كتاب بخاري
ومسلم ملأت من الشيعة. وايضا بعضے
احاديث كه در هدايه مسطور است مطعون بوضع
اند وكذلك بعض ما روى في الاحياء
العلوم ثبت بوضع كرده اند مقصود درين
تطويل آنست بنظر انصاف بايد ديد كه با
چندين اختلافها و احتمالها چه نوع رد كنيم دعوى
كسى را كه موصوف باوصاف انبيا است
عليهم السلام پس ناچار افتاد مارا كه تقليد علما
كنيم و علما را نبي عليه السلام بدو وجه بيان
فرموده اند كما قال عليه السلام العلماء
ورثة الانبياء ما لم يميلوا الى الدنيا
واذا مالوا الى الدنيا فاحذروهم
وكذلك قال العلماء امناء الله

ہے کہ قرآن کے بعد زیادہ صحیح کتاب بخاری اور مسلم ہیں باوجود
اس کے ابن صلاح کہتا ہے کہ بخاری اور مسلم میں ضعیف
روایتیں مروی ہیں ابن صلاح کا یہ قول ارجوزہ میں مذکور
ہے اہل اختلاف کی روایت کے قبول کرنے میں اگرچہ
مذہب صحیح یہ ہے کہ اس کی روایت مقبول ہو اگر اعتقاد
نہ رکھے احادیث وضع کرنیکا خطابیہ کی طرح اور ارجوزہ
میں کہتا ہے کہ بخاری اور مسلم کی کتاب شیعہ کی روایتوں
سے بھری ہوئی ہے اور نیز بعضے احادیث جو ہدایہ میں
مذکور ہیں ان پر بھی موضوع ہونے کا طعن کیا گیا ہے اسی
طرح احیاء العلوم کی بعض روایتوں پر طعن کیا گیا ہے
اس طویل بیان کا مقصد یہ ہے کہ انصاف کی نظر سے
دیکھنا چاہیئے کہ اس قدر اختلافات اور احتمالات کے
باوجود ہم ایسے شخص کے دعوی کو (امام مہدی موعود
خلیفۃ اللہ کے دعوی کو) کہ انبیاء علیہم السلام
کے اوصاف سے موصوف ہو کس طرح رد کر سکتے ہیں
پس ہم پر علما کی تقلید ضروری ہوئی اور نبی علیہ السلام
نے علماء کو دو وجہ پر بیان فرمایا ہے چنانچہ آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں وہ جو رغبت
نہیں کرتے دنیا کی اور جب دنیا کی رغبت کریں تو ان سے پرہیز
کرو اور اسی طرح آنحضرت نے فرمایا کہ علماء اللہ کی امانت دار ہیں جبتک کہ

العلماء امناء الرسل ما لم يخالطوا السلطان
ويداخلوا الدنيا فاذا خالطوا السلطان
وداخلوا الدنيا فقد خانوا الرسل فاحذروهم
(ملاحظہ ہو جامع الصغیر جلد دوم صفحہ ۷۵ و ۶۰ مطبوعہ مطبع
مصر مؤلفہ امام جلال الدین سیوطی رح)

علماء پیغمبر کے امانت دار ہیں جبتک کہ بادشاہ سے میل
جول پیدا نہ کریں اور جبتک کہ دنیا طلبی میں نہ پڑیں
پس جب علماء بادشاہ سے میل جول پیدا کریں اور دنیا
طلبی میں پڑ جائیں تو پس علماء نے پیغمبروں سے خیانت
کی پس تم ان علماء سے پرہیز کرو۔

ما لم يخالطوا الملوك فاذا خالطوهم
فاحذروهم فانهم لصوص الدين
فانهم لصوص الدين فانهم
لصوص الدين وقطاع الطريق
هم ایشان را فرموده اند پس ناچار شد
که احوال هر دو تفحص نموده تقلید ورثة
الانبیاء کنیم و دیده ایم که علماء که منکر اند اکثر
مائل دنیا اند و اختلاط با ملوکان دارند پس
احوال علماء که مصدقان آنذات
علیه السلام اند یافتیم که تارکین دنیا و ما فیها
وطالبون للمولی و متوکلین و متشرعین
و متورعین للحق حتی ملقوا بایراث
الانبیاء و مالنا ان لا نتبعهم
فافهم وانصف . رحم الله من
انصف .

بادشاہوں سے میل جول پیدا نہ کریں پس جب علماء
بادشاہوں سے میل جول پیدا کریں تو ان سے پرہیز
کرو پس تحقیق کہ وہ دین کے چور ہیں وہ دین کے
چور ہیں وہ دین کے چور ہیں اور رہزن ہیں یہی ان
علماء کو فرمایا ہے پس ہم پر ضرور ہوا کہ دونوں قسم
کے علماء کی تحقیق کر کے جو علماء کہ انبیاء کے وارث
ہیں ان کی تقلید کریں اور ہم دیکھتے ہیں کہ جو علماء
مہدی علیہ السلام کے منکر ہیں دنیا کی طرف جھکے ہوئے
ہیں اور بادشاہوں سے میل جول رکھتے ہیں پس ہم
مہدی علیہ السلام کی تصدیق کرنیوالے علماء کے احوال
کو پاتے ہیں کہ دنیا وما فیہا کو ترک کرنیوالے اللہ
کی طلب رکھنے والے اللہ پر بھروسہ رکھنے والے
شرعی زندگی بسر کرنیوالے اللہ کیلئے دنیا سے پرہیز
کرنیوالے ہیں یہاں تک کہ پہنچے انبیاء کی وراثت
کو تو کیوں ہم ان کی تقلید نہ کریں پس تو اسبات
کو سمجھ اور انصاف کر رحم کرے اللہ اس پر جسنے انصاف کیا

راقم الحروف

خاکپائے گروہ امام مہدی موعود خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

احقر دلاور عرف گورے میاں مہدوی

ساکن حیدرآباد دکن . سدی عنبر بازار . محلہ پٹھان واڑی

کتبہ
احقر سید محمد چنچل گوڑہ

منتخبات ادارۂ جمعیۃ مہدویہ ۱۳۶۳ ہجری سی ۱۳۷۳ تک جو مبارک کتب معہ ترجمہ

طبع ہوئے انکی فہرست درج ذیل ہے

(۱)	المعیار وبعض الآیات	مولفہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رض	موجود
(۲)	عقیدہ شریفہ	" " " " " "	غیر موجود
(۳)	محضرہ حضرت بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ		موجود
(۴)	مکتوب حضرت بندگی میاں امین محمد رض		غیر موجود
(۵)	انصاف نامہ	" حضرت بندگی میاں ولی جی رحمۃ اللہ علیہ	موجود
(۶)	حاشیہ انصاف نامہ	" " " " " " "	"
(۷)	مولود امام مہدی موعودؑ	" " " علامہ شاہ عبدالرحمن رح	غیر موجود
(۸)	مخزن الدلائل	" " " " علامہ قاضی منتجب الدین رح	موجود
(۹)	جواہر التصدیق	" " " " شیخ مصطفی گجراتی رح	غیر موجود
(۱۰)	مجالس خمسہ (دو بار)	" " " " " " "	موجود
(۱۱)	منہاج التقویم	" " " " عبدالملک سجاوندی عالم باللہ رح	"
(۱۲)	خصائص امام مہدی موعود ع	" " " " " " "	"
(۱۳)	رسالہ ہژدہ آیات	" " " عبدالغفور سجاوندی رح	"
(۱۴)	شفاء المومنین	" " شاہ قاسم مجتہد گروہ مہدویہ رح	غیر موجود
(۱۵)	الحجۃ	" " " " " " "	"
(۱۶)	جامع الاصول	" " " " " " "	"
(۱۷)	دلیل العدل والفضل	" " " " " " "	"
(۱۸)	فضیلت افضل القوم	" " " " " " "	"
(۱۹)	نقطۃ المصدقین	" " " " " " "	"
(۲۰)	محکمات تکمیل الایمان، معدن الآداب	" " " " " " "	"
(۲۱)	معجزات المہدی ع	" " " " " " "	"
(۲۲)	انوار العیون	" " " " " " "	موجود
(۲۳)	صحبت صادقان، تسویت الخاتمین ع، میزان العقائد	" " " "	غیر موجود
(۲۴)	تادیب العالمین	مولفہ حضرت چھادوجی صاحب رح	"
(۲۵)	پنج فضائل	" بندگی میاں سید روح اللہ رح	موجود
(۲۶)	مونس المصدقین (چراغ دین مہدی ع) تین مرتبہ		"
(۲۷)	سیرت حضرت بندگی میاں شاہ قاسم رح		غیر موجود
(۲۸)	شاہ نصرت شاہ و شاہ ابراہیم رح		غیر موجود

ناشر محمد انعام الرحیم خان مہدوی

قومِ مہدویہ کی مشہور و معروف کتب معہ ترجمہ حسبِ تفصیل موجود ہیں

سلسلہ نمبر	نام کتاب	معاونین کیلئے	عام معتقدین کیلئے
۱	المعیار و بعض الآیات	بلاہدیہ	عہ/ سکہ ہند
۲	محضرِ بندگی میاں شاہ دلاورؓ	"	۸/ "
۳	انصاف نامہ	۴ روپیہ	۷ "
۴	حاشیہ انصاف نامہ	۲ "	۴ "
۵	منہاج التقویم	بلاہدیہ	عہ/ "
۶	مخزن الدلائل	"	عہ/ "
۷	سراج الابصار	"	عہ/ "
۸	رسالہ ہژدہ آیات	"	۱۲/ "
۹	انوار العیون	"	۸/ "
۱۰	مجالسِ خمسہ	"	۱۲/ "
۱۱	پنج فضائل	"	عا/ "
۱۲	چراغِ دینِ مہدیؑ	"	۸/ "

مذکورہ بالا کتب کا ہر مہدویہ گھر میں رہنا ضروری ہے تاکہ مہدوی حضرات علی الاعلان اپنے مذہب کو دلائل و براہین کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرسکیں۔

آیندہ طبع ہونیوالے جواہر پارے

مختصر فہرست حسب ذیل ہے

(۱) مطلع الولایت — مولفہ حضرت بندگیمیاں سید یوسفؒ مترجم

(۲) ماہیت التقلید — " " " شاہ قاسم رح "

(۳) رسالہ دربحث ناسخ و منسوخ — " " شیخ مصطفےٰ گجراتیؒ "

(۴) جواہر التصدیق — " " " " " " بار دوم

(۵) حجت المنصفین — " " " ولی جی رح "

(۶) شواہد الولایت — " " " شاہ برہانؒ "

(۷) مکتوبات حضرت بندگیمیاں شیخ مصطفےٰ گجراتی رح

خدا کی ذات سے امید ہے کہ

معاونین مذکورہ بالا جواہر پاروں کو زیور طبع سے آراستہ کرنے کیلئے پابندی سے امداد فرماتے رہیں گے فقط

کمترین محمد انعام الرحیم خاں مہدوی